یوم ندعو کل اناس بامامهم

الحمد لله که این وجیزه هدایت باستنباط کلام رب العزة در انواع خلافت معقود امام
بیعت بضمن جواب صلح و محاربت اصحاب عصمت با مرار جور و بدعت سمی به

تشحیذ الاذهان

The ... of this book
SALAR JUNG ...
(Oriental ...
URDU ... TEL
Accession No. ... ۸۱۷
Subject ...

از رشحات خامه و مداد محی شعائر رشاد و محی آثار لداد که خامه اش کمیل البصر للعمیا
و مدادش مداد العلما افضل من دماء الشهدا ست

در مطبع ریاضی امروهه مطبوع طبایع وقاد گردید



بسم الله الرّحمٰن الرّحیم

الحمد للهِ الّذی انزل القرآن علی حرفٍ واحدٍ لیکون لِلنّاس قُرانُه وفهمُه یسیراً ولوکان من عند غیر الله لوجد وا فیه اختلافاً کثیراً وقارَن الکتاب بعترة النّبی فی حکمٍ واحدٍ فی قوله قد جاءکم من الله نور وکتاب مبین قرانا مستنیراً وجعل عترة صلعم ملتحقاً به فی درجته العلیا بقوله تعالی الحقنا بهم ذرّیتهم جعلاً تابیداً لاتغییراً بقوله ولاتجد لسنّة الله تبدیلاً وطهرهم تطهیراً وممّیزهم عن غیرهم فی المواضع الشتی تمیزاً مستطیراً بقوله حتی یمیّز الخبیث من الطیّب لئلا یکون بینهم وبین غیرهم الالتباس قلیلاً ولاکثیراً ؛ والصّلوٰة والسّلام علی نبیّه ورسوله الّذی اجمع ذلک الکتاب وعترة الاطیاب فی امرٍ واحد فی حدیث الثّقلین وفی اخبار شتی وخصّص اخاه ووصیّه وخلیفته علیّاً الشفیع فی الیوم الذی کان یوماً قمطریراً من سائر الورا بقوله انا وعلیّ من شجرة واحدة والنّاس من اشجار شتّی مشیراً الی العصابة

الذین کانوا من الشجرۃ الخبیثۃ المذکورۃ فی القرآن والی انفسھما بالشجرۃ
الطیبۃ التی اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء واخبر عن احوال تلک البعض
فی اخبار الحوض بانھم یرجعون عنہ بالرجعۃ القھقری الی دار الجزاء
اور خداوند تعالے نے پہلے سے ہی اتباع ہر دو طائفہ وعصابہ مطاعین کی
شناخت قلت اور کثرت کے عدد سے جابجا فرما دی ہے کما قال ولاکن اکثرھم
لایشکرون واکثرھم لایومنون واکثرھم یجھلون واکثرھم فاسقون و
قال الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات وقلیل ماھم وثم تولیتم الا قلیلا
منکم وبقولہ بل لعنھم اللہ بکفرھم فقلیلا مایومنون وما اٰمن معہ
الا قلیل اور اسلام مین بھی اسی تفریق پر دو گروہ مقلدین کے ممیز طاعین مین عترۃ
النبی و بین اصحابہ کی جدا جدا کثرۃً ومرتبۃً وشھرۃً وعظمۃً ہو گئے ایک وہ گروہ ہے
کہ امر دین مین جسنے اپنا پیشوا مسلماً صحابہ کو ہی قرار دیلیا ہے اور اہلبیت نبی کی
صرف توقیر زبانی مانتے ہین مگر اونکا قول وفعل بمقابلہ عمل صحابہ کے حجت نہین گردانتے
اس مقام پر چند نظائر جو ممیز ان جماعت متحدہ امیر معاویہ نے مشتہر فرمائی ہین بثبوت
مدعا پیش کیجاتی ہین فضل بن روزبہان نے کتاب ابطال الباطل مین فرمایا ہے
اما ما ذکرہ ان اجماع العترۃ حجۃ ماذا اراد من العترۃ فان اراد بہ علیاً
فھو واحد من العترۃ اما قولہ مجردا اذا خالفہ جمھور الصحابہ فلیس
بحجۃ موجھہ الی ان قال فان بعضھم ذھبوا الی ان قول الصحابۃ حجۃ

کما ھو فی بعض الکتب واما غیرہ من العترۃ فعدم کون قولھم حجۃ
فبالطریق الاولی فاجماع العترۃ لایکون حجۃ وان کانوا صادقین وان سلمنا
انھم معصومین انتھے ملخص ترجمہ یہ ہے کہ قول مجرد جناب امیر کا مردین مین حجت
نہین جبکہ جمہور صحابہ اوسکے مخالف ہون نہ اجماع عترت رسالت حجت ہے بلکہ قول
صحابہ کا حجت ہے انتھے اور محقق دوانی نے شرح عقائدین تو یہ تفریق صاف
لفظون مین بیان کرکے نجات فرقہ اشعریہ کے افادہ فرمائی ہے کہ فانھم یتمسکون
فی عقائدھم بالاحادیث الصحیحۃ المرویۃ عنہ صلعم وعن اصحابہ ولا
یتجاوزون عن ظواھرھا الی ان قال لامع النقل من غیرھم کالشیعۃ المتبعین
بما روی عن ائمتھم لاعتقادھم العصمۃ انتھے یعنے فرقہ اشعریہ عقائدین احادیث
صحیحہ پیغمبر خدا و احادیث صحابہ سے تمسک کرتے ہین اور ظاہر معنے الفاظ احادیث
سے تجاوز نہین کرتے اور غیر صحابہ سے مثل فرقہ شیعہ کے استرسال اور موانست
و آویختگی نہین کرتے ہین کہ شیعہ متبع کرنے والے ہین اُن روایات کی جو انکے ائمہ سے
مروی ہین بسبب اونکے اعتقاد کرنے معصوم ہونے ائمہ کے انتھے اس فصاحت
مرام سے تفرقہ و تمیز دونون گروہ اور اونکے متمسک بھم فی امر الدین کے ہوگئی اور
طائفہ اول الذکر کا نام سنہ ۴ ہجری مین بوجہ اونکے اجتماع کرنے خلافت پر امیر معاویہ
کے اہل السنۃ والجماعت قرار پایا اور وہ قبل اوسکے شیعہ عثمان مشہور و نامزد تھے
اس مقام پر اسناد وجہ تسمیہ کو بھی نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے علامہ یحیی بن آدم

القرشی نے کتاب منہاج التحقیق میں افادہ فرمایا ہو ان معاویۃ حین مرض تب
عملیا سمی ذلک العام عام السنۃ وبہ سمیت اہل السنۃ اور اسی روایت کو
حسن بصیلی نے اوائل کتاب انوار البدریہ میں نقل کیا ہی اور ابن بطہ نے کتاب
ابانۃ میں لکھا ہو سمی معاویۃ السنۃ التی اجتمع فیھا علیہ الناس بعام السنۃ والجماعۃ
وکانت تلک السنۃ اربعین اور حسین کرابیسی نے یہ کھا ہی کہ انما سمی ھذا
الاسم یزید بن معاویۃ الخ اور شیخ العسکری نے کتاب الزواجر میں ذکر کیا ہے۔
ان معاویۃ سمی ذلک العام عام السنۃ اور ابن عبد ربہ نے کتاب العقد میں
اس طرح افادہ فرمایا ہی لما صالح الحسن معاویۃ سمی ذلک عام الجماعۃ اور
حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفا میں نقل کیا ہی کہ فاستقر فیھا (فی الخلافۃ) من
ربیع الاخر او جمادی الاولی سنۃ احدی واربعین فسمی ھذا العام الجماعۃ
لاجتماع الامۃ فیہ علی خلیفۃ واحد انتھی اور ماحصل جملہ مروبات کا یہ ہے
کہ معاویہ نے جس سال میں امیر المومنین کو نامزا کھا اس سال کا نام سنت رکھا
اور اوسی سال نام رکھے گئے اہل السنۃ اور معاویہ نے اس سال کا نام جسمیں مردمان
نے اجتماع اونکی خلافت پر کیا سنت وجماعت رکھا اور کرابیسی نے کھا ہی کہ یہ نام
یزید بن معاویہ کا مقرر کردہ ہی پھر کہو یہ نام عطیہ امیر معاویہ یا یزید مستحق ہاویہ کا ہے
اور متتبعین کتب سیر ومحاربات جمل وصفین وواقعات مابعد عہد امیر معاویہ پر
مخفی نہین ہی کہ محاربین جناب و ایتمام شیعہ عثمان کے لقب سے کھی جاتی تھی کہ جنگ جمل

صفین مین حیلہ محاربت کا بطلب دم عثمان کے تھا اور اگر کہا جاوے کہ محاربت صفین
مین مقابل امیر المومنین گروہ بنی امیہ و نواصب ملک شام کا تھا نہ فرقہ اہل السنۃ والجماعۃ
اسکے دفع دخل کو جوابات شستے ہین مگر یہان انکو از بسیار حالی کیا جاتا ہی کہ کیا یہی
لکھا جاویگا کہ مقابل امیر المومنین کے صحابہ ذوی الحلوم کالنجوم باسیہم اقتدیتم اہتدیتم
مین سے بھی کوئی نہین تھا جنکی سیرت اساس مذہب اہلسنت قرار پائی ہی اور کیا اس
سیرت محاربت کو ترک کرکے اہلسنت مقلد و مقتدی بھی اُن صحابہ کالنجوم کے رہ سکتے
ہین اور کیا اہلسنت والجماعت نے سنۃ جماعت امیر معاویہ مین شرکت نہین کی او خلیفہ واحد
امیر با تدبیر کی بیعت علی الخلافہ نہین فرمائی جو سنہ ۴۰ ہجری یوم بیعت عامہ امیر معاویہ
سے سنہ ۹۹ ہجری عہد عمر عبد العزیز تک سب و شتم علی الاتصال تمام ممالک اسلام مین خطیب
اموی اہلبیت نبی پر کرتے رہے کیا یہ بھی لکھا جاویگا کہ اون خلفا کی بیعت اہلسنت نے
اختیار نہین کی جنکے زمانہ مین یہ بدعت و شناعت مورث ضلالت ہوا کی اور مخفی
نرہے کہ وہ خلفا سنہ ۹۹ ہجری تک کے امیر معاویہ و یزید و عبد الملک و ولید و سلیمان
ہین اونکو بھی قاضی عیاض و شیخ الاسلام عسقلانی نے خلفا اثنا عشر مین شمار
کیا ہی کما فی فتح الباری و فی المفہم و تاریخ الخلفا، و الصواعق المحرقہ یا یہ بیعت حضرات
اہلسنت کو اور سب و شتم کرنا اور سننا تقیۃً جائز تھا اور اس واقعہ فظیعہ سب و شتم
کو ہر چند بپاس بنی امیہ کے چھپایا گیا ہی کہ کہین مصداق حدیث من سب علیاً
فقد سبنی الخ کے ثابت ہوکر نظر معتقدین مین مردود الخلافہ و کافر خارج الملۃ

نہ سمجھے جاوین مگر طشتیکہ از بام افتادہ باشد کرا مجال انکار است اور لطف یہ ہی کہ بصداقت

سے کیا لطف جو غیر پردہ کھولے ۔ جاد و وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے خود ہی حضرات

نقل فرماتے ہین کہ امیر معاویہ جناب امیر پر سب و لعن کیا کرتے تھے اور غیرونکو اسکی ترغیب

دیا کرتے تھے ہم یہانپر ستار روایات پر بخوف طوالت اقتصار کرتے ہین کہ امام مسلم

نے باب فضائل علی ع مین نقل کیا ہی قال امر[1] معاویۃ بن ابی سفیان سعد اً فقال

ما منعك ان تسبّ اباتراب الخ و امام ابن ماجہ نے عبد الرحمن عن سعد بن

ابی وقاص سے نقل کیا ہی قال قدم[2] معاویۃ فی بعض حجاتہ فدخل علیہ سعد

فذکروا علیا فنال فخضب سعد ا الخ اور ملا علی القاری نے باب مناقب العشرہ

المبشرہ مین شرح مشکوہ کی نقل کیا ہی ثم[3] تعلم ان علیا و معاویۃ کانا علی القتال

والخصام وکان الطائفتان یسبّ بعضہم بعضا اور سبط ابن الجوزی نے تذکرہ

خواص الامۃ مین ذکر فضائل علی مین حدیث مسلم ما منعك ان تسب اباتراب کو

نقل فرما کر لکھا ہی فان[4] معاویۃ لما سبّ علیا و امر الناس بذلك تورع سعد

عن سبّہ الخ اور محب طبری نے ریاض النضرۃ مین صاف نقل کیا ہی عن سعد

---

[1] معاویہ نے سعد وقاص سے کہا کہ کس چیز نے تجھے منع کیا ہی کہ جو گالیان ابوتراب کو نہین دیتا ہے

[2] معاویہ بعض حج کے سفر مین آیا سعد وقاص ملنے کو گئے علی ع کا لوگون نے ذکر کیا معاویہ نے علی پر سب و لعن کیا سعد خفا ہو کر گئے

[3] پھر جانتا ہی تو کہ ہر آیہ علی و معاویہ بین قتال و خصومت تھی اور ہر دو گروہ ایک دوسرے کو سب و شتم کرتا تھا

[4] پس معاویہ نے جبکہ علی ع کو دشنام دیئے اور لوگونکو حکم کیا کہ علی کو دشنام دین سعد وقاص نے دشنام دینے سے پرہیز کیا

قال امر معاویہ سعد[1] ان یسب ابا تراب اور محدث عبدالحق نے شرح مشکوۃ کے
کتاب الفتوت مین نقل کیا ہی عن انس ان النبی صلعم لا یفتت الا اذا دعی علیہم وقد
روی عن الصدیق اذ فتت عند بحارتہ علی اہل الکتاب وکذا علیؑ فی محاربتہ معاویہ
وروی فی ھذا العکس ایضاً اور شیخ فی الاسلام ابن تیمیہ نے آوائل کتاب منہاج السنۃ
مین تائید حدیث مسلم کے لکھا ہی اما سعد لما امرہ معاویہ بالسب فابی فقال ما
منعک ان تسب علیاً فقال ثلاث قالھن رسول اللہ فلن اسبہ لان یکون لی
واحدۃ منھن احب الی من حمر النعم الحدیث وھذا حدیث صحیح رواہ مسلم فی صحیحہ
اندکے از غم دل گفتم وخاموش شدم ؎ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است
پس یہ فرمایا جاوے کہ حضرات سلف صالحین اہلسنت زمان سب وشتم مین کھان
روپوش تھے حالانکہ عامۂ صحابہ لعہد سال جماعت کے مطیع ومنقاد امیر معاویہ کے ہوکر دست
بیع ہوچکے تھے اور سلسلہ سب وشتم کا علے الاتصال جاری رہا اگر حقیقۃً تقیہ فرماتے تھے
جیسا کہ امام شعبی سے ابن ابی الحدید نے نقل کیا ہی کہ قال الشعبی کنا جماعۃ ما سمنا لاحد
من نال من علیؑ مقاربۃً للحجاج غیر الحسن بن ابی الحسنؑ یعنے امام شعبی نے کہا

[1] امیر معاویہ نے سعد کو حکم دیا کہ ابو تراب کو برا کہو ۵۲ ملخص یہ کہ پیغمبر خدا نعوذ باللہ فرماتے تھے مگر جبکہ نفرین
کرتے تھے اور پیغمبر اور صدیق نے اہل کتاب پر نفرین کی اور اسیطرح علی علیہ السلام نے جنگ مین معاویہ کو اور معاویہ نے
عکس پر علی کو برا کہا ۵۳ سعد کو جب معاویہ نے حکم سب وشتام کا دیا تو سعد نے انکار کیا معاویہ نے کہا کہ کس چیز نے تجھے منع
کیا ہی کہ جو علی کو دشنام نہین دیتا کہا تین چیزون نے کہ جو رسول اللہ نے فرمایا ہی پس مین برا علی کو کیونکہ کہونگا الخ

کہ ہم جماعت علماء سے کوئی ایسا نہین تھا کہ جو سب و لعن علی پر نکرتا ہو بلکہ تقرب
حجاج بن یوسف کے مگر حسن بصری۔ تو تقیہ جایز رہا فہو المطلوب واگر سب وشتم قطعاً
جایز نہین تھی تو سواد اعظم اپنی برارت ثابت فرماوین کہ اونکی بیعت واطاعت سے کس طرح اُنکو چھٹکارہ
ہوا کیا سنۃ جماعت مین اہلسنت شریک جماعت نہین ہوے جسکی نسبت ابھی
مذکور ہوا ضُمِّیَ ھذا العام الجماعۃ لاجتماع الامۃ فیہ علی خلیفۃ واحد کیا ولید
وسلیمان کی خلافت تک بیعت خلفاء سے کنارہ کش رہے جنکی شوکت خلافت
کے بیان مین حافظ سیوطی نے صدر تاریخ الخلفاء مین لکھا ہی کان فی ایام نبی عبد الملک[1]
یخطب للخلیفۃ فی جمیع الاقطار من الارض شرقاً وغرباً یمیناً وشمالاً الخ کیا
اہلسنت اس شرق وغرب ویمین وشمال سے کہین باہر بیعت وحکومت خلافت سے
چھپکر چلے گئے تھے کیا اُسوقت مین یہ سواد اعظم نہ کہے جاتے تھے کیا خلفاء مذکورین نے
اس سواد اعظم کی بیعت کے علاوہ اپنی خلافت پر کسی جماعۃ النّاس کی بیعت لی تھی
جو وہ بیعت عامہ سمجھی گئی اگر کہین کہ اُنکی بیعت بالکراہتہ تھی تو مقصود ہمارا بھی اس
رسالہ کی تحریر سے بس اسیقدر ہی کہ فعل بیعت خلافت کے حق ہونے کو ثابت کرنے والے
نہین ہوا اور اگر بیعت بالکراہت سے بوجہ سُنت سقیفہ ہونے کے گریز وکراہت ہی
اور بیعت بنی امیہ کا بھی قلادہ طاعت در گردن ہی جو ناگزیر ہے تو اہلسنت والجماعۃ
کی بیعت بالرضا و بالرغبت اُن خلفاء وامراء کی خلافت پر ثابت ہوگی جنسے خدا ورسول
ناخوش تھے اور جنکی خلافت کی خبر پانے سے پیغمبر خدا رنجیدہ ہوے اور جنکے قوم سے

[1] پسران عبد الملک کے زمانہ مین شرق سے غرب تک ویمین سے شمال تک خطبہ خلافت اون بنی امیہ کا ہی پڑھا جاتا تھا۔

آنحضرت تا رحلت کراہت فرماتے رہے اور جو اغیلمہ قریش کے لقب سے بحکم پیغمبر
زبان زد صحابہ رہا کئے اور وہ احادیث نبوی ہین امرائے جور کے ساتھہ نامزد ہوے
جو یہ احادیث کتب ملاحم و فتن صحیحین ہین ماثور ہین گلے از گلشن و خوشہ از خرمن نقل
کیجاتی ہین عن ابن عباسؓ[1] ان النبی صلعم نظر الی قوم من بنی فلان یتبختروں
فی مشیتھم فعرف الغضب فی وجھہ ثم قراء والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن فقیل
ای شجرۃ یا رسول اللہ حتی یتجنبھا فقال لیست بشجر نبات انما ھم بنو امیۃ
اذا ملکوا جاروا و اذا اوتمنوا خانوا الحدیث کما روی السیوطی فی تاریخ الخلفا
بسند الصولی فی ترجمۃ المعتصم باللہ اور بخاری شریف مین ماثور ہی ابوہریرہ
سے عن النبیؐ ھلکۃ امتی علی یدی اغیلمۃ[2] من قریش الحدیث اور ترمذی مین
منقول ہی کہ مات[3] النبی و ھو یکرہ ثلاثۃ احیاء ثقیفا و بنی حنیفۃ و بنی امیۃ اور واضح رہے
کہ خلیفہ ثانی نے خلافت کے لئے اپنی فراست کی رو سے شوری مین اونکو منتخب کیا تھا
جنسے پیغمبر خدا خوش رہی تھی پس معلوم ہوا کہ بنی امیہ جن مین عثمان و معاویہ وغیرہما خلیفہ ہوے

---

[1] پیغمبر خدا نے ایک قوم کو دیکھا بنی امیہ سے کہ وہ تبختر سے چلتے ہین آپکے چہرہ مبارک پر غضبناکی پائی گئی اور
پڑھا والشجرۃ الملعونۃ کو پوچھا آپسے پوچھا گیا کہ وہ کون سا درخت ہی تاکہ ہم اوس سے حذر کرین فرمایا وہ شجرہ
نہین ہی بلکہ یہ خبیث نسبت وہ قوم بنی امیہ ہی جب وہ متملک ہونگے ظلم کرینگے اور جب وہ امین بنائے جائینگے خیانت کرینگے

[2] فرمایا آپنے کہ میری امت قریش کے چھوکروں کے ہاتھون ہلاک ہونگی -

[3] پیغمبر خدا نے اوسحالت مین وفات پائی کہ آپ تین قبیلون سے خوش رہے بنی ثقیف و بنی حنیفہ و بنی امیہ سے

بوجہ ناخوشی رسالتمآب کے مستحق خلافت نہین تھے اور یہ حدیث مات النبی کی منافی
اوس فراست کے ہے جو فاروق نے بزعم خود سمجھ لیا کہ رسولخدا عثمان سے خوش تھے
پس سواد اعظم نے کیا اسی قوم کی خلافت کو امارت حقہ اعتقاد فرماکر بیعت اونکی
برضا و رغبت فرمائی اور احادیث صحیحہ صحاح کو باطل اور اخبار مخبر صادق کو باتباع ہوس
عمری معطل گردانا یا اونکے اجبار پر تقیۃً بیعت اختیار کرلی اور صحت احادیث پیغمبر
کو جو اونکے شان مین وارد ہین اعتقاداً ہاتھ سے نہین دیا فانظروا یا ایھا الناظرون ؎
باش تا آفتاب جلوہ کند کاین ہنوز از نتائج سحر ست ۔ اور ایک وہ گروہ ہے
جو ائمہ اہلبیت کو ہی خلفاء نبوت مفترض الطاعۃ و اہل طہارت جانتے ہین اور
صحابہ نبی صلعم مین اونکا اعتقاد بس اسیقدر ہے کہ ہم الذین امنوا باللہ و رسولہ
وعزروہ و نصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ہم المفلحون اور بعد
حضرت رسالت جو پیرو امیر المومنین خیر الوصیئین کے رہے ہین اونکو بزرگان دین البتہ
مانتے ہین باقی صحابہ کو جو آپ سے منحرف و مخالف رہے بس اونکو مرتد جانتے ہین اور وجہ
تسمیہ اس گروہ شیعہ مین احادیث کثیرہ وارد ہین از انجملہ حدیث نبوی مخاطباً لعلی علیہ
السلام انت وشیعتک فی الجنۃ وحدیث وشیعتک ہم الفائزون ہے

؎ اصحابہ نبی وہ لوگ ہین جو اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لائے اور نبی کی رفاقت اور نصرت بالسیف کی اور پیروی
کی اور نہون نے اوس نور کی جو نور پیغمبر مین ملا ہوا نازل ہوا (اس مین اشارہ ہے نور علی کیطرف) وہی لوگ فلاح پانیوالے
ہین ؎ تو ای علی اور شیعہ تیرے جنت مین ہونگے اور تیرے شیعہ فائز ہین ۔

کما فی الصواعق المحرقہ والمودۃ القربی للسید الہمدانی وفی غیرہما وباوجود تقیہ کے
تہت تیغ سید سریع ہی عہد بنی امیہ و بنی عباس مین فائز ہوا کئے ہین کما یاتی بیانہ۔
اور مختصراً وجوہ تمسک و تیقین کے بھی اس مقام پر لکھے جاتے ہین کہ گروہ اہلسنت و
الجماعۃ صحابہ نبی کو من حیث المجموع ممدوح القرآن اور فیضیاب صحبت نبوی کہتے ہین
اور جو آیات قرآنی فضائل صحابہ مین لکھتے ہین وہ بوجہ عموم خطاب کے مفید باعیانہم
المخصوصہ و باشخاصہم المعینہ کے نہین ہین لہذا نقل محققات بھاکو یہانپر عبث دیکھا
گیا کہ صاحب مواقف وغیرہ نے خود ہی فرمادیا ہی الاثناء علیہم خاصۃ ای الاثناء
فی القرآن علی واحد من الصحابہ بخصوصیتہ انتہے ماارد ناہ اور جب من حیث
المجموع پر علی زعمہم ارتداد مالک بن نویرہ سے ایراد کیا جاتا ہی جو اصحاب نبی مین شمار
کئے جاتے ہین اور رسولخدا کے مقرر کردہ عامل صدقات تھی تو متنبین اس گروہ کے
دست و پا چہ ہو جاتے ہین چنانچہ فضل ابن روزبہان نے کتاب ابطال الباطل
مین بجواب علامہ حلی کے اول تو اپنا یہی مسلک واجب التعظیم ہونے صحابہ کلہم کا بدین
الفاظ افادہ فرمایا ہی فنقول مذہب عامۃ العلماء انہ یجب تعظیم الصحابۃ کلہم
والکف عن القدح فیہ لان اللہ تعالی عظمہم واثنی علیہم فی غیر موضع من کتابہ

مدا ثنا، و مدح کسی خاص صحابی کی قرآن مین نہین آئی ۲ مذہب جمہور علماء کا یہ ہی کہ کل صحابہ کی تعظیم کرنا اور انکی
قدح کرنے سے باز رہنا واجب ہے اسلیئے کہ اللہ تعالے نے صحابہ کی تعظیم و مدح جگہ جگہ قرآن مین
فرمائی ہے

بعد ازان جواب حدیث انا فرطکم علی الحوض الی قولہ صلعم فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک الخ کے مضطرب ہوکر یہ کہدیا کہ فاتفق العلماء ان ھذا فی اھل الردۃ الذین ارتدوا بعد وفاۃ رسول اللہ وھم کانوا اصحابہ فی حیوتہ صلعم ثم ارتدوا بعدہ انتہی بقدر الحاجۃ ملخص ترجمہ یہ کہ علما نے اتفاق کیا ہی کہ یہ حدیث ان لوگون کے حق مین ہی جنکے ارتداد کی خبر ہی وہ بعد رسول خدا مرتد ہوگئے تھے اور زمانہ حیات پیغمبر مین اسکے اصحاب تھے اور لطف یہ ہی کہ جنکو اہلسنت والجماعۃ کے علماء ومقتدا، مرتدین کہتے تھے اور جنکے مرتد ہونے پر اہلسنت ہی کا اتفاق ہی چنانچہ ابن حزم وغیرہ محدثین عامہ نے لکھا ہی کہ ان الذین منعوا ابا بکر عن اداء الزکوۃ التی سماھم باھل الردۃ لم یکونوا مرتدین بل کانوا یعترفون الردۃ علی ابی بکر بارتکاب ما لا یستحقہ من الخلافۃ والامامۃ انتہی موضع الحاجۃ اور جن صحابہ کی کہ علماء اہل سنت نے تعیین وتشخیص وتعریف فرمائی ہی وہ بہت ہی عام ہی چنانچہ امام بخاری نے بزور طبع آرائی لکھا ہی کہ من صحب النبی او راٰہ من المسلمین فھو من اصحابہ یعنے جو شخص پیغمبر خدا صلعم کی صحبت مین رہا یا جس کسی نے اہل اسلام مین سے آپکو دیکھ لیا پس وہ آپکے صحابہ مین ہی وہکذا قال امامھم

---

۱ پس کہا جاویگا کہ ہر آئینہ اے پیغمبر تو نہین جانتا ہی کہ انہون نے تیرے بعد کیا احداث دین مین کیا ہی

۲ وہ لوگ کہ جنہون نے ابوبکر کو زکوۃ ادا کرنے سے منع کیا یہانتک کہ اونکا نام منع زکوۃ پر مرتد رکھا گیا وہ اہل ردت نہین تھے بلکہ وہ ابوبکر کو مرتد کہتے تھے بسبب ارتکاب کرنے ابوبکر کے اس چیز کو جسکے کہ وہ مستحق نہین تھا امر خلافت وامامت سے ۔ احقاق الحق ورق ۱۳۴۔

احمد وجمہور المحدثین اور معتقدین صحابہ نے اسی مجموعہ کے حق مین والرحمہم کلمۃ التقوی تجویز فرمایا ہے حالانکہ صحبت دیرینہ انبیاء نے ارتداد کو الذین آمنوا کے نہین روکا چہ جائیکہ محض رؤیت موجب لزوم کلمۃ التقوی کے اون مخصوصین صحابہ کے لئے ہو سکتے جنکا ارتداد باتفاق علماء مسلم ہی اور من صحب النبی اوراہ من المسلمین کے حق مین ہی تو آیہ واقی ہدایہ یاایھا[1] الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ آیا ہی اور اصحاب موسی کلیم اللہ مدت العمر بمقابلہ فرعون کے حق رفاقت نبی اللہ ادا کرتے رہے اور فیض صحبت اپنے نبی سے مستفید ہوتی ہی مگر آخرین باغوای سامری گوسالہ پرستی مین مبتلا ہو گئے اور اخبارین انتم اشبہ[2] الامم بنبی اسرائیل بحق صحابہ جاخرین خدشہ کی ہی خاصۃ وارد ہوا ہی اور علی بن مدایینی شیخ بخاری نے وفور عقیدت اور رسوخ ارادت سے تعریف صحابہ مین یہ توسیع فرمائی ہی کہ من لقی النبی اوراہ ساعۃ من نہار فھو من اصحابہ النبی یعنے جس شخص نے رسولخدا صلعم سے ملاقات کی یا اونکو ایک گھڑی دن مین دیکھ لیا وہ آپکے اصحاب مین ہی کما نقلہ العسقلانی فی فتح الباری اس وسعت حد مین قید صحبت اور قید اسلام صحابی کی بھی نہین رہی اور اس گروہ پرشکوہ صحابہ کی مزید توقیر و تعظیم مین حدیث مشہور بین الجمہور جسکا پتہ صحاح ستہ سے نہین ملتا اصحابی[3] کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم

---

[1] ای وہ لوگو جو ایمان لائے جو شخص تم مین اپنے دین اسلام سے مرتد ہو جائیگا ۔ الخ

[2] تم یعنے اصحاب اور امت زیادہ مشابہ ہونگے بنی اسرائیل قوم موسلے سے ۔

[3] اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین ان مین سے جسکی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے

روایت کیجاتی ہی اس مقام پر جو تعریف صحابی اور حدیث نجوم کو منطبق کیا جاتا ہی تو نتیجہ
یہ برآمد ہوتا ہی کہ جس دیکھنے والے پیغمبر خدا کی اقتدا کیجاوی عام اس سے کہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو
اور اُسکو رویت پیغمبر خدا کی ایک ساعت بھی نصیب ہوئی ہو یا زیادہ ایک ساعت سے تو مہتدی
ہدایت یافتہ ہی اور صحابہ کی تجویز و تعریف جو کچھ بھی ہو یہاں پر اطلاق صحابہ بین حدیث نبوی
کا ظاہر کرنا بھی موثر اور پر معنے ہے کتاب شرح شفا مین مذکور ہی الذی رواہ البخاری فی
عبد اللہ بن ابی سلول قال بعض الصحابہ تقتلہ لنفاقہ فقال صلعم فکیف اذا تحدث
الناس ان محمدا یقتل اصحابہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول خدا منافقین کو بھی اپنا
صحابی فرمایا کرتے تھے اور لا اذہما المحدثون بعدی بھی اونسے ارشاد کیا کرتے تھے کما فی
الموطا لامامہم مالک بن انس اور بنائے خلافت سقیفہ انہین صحابہ ذوی الاقتدار
کا نہم خشب مسندہ کی غور و پرداخت سے قایم ہوئی ہی اور تا بعین امیر معاویہ نے
برغم خاندان رسالت اور در بدر و خانہ بخانہ دائر و سائر ہونے اوس خلافت کے
جو حقیقۃً خلافت دینویہ تھی امامت دینیہ و خلافت نبویہ سے منصوص مخترعہ کے تبدیل
بدل کر لیا ورنہ یوم سقیفہ سے الی یومنا ہذا ثابت نہین کہ کسی نے صحابہ ذوی الوجوہ

۱؎ امامہم بخاری نے جو عبد اللہ بن ابی سلول کے بارہ مین لکھا ہی کہ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ ابن ابی سلول کو
آپ حکم قتل کا بسبب اوسکے نفاق کے فرماویجئے تو پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کیونکر حکم دیا جاوے جبکہ لوگ کہین گے کہ محمد اپنے اصحاب کو
قتل کرتے ہین ۔ ۲؎ مین نہین جانتا ہون کہ تم میرے بعد کیا احداث کروگے ۔ ۳؎ گویا کہ وہ لوگ
گڑی ہوئی لکڑیان خوبصورت ہین ۔

سے کسی آیہ قرآنی کو فضائل خلیفہ اور نصوص اجماع سقیفہ مین نقل کیا ہو اوس راوی نے
نے قبل سال جماعت کے بلا فیض بیعت امیر معاویہ کے وفات پائی ہو نہ یوم سقیفہ کوئی حدیث
کوئی خبر کوئی قول بمقابلہ انصار خصوصاً سعد بن عبادہ مدعی خلافت کی شان عالی عتیق
مین براہ مفاخرت دنیوی وقومی یا محبت دینی شرعی کے پڑھا گیا جس سے استحقاق خلافت
عتیق اور کم از کم فضائل سوابقہ اونکے کچھ نہ کچھ ثابت ہو سکتے بھر نوع مسلک قومی ہی
اہل سنۃ اربعین کا اسپر ہی مستحکم ہو گیا کہ بعد رسول خلیفہ مقبول اور افضل صحابہ عدول
حضرت ابوبکر ہی ہین اور خلفا بنی امیہ وبنی عباس کی خلافتون نے جو منوال سقیفہ
پر ہی قرناً بعد قرن ودہراً بعد دہر منسوج ہوا کین اوسکو برغم عترت رسالت زیادہ قوی
کر دیا حتے کہ شروع عہد امیر معاویہ سے ہی فسق قسم کے فاقد الاستحقاقی وانحطاط مدارج جناب
امیر علیہ السلام کے بذکر سب وشتم واظہار واعلان احادیث فضائل موضوعہ ومناقب
مختر عہ اصحاب ثلاثہ تعلیم اطفال مین داخل کیگئی حتی تاکہ آیندہ نسلین دین حق کی تعلیم
مین فضائل مفتعلہ لاحقیقۃ لہا بحق اصحاب ثلاثہ کو اور خطبون مین سب وشتم اہلبیت
مصطفے صلعم کو دیکھکر خوگرفتہ اوسی مسلک کے ہو جاوین فمن شاء ان یطلع علی تلک
القصص مفصلا فعلیہ ان یرجع الی کتاب الاحداث لابی الحسن وہو المدائنی والی الجزء
الحادی عشر من شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید المعتزلی اب مختصراً وجوہ عقیدت فرقہ
اثنا عشریہ کے درباب تمسک کرنے امر خلافت ودین رسالت مین امت عترت سے
بیان کیجاتی ہین کہ خداوند عزوجل نے اونکو آیہ مباہلہ مین نفس پیغمبر اور اولاد پیغمبر کہا ہے

اور اونکی صیودت و امامت پر آیہ نبوت میں واجب کیا ہی اور آیہ اطیعوا اللہ میں انکو
اولی الامر بتا کر اور امت پر اونکی اطاعت کو مقترن باطاعت نبی واجب گردانا ہی
کما فی کتاب الاربعین بجمال الدین صاحب روضۃ الاحباب اور آیہ انما ولیکم اللہ
میں اونکی ولایت کو اپنی ولایت اور اپنے نبی کی ولایت کے بعد بنا بر ترتیب مدارج
کے حالی فرمایا ہی تاکہ رعایا و برایا کو خلیفہ نبی و امام دینی کی شناخت اسی ترتیب سے ہو جاوے
اور بعد اعلام قصۂ ابراہیم علیہ السلام فی قولہ لا ینال عہدی الظالمین کے آیہ تطہیر میں
اہلبیت کی عصمت و طہارت کو بھی واسطے تمیز و تخصیص حامل ہو جانے ائمہ دین
و خلفاء ختم المرسلین کے ظاہر فرمایا ہی تاکہ مسلمین و مومنین امامت کو عہد ظالمین نہ
سمجھ لیں اور یہ عہد رب العالمین جانکر خلافت کبری و امامت عظمی کو من عند اللہ
ہونا باور کریں اور عوام الناس کی دست درازی بیعت اور امراء کی خلافت کو
بمصداق آیہ لیس للانسان الا ما سعی کے امور دینیہ سے بنہایت اقصی تجاوز جان
لیں اور یہ عہد امامت مخصوص بآل عصمت و یکہ کر حق امامت ذریت رسالت کا ہی
منحصر اور محدود آپھی میں رہے سوائے اہلبیت نبوت کے عام یا خاص گروہ امت کی
طہارت و عصمت کسی آیہ میں نازل نہیں ہوئی اور امامت مستلزم عصمت کو ہے
کما ھی مذکورۃ فی مفاتیح المطالب فی خلافۃ علی بن ابیطالب مصرحا و مدللا
فمن شاء ان یطلع علی کتاب الامامۃ مع شرائطھا و نصوصھا فلیرجع الیہ
لانہ جامع المباحث کلھا مع موجبات الخلافۃ لعلی و سوالب الحق عن

۲۷ حسین ہو تیرے لئے ای یہ کسی حرمین کوئی شے یعنے اختیار کسی امر میں نہیں

ابی بکر مفصلاً پس یہ اسلام دین خیر الانام (جو من عند اللہ الاحد الواحد الوحید المنفرد المنعام ہی اور بمصداق ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً کے) قطعاً اختلافات سے مبرّا تھا مگر اہل اسلام نے بوجہ دیل خلافت کے اسکو بہت ہی مکدر کر دیا ہی حالانکہ باہمی فیصلہ اس اختلاف مقتدیئن صحابہ و معتقدین ذریّت طاہرہ کا حدیث ثقلین اور اخبار کثیرہ حوض نے فرما دیا ہی کہ صحابہ حضرات کو حوض سے ارتداد قہقری نصیب ہوگا اور ذریت پیغمبر موافقت قرآن کے حوض کوثر پر یقیناً فائز ہونگے مگر اس قول فیصل پر ایک فریق نے رضامندی نہیں فرمائی اور فیصلہ اختلاف کا بزور شمشیر اور خونریزی طرف مقابل کے بنا بر فتوائے نفس امارہ خود رائی سے کر لیا گیا اور اسیوجہ سے شرائط[1] امامت مین قہر و غلبہ و استیلا مقرر کیا گیا ہے تاکہ جواز قہر کے صورت ہو جاوے لاکن یہ ظلم و غلبہ کب اطفار نور اللہ کر سکتا ہے ظہور مخالفت مذہب جماعت صحابہ کا بوجود الحق کے ہر زمانہ مین ہوتا رہا ہر چند جبروت بنی امیہ و بنی عباس مین پے در پے شیعہ قتل ہوا کئے اور ہمیشہ مغضوب و منکوب کئے گئے لاکن صمیم قلب سے کبھی امر حق کو فرقہ شیعہ نے زائل نہین کیا اور اور بالاستقلال مخالف رہے حتے کہ باہمی اختلاف فریقین نے اسقدر طوالت کھینچی کہ اسلام مین مسئلہ خلافت عظمی و زعامت کبری کو مبدء فسادات و اعظم اختلافات و رأس النزاعات کر دیا گیا صاحب ملل نے لکھا ہی الخلاف الخامس فی الخلافۃ و اعظم

[1] یعنے پانچوان خلاف صحابہ کا امر امامت مین ہوا اور یہ خلاف بین الامۃ اعظم ہی دیگر مختلفات سے

الخلاف بین الامۃ خلاف الامامۃ اذ ما سل سیف فی الاسلام علی قاعدۃ
دینیۃ مثل ما سل علی الامامۃ فی کل زمان اور اس نزاع اور خصومت نے
جس طرح سابق مین تفرقہ قایم رکھا اسی طرح تعلیم یافتگان مدرسہ امیر معاویہ اور درس
کنندگان خطبا بنی امیہ کا شیوہ الی آلان کما کان دیکھا جاتا ہی اور وہ ثابت کرنیوالا
اسی تفرقہ صحابہ و عترت خیر الوری کا ہی جو صدر مین مذکور ہوا کہ گروہ اہلسنت تابع
و منقاد معاشر صحابہ کے ہین اور ائمہ اہلبیت کی امامت و خلافت کے قائل نہین اور
گروہ شیعہ معتقد امامت و نیابت و وصایت امیر المومنین اور اونکی ذریت طیبین
کے ہین اور صحابہ منحرفین کو بزرگان دین نہین جانتے اور ظہور تفرقہ غنی ثبوت تمسک
فرقہ شیعہ کا ساتھ ائمہ طاہرین کے اور ترک اعتصام اہلسنت کا حضرات ائمہ معصومین
سے طرح طرح کے اعتراض کرنے سے فرقہ اہلسنت والجماعت کے مخاطباً مگر وہ شیعہ نشان
ائمہ طاہرہ کے ہوتا اگر اہلسنت ائمہ عترت طاہرہ کو اپنے پیشوائے دین جانتے اور فرقہ شیعہ
کا انتساب حقیقۃً ساتھ اہل بیت طاہرین کے نہوتا تو یہ گروہ امیر معاویہ شاہی ہرگز
قسم قسم کے اعتراض اونحضرات عصمت درجات پر وارد نکرتے بلکہ وہ اعتراض اونکی
زبان پر ہی جاری نہوتے نہ وہ فرقہ شیعہ کو اون اعتراضات مین مخاطب فرماتے
یہانپر از جملہ معترضات اہلسنت کے امر بیت و خلافت کو بیان کیا جاتا ہی جو ان مطاعن
مین بعض وہ اعتراضات ہین کہ اونکے جواب دینے کے مخصوص فرقہ شیعہ مستجیب ہین بتا
بلکہ ہر مسلمان جو دین محمدی سے بہرہ مند ہی مجیب اونکے ہوتا اس ایراد مخصوص کی فقط

۴ ع

اسوجہ سے کہ اسلام مین قاعدہ دینیہ پر کبھی تیغ نہین کھینچی مثل اوسکی کہ جو ہر زمان مین بوجہ نزاع امامت کے کھینچتی رہی۔

گروہ شیعہ ہی مخاطب کئے جاتے بلکہ سادات اثنا عشری بجرم مودت ذوی القربی
رسولخدا کی آپ کی آل ہونے سے خارج نہ گردانی جاتی اور اراذل امت بہ سوء محبت
حضرات ثلاثہ کی آل محمدؐ نہ کہی جاتی کما یاتی بیانہ اب ہم مطاعن اہم دربارہ بیعت
وخلافت اتم وارد کردہ سواد اعظم کو (جو بشان امیر اہم وجناب متین عصمۃ تیم کے
پیش کیا کرتے ہین اور جنکی تعظیم بھی بذیل وجب تعظیم اصحاب پیغمبر واجب وحتم مخصوص
قرآنی واحکام محکمہ رسولؐ یزدانی امت پر واجب ولازم ہی اور استخفاف اونکا کفر ہی)
تحریر مین لاتے ہین جو محصل ایراد یہ ہی کہ تقدم خلافت مین مذہب امیر المومنین
علی بن ابی طالب کا بنا بر اجماع امت کے تھا اور جہانتک کہ کذب بے خبار وسیر سے
دریافت ہوتا ہی آپنے دعوی خلافت کا بنا بر استحقاق ذاتی وقرابت واخوت
پیغمبر خدا کے فرمایا ہے نہ بر طبق نص یا نصوص قرآنی واستخلاف رسول سبحانی
کے چنانچہ آپکے اقوال واحتجاجات وکلمات بلاغت آیات سے ثبوت اسکا بخوبی
ہوتا ہی اور بعد رفع نزاع آپکی رضامندی وحسن معاشرت باخلفاء وقت باحسن
وجہ ثابت ومتحقق ہے قولہ علیہ السلام انا احتج علیکم کما احتججتم علی الانصار
یعنے مین احتجاج کرتا ہون تم اہل سقیفہ پر امر خلافت مین جیسا کہ تمنے احتجاج انصار
بقرابت پیغمبر خدا کی ہی اور ابوبکر صدیق نے سقیفہ مین بروایت تاریخ محب طبری
وغیرہ کے بقولہ نحن اوسط العرب وہم اقاربہ کے استحقاق اپنا امر خلافت
مین بوجہ نص نہونے کے ظاہر فرمایا تو پس جناب امیر اسی حجت پر کہ انا احتج علیکم

کہا احتجتم علی الانصار قناعت نہ فرماتے بلکہ بحالت وقوع استخلاف کے بروقت
مواجہ لامحالہ آنحضرت ولایت منزلت نص استخلاف کو پیش فرماتے اور دوسرا قول آنحضرت کا
بنی بنت قریش میں فانہا منعتنی حقی وغصبتنی امری اور تیسرا قول فانہم ظلمونی
حقی واغتصبونی سلطان ابن عمی اور چوتھا قول ان اللہ عزوجل لما قبض
نبیہ حلیہ واذا الصلوۃ قلنا نحن اہل بیتہ وعصبتہ وذریتہ واولیاءہ
واحق الخلق بہ ینازعنا حقہ وسلطانہ فینا الخ پانچوان قول اللہم متعدیک
علی قریش ومن اعانہم فانہم قطعوا رحمی وصغروا عظیم منزلتی واجمعوا
علی منازعتی امرا ہو لی کتب فریقین میں منقول ہے پس اس مجموع کلام ہدایت انضمام
امام علیہ السلام سے دعوے خلافت کا بر بنیاد حق قرابت وشکایت غصب حق کی
جو منافی نصب امام من عند اللہ کی ہے بخوبی ثابت ہوا کہ حق خلافت آپکا منصوص

ف۱ جنکا حاصل ترجمہ یہ ہوا کہ قریش نے مجھے میرے حق سے ممنوع رکھا اور امر خلافت میرا غصب
کرلیا اور مجھے میرے حق میں مظلوم کیا اور سلطان ابن عم میرے کو غصب کیا۔ اور جب پیغمبر خدا کی
خداوند تعالے نے روح قبض فرمائی تو ہمنے کہا کہ ہم اوسکے اہل بیت اور اوسکے عصبہ اور اونکی ذریت
اور اوسکے وارث اور زیادہ حق دار خلق اللہ سے اونکے ساتھ ہیں ہم سے اوسکے حق وسلطان میں کوئی
منازعت نہ کریگا اور فرمایا کہ بارخدایا میں تجھ سے نصرت طلب کرتا ہوں قریش پر اور اونکو گون پر
کہ ہمون نے قریش نے میری مخالفت پر اعانت کی ہے کہ اونہون نے میرے رحم کو قطع کردیا اور
میری منزلت کو میری گھٹا دیا اور مجھسے منازعت کرنے پر اوس امر میں اتفاق کیا جو وہ میرا حق تھا

من عند اللہ ہوتا غصب ہونا نہ فرماتے چھٹا قول آپکا زمانہ شوری کا ہی جو فرمایا ہی
اَنَّ لَنا حَقًّا اِنْ نُعْطَہُ نَاخِذَہُ وان نُمْنَعَہُ نرکب اَعجاز الاِبِلِ وانِ طال
السُّرٰی سا تواں قول آنحضرت کا ہرچند متناقض و متنافی قول ان نعطہ ناخذہ
کے ہے بلکہ عموماً منافی دعوی خلافت کے ہی کہ خلافت عتیقیا و مجلس شوری مین
آپنے دعوی فرمایا اور جب لوگون نے آپکی خلافت پر درخواست بیعت کرنے کی
پیش کی تو کیسے الفاظ سے ابرام کیا ہی کہ جسموہم عدم استحقاق خلافت ہین لاکن باین
ہمہ تناقض کے یہ کلام بھی مفید و متحد المعنے منصوص من عند اللہ ہونے خلافت
مین ضرور ہی کہ بعد قتل عثمان غنی کے بجواب استدعاے بیعت کرنے اہل الحل والعقد
کے آپنے بیعت لینے اور خلافت عامہ سے اکراہ فرماکر ارشاد کیا کہ دعونی والتمسوا
غیری الی قولہ وان ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ
وانا لکم وزیرا خیر لکم منی امیرا انتہے ہذا کلہا فی نہج البلاغۃ وشروحہ تو ان تمامتر

ف۱ یعنے خلافت ہمارا حق ہی اگر ہمکو عطا کیا جاوے (یعنے تصرف امور رعایا مین ہمین مداخلت کرنے دین) تو ہم اسکو
قبول کرین گے اور اگر ہمکو باز رکھین اس حق سے تو ہم اونٹ کی پچھلی بیٹھک پر سوار ہونے والے ہین اگرچہ طوالت سیر مین
ہووے انتہے ف۲ مجھے امر بیعت خلافت کے لئے تکلیف نہ دو اور میرے غیر سے درخواست بیعت لینے کی
کرو حتے کہ آپنے فرمایا۔ اور اگر مجھے ترک کردوگے خلافت سے تو مین مثل تمہاری احاد الناس
کے رہونگا اور مجھپر مثل تمہاری اوس خلیفہ کی اطاعت واجب ہوگی جسکو کہ تم مقرر اور متولی اور والی
کروگی۔ اور مین تمہارے لئے بحالت وزیر ہونے کے بہتر ہون اوس سے کہ مین تمہارے لئے بحالت امیر ہونے کے رہون

دعوی وشکایت وبعدازان اس کراہت سے معلوم ہوگیا کہ آنحضرت ولایت مشروط
قبل از بیعت وبعد از قتل خلیفہ ثالث کے کسی منصب پر من جانب اللہ والرسول
مقرر نہین ہوے تھے اور یہانپر اچنبا یہ ہے کہ جب صحابہ نے آپکو خلیفہ کرنا بمصلح
عدیدہ نہ چاہا اوسوقت تو آپنے خلافت کی خواہش فرمائی تھے کہ ایک خطبہ بنھج البلاغۃ
سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کی طلب خلافت کے اہتمام بلیغ فرمانے پر بعض صحابہ نے
حریص علی الخلافۃ کہا اور جب صحابہ نے بعد قتل عثمان آپکو خلیفہ کرنا چاہا تو آپنے بیھہ
کراہتین فرمائین جو آخر کلام مین مذکور ہوا اور آٹھوان وہ کلام محبت التیام ہی کہ جب
بعد از کراہت وانکار آپنے خلافت قبول فرمالی اور امیر معاویہ نے آپ کی خلافت سے
انحراف فرمایا تو ایک نامہ مین آپنے معاویہ کو یہ عبارت تحریر فرمایا اما[1] بعد فان
ببیعتی یا معاویۃ لزمتك وانت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر
وعمر وعثمان علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب
ان یرد وانما الشوری للمھاجرین فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان
ذلك رضی فان خرج منھم خارج بطعن او بدعۃ ردوہ الی ما خرج منہ فان ابی
قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المومنین الخ ما نقلہ الشیخ محمد عبدہ المصری فی شرحہ علی نھج البلاغۃ
وھو خلاف ما نقلہ عبد الحمید المعتزلی بھر نہج خبا لہ میر خلافت اجماعی کو صحت

---

[1] اپنے ہر آئینہ بیعت میری تجھہ پر اے معاویہ لازم ہوگی اگرچہ تو ملک شام مین ہی اسلئے کہ اوس قوم نے میری بیعت
کی ہی جنہون نے ابوبکر وعمر اور عثمان کی بیعت کی تھی پس مرد حاضر کو حق نہین ہی بعد اوسکے کہ جو وہ خود مختاری کرے

شرعی جانتے تھے اور یہی مذہب دیگر ائمہ طاہرین از امام زین العابدین تا امام آخرین رہا ہی کہ ہر امام نے خلیفہ وقت کی بیعت اختیار فرمائی ہی اور امام حسن مجتبی سبط اکبر رسولخدا صلعم کا مذہب بھی اونکی سیرت اور اثر سے موافق اجماع امت کے پایا جاتا ہے اگر وہ حضرت خلافت من عند اللہ تجویز فرماتے تو امیر معاویہ کو خلافت حوالہ نکرتے چنانچہ آپنے باوجود اپنی خلافت متحقق کے امیر معاویہ سے باوصف کثرت لشکر کے مصالحت فرماکر اونسے بیعت کرلی اور اپنے کو خلافت سے خلع فرمالیا اور اگر ہر غیر مقید شخص و طاغی کی بیعت کو ناجایز جانتے یا خلافت کو محدود اہلبیت مین ہی سمجھتے تو یہ نفرماتے مامنا احد الاقعر فی عنقہ بیعۃ لطاغیۃ زمانہ بلکہ آپکی اس سیرت سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ خلافت حق محض قرابت ہی کا نہین بلکہ صاحب شوکت خلیفہ المسلمین ہوسکتا ہی اگرچہ قرابت مین رسولخدا سے ابعد ہو پس امیر معاویہ کی اس سیرت سے یہ سیرت مناقض حجت انا احتج علیکم کما احتج علی الانصار کے ہی جو خصوص اس باب مین مذہب علی مرتضی و حسن مجتبی کے فرق بین پایا گیا اس لیے کہ خباب

ھ اور شخص غائب مجاز نہین کہ جو انکار اوس سے کرے اور اجماع او شوری کرنا خاصۃً حق او منصب مہاجرین و انصار کا ہے پس یہ لوگ اگر کسی شخص کے واسطے خلافت پر اجماع کرین اور اسکو امام گردان لین اوس پر بھی رضامندی ہی اگر کوئی خارجی اوس شوری سے خارج ہوے طعنہ زنی کے ساتھ یا بیعت اوس امام مجبور علیہ سے اس شخص کو باز لانا چاہے اور اگر انکار کرے تو قتال اس شخص سے کرو کیونکہ متابع خلافت اہلبیت مین کا اختیار کیا ہ یعنی اہلبیت مین سے کوئی ایسا نہین ہی کہ جس کی گردن پر بیعت خلیفہ طاغی از حلقہ گزرندہ بے قید و ناقید کی نہ ہوے

اس بارہ مین مابین مذہب علیؑ مرتضیٰ و حسن مجتبیٰ کے فرق بیّن پایا گیا اس لئے کہ جناب امیرؑ نے بمقابلہ ابوبکر صدیق کے قریب تر ہونے قرابت مین پیغمبر خدا سے اپنی خلافت کیلئے احتجاج فرمائی و جناب امام حسن نے اوس کو غیر بنی ہاشم مین معاویہ کے حوالہ و مفوض فرمادیا اور امام حسین علیہ السلام نے دونون حضرات معصومین اپنے پدر عالی قدر اور برادر بجان برابر کے مذہب اور سیرت سے اختلاف فرمایا اور بیعت یزید خلیفہ مجمع علیہ کو باوصف نازل ہونے حبال مصائب کے جسکو زمانہ جانتا ہی کسی طرح اختیار نکیا بلکہ فرمایا لقد سمعت جدّی یقول الخلافۃ محرمۃ علی ولد ابی سفیان وکیف ابایع اھل بیت قد قال فیھم رسول اللہ ھذا۔ ہذا فی جلاء العیون اور بروایتے یہ بھی فرمایا کہ خدا نے ہمسے نبوت و خلافت کو کشادہ فرمایا ہی اور ہم پر ہی خلافت و امامت کو ختم کریگا اور یزید ایک مرد فاسق اور شراب خوار ہی اور لوگون کو ناحق قتل کرتا ہی اور قسم قسم کے فسوق و معاصی کا مرتکب ہوتا ہی مجھ ایسا اوس ایسے فاسق سے ہرگز بیعت نہین کرسکتا ہذا ایضاً فی جلاء العیون اور یہ حدیث اور یہ ارشاد امام حسینؑ منافی و متناقض ہے حدیث ما منّا احدٌ کی جو امام حسنؑ نے فرمائی تھی اور امام حسینؑ نے نہ محض تباین سیرت پدر عالی مقدار و برادر بزرگوار پر ہے اکتفا فرمایا بلکہ دیدہ و دانستہ خلاف ظاہر منطوق آیہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ کے جو عند الشیعہ رخصت تقیہ مین ہے خروج علی الخلیفہ کو باوجود قلت

ف۱ یعنی ہر آئینہ مین نے اپنے جد بزرگوار رسول مختار سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ خلافت فرزندان ابوسفیان پر حرام ہی مین کیونکر اوس گھرانے کے خلیفہ سے بیعت کرلون جسکے حق مین رسولخدا نے ایسا ارشاد کیا ہی ۲ مت ڈالو اپنے ہاتھون اپنے کو ہلاکت مین ٭ ٭ ٭ ٭

انصار وکثرت گروہ اشرار کے اختیار فرمایا حالانکہ جہاد مین وجود اعوان کی تعداد
نصف عدو مخالفین کے شرط ہے بحکم محکم الآن خَفَّفَ اللّٰہُ عنکم وعَلِمَ اَنَّ فیکم
ضَعفًا فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا
الفین باذن اللّٰہ اور امام حسینؑ اس جہاد ومحاربت مین مجبور نہین تھے بلکہ اس خروج
مین خیرخواہون نے بہت کچھ عرض مصلحت کرکے مامن وحفظان مال وجان کی طرف
توجہ دلائی مگر آپ نے اسکو قبول نہین فرمایا چنانچہ اس مقام پر مختصراً مواقع عدیدہ جو
مامن مال وجان تھے نقل کیجاتے ہین کہ جب دوسرا فرمان نیزید راس الطغیان
کا عامل مدینہ کے نام اس مضمون سے پہونچا کہ جو میری بیعت سے انکار کرے اوسکا سر
کاٹ کر بہت جلد میرے پاس بھیجدے تو امام حسینؑ نے مدینطیبہ سے مہاجرت
اختیار فرماکر مکہ معظمہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور فرمایا کہ وہ مقام مصداق
آیہ کریمہ وَمَن دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا کے مامن مومنین رہا ہے اور ہے مگر اوس مامن ایمان نے
اوس جگہ بھی اقامت نفرمائی ہرچند کہ محمد حنفیہ اور ابن عباس اور ابن عمر اور عبداللہ
بن جعفر نے ترک عزم عراق وقیام حریم حرم آفاق پر اصرار کیا اور تین روز قبل روانگی
اون حضرت کے زرارہ بن صالح وغیرہ نے کوائف قلبی اہل کوفہ سے خبر سنائی کہ انّ
قلوبَھم معکَ وسیوفھم علیکَ اور محمد حنفیہ نے عرض کیا تھا کہ یا اخی انّ

ف۱ اب اللہ نے تمپر سے تخفیف فرمائی اور اب جانا اللہ نے کہ ہر ائنہ تم مین ضعف ہے پس اگر تم مین سو مجاہد ثابت قدم ہونگے
تو وہ دوسو پر غالب ہونگے اور اگر تم مین ایکہزار مجاہد ثابت قدم ہون تو دو ہزار پر غالب ہونگے خدا کے حکم سے
ف۲ کوفیون کے قلب آپکے ساتھ ہین اور تلوارین اونکی آپکے قتل پر تیار ہین۔ ف۳ یعنے اسے برادر عالی قدر

اهل الکوفة قد عرفت غدرهم بابیک واخیک وقد خفت ان یکون
جالک کحال من مضی فان رائت ان تقیم فانّک اعزّ بالحرم اور آن حضرت
علیہ السلام نے فرمایا کہ قد خفت ان یقتلنی یزید بن معاویۃ بالحرم فاکون لذے
یستباح بحرمتہ ھذا البیت محمد حنفیہ نے پھر عرض کیا فان خفت ذلک منہ
الی الیمن او بعض نواحی البرّ فانّک امنع الناس بہ ولا یقدر علیک احدٌ مگر اس
عرض مصلحت ابن حنفیہ کو بھی آپنے کسیطرح قبول نہین فرمایا اور سفر عراق اختیار
کیا یہانتک کہ شروع منازل مین عبداللہ بن جعفر طیار نے عامل مدینہ سے ایک امان
نامہ بھی لکھوا کر اوسکے بھائی یحیی کے معرفت امام حسین کے پاس بھجوایا لاکن حضرت نے
اس امان نامہ پر بھی لحاظ اپنے مرکوز خاطر الہام مآثر کے جسکی وجہ سے کوئی نصیحت
آپنے خیر اندیشون کی پذیرا نہین فرمائی کچھ التفات نفرمایا جو بہ عدم قبولیت مخالف
حفظ نفوس وما عد حفظ ناموس کی ہوئی اور اثنار راہ مین فرزدق شاعر نے خبر
زرارہ کی موافق عرض کی کہ قلوب الناس معک واسیافھم علیک اور منزل
ثعلبیہ مین ابو ہرہ الازدی اور عبداللہ ابن سلیمان اور منذر ابن مشعل سے حال

عہ آپ جانتے ہین اہل کوفہ کے غدر و بیوفائی کو کہ جو آپکے پدر بزرگوار و برادر عالمقدار کے ساتھ کر چکے ہین اور مین خوف کرتا ہون
کہ آپکا وہی حال ہو وے جو اونکے لئے گذرا پس اگر آپ مناسب خیال فرماوین تو یہان حرم مین ہی مقیم رہین کہ آپ حرم کی پناہ مین
ہین فرمایا کہ مین خوف کرتا ہون کہ حرم مین تابعین یزید مجھے قتل کرین اور میرا قتل موجب ہتک حرمت حرم کا ہو اور اباحت حرمت بیت الحرام کا جائے
کہا کہ اگر یہ خوف ہو تو آپ یمن یا دیگر نواح آبادانی کو تشریف لیجائین کہ وہان پناہ ملے اور کوئی آپ کی ایذا رسانی پر قادر نہ ہو سکے

بیوفائی اہل کوفہ اور سانحہ شہادت حضرت مسلم بن عقیل وحضرت ہانی کی خبر وواثر معلوم
ہوئی مگر آنحضرت نے مراجعت کو پسند نہین فرمایا اور محزون وغمناک ہوکر پیش روی کو
ہی مسلم رکھا اور کچہ باک مقابلہ حجم غفیر گروہ ناپاک کا نہ فرمایا بلکہ اپنے رفقا کو حکم ترخص
وواپسی کا اونکی مرضی پر صادر کیا کہ فمن احبّ منکم الانصراف فلینصرف غیر حرج
فلیس علیہ ذمام فتفرق النّاس عنہ واخذوا یمینًا وشمالًا حتّٰی بقی فی اصحابہ الذین
جاءوا معہ من المدینۃ اس انتشار لشکر کیوجہ سے امام حسین کو زیادہ موقع ترک عزم
کا تہا کہ فان وجدت اعوانًا فبادر الیہم وجاھدھم وان لم تجد اعوانا فکف
یدک واحقن دمک حتی یلحق بی مظلومًا کے آپ موافق وصیت رسولخدا کے
تصدی جہاد سے معذور تھے اور مخالفین دین کے تیر ونیزون مین بوجہ تنہائی و
عذر شرعی ولحاظ حفظ نفوس وتحفظ ناموس تشریف نہ لیجانے کہ شرعًا وعقلًا حذر کرنا
مہالک سے واجب تہا یہان تک کہ آپ معہ لشکر قلیل العدد ومصائب بے حد کے وارد
کربلا سے معلی ہوئے اور اشقیا کا ہجوم ہونا شروع ہوگیا اور تمام صحاری لشکر شوم سے
بھر گیا اسوقت آپنے خطبہ بلیغہ مین اتمام حجت بھی فرمائی کہ مین تمہاری طلب پر آیا ہون

۱؎ فرمادیا کہ جو شخص تم مین سے واپس جانے کو دوست رکھے پس چاہیئے کہ وہ چلا جاوے اور سبکدوش ہے بیعت لشکر کے لوگ
۲؎ مستعد ہوئے دائین بائین چلے گئے یہان تک کہ وہی خاص لوگ جو آپکے ہمراہ مدینہ سے آئے تھے باقی رہ گئے۔
۳؎ پس اگر اعوان میسر آوین تو مدد کرنی [illegible] اور جہاد کرو اگر اعوان نہ پاوی تو اپنے ہاتھ کھینچو اور اپنے خون کو
[illegible] رکھو یہان تک کہ مجھسے بحالت مظلومی ملحق ہوجاوے [illegible]

مگراون نامنفعل گروہ پرکچھ اثر نہ ہوا بلکہ قیس بن اشعث نے جواب مین یہ زاژخائی کی کہ ما ندری ما تقول ولکن انزل علی حکم من بنی عمّک فانّهم لن یرضوا بک الّا ما تحبّ امام حسینؑ نے اوسپر بھی بیعت یزید کو گوارہ نفرمایا حالانکہ سامان قتال وہجوم اہل ضلال بچشم ملاحظہ فرمارہے تھے اور کچھ بھی خوف قتل وتاراجی اہل حرم کا نکیا اور جواب مین یہی ارشاد فرمایا لا واللہ لا اعطیکم بیدی اعطاء الذلیل ولا اقر لکم اقرار العبید تا آنکہ اونحضرتؑ نے اون مصائب کا تحمل کرنا بمقابلہ بیعت علی الخلافۃ یزید خلیفہ مجمع علیہ صحابہ کے آسان دیکھا جسکا تحمل سلف وخلف ونبی وولی وملک وجن وبشر سے ظہور مین نہین آیا غرض کہ اس مسئلہ خلافت بین ائمہ ثلاثہ طاہرین کا مذہب ازہمدگر مختلف رہا ہی تاہم امام حسین علیہ السلام سے خلافت کا تحقق ہونا برنہاد بیعت مردمان کے سمجھتے تھے کہ قولہ ع فلیس علیہ ذمامٌ اسپر شاہد اور یہ کہ حضرت مسلم بن عقیل نے برطبق اشارت اونحضرت کے آپکی خلافت پر اہل کوفہ سے بیعت لی تھی ورنہ بحالت خلافت من عنداللہ ہونے کے کچھ ضرورت بیعت علی الخلافہ کی نہین ہوسکتی اور اس مسئلہ خلافت مین اکثر صاحبزادگان وامامزادگان کا مذہب بھی بنابر اجماع امت کے تھا اور انکے تقرر ونصب کو من عنداللہ اعتقاد نہ فرماتے تھے ورنہ مثل زید شہید

ع یعنی ہم نہین سمجھتے کہ آپ کیا کہتے ہین لاکن آپکو اپنے نبی عم اولاد امیہ کی اطاعت کرنی چاہیئے وہ کچھ آپکے ساتھ ارادہ بدی کا نہین رکھتے مگر جو آپ چاہین گے ۳ یعنے جانے والے کے ذمہ بیعت کی پابندی نہین ہے ۔

۴ یعنی قسم بخدا مین اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ مین مثل ذلیل لوگونکی بیعت کیلئے نہ دونگا اور اقرار کرنے سے مثل اقرار کرنے غلامون کے نکرونگا انتہی

بیوفائی اہل کوفہ اور سانحہ شہادت حضرت مسلم بن عقیل وحضرت ہانی کی خبر دریافت معلوم
ہوئی مگر آنحضرت نے مراجعت کو پسند نہین فرمایا اور محزون وغمناک ہوکر پیش روی کو
ہی مسلم رکھا اور کچھ باک مقابلہ جم غفیر گروہ ناپاک کا نہ فرمایا بلکہ اپنے رفقا کو حکم ترخص
وواپسی کا اونکی مرضی پر صادر کیا کہ فمن احبّ منکم الانصراف فلینصرف غیر حرج
فلیس علیہ ذمام فتفرق النّاس عنہ واخذوا یمینًا وشمالًا حتی بقی فی اصحابہ الذین
جاءوا معہ من المدینۃ اس انتشار لشکر کیوجہ سے امام حسین کو زیادہ موقع ترک عزم
کا تھا کہ فان وجدت اعوانًا فبادر الیہم وجاھدھم وان لم تجد اعوانا فکف
یدک واحقن دمک حتی یلحق بی مظلومًا کے آپ موافق وصیت رسولخدا کے
تصدی جہاد سے معذور تھے اور مخالفین دین کے تیر ونیزون مین بوجہ تنہائی و
عذر شرعی ولحاظ حفظ نفوس وتحفظ ناموس تشریف نہ لیجانے کہ شرعًا وعقلًا حذر کرنا
مہالک سے واجب تھا یہان تک کہ آپ معہ لشکر قلیل العدد ومصائب لے حد کے وارد
کربلا سے معلی ہوئے اور اشقیا کا ہجوم ہونا شروع ہوگیا اور تمام صحاری لشکر شوم سے
بھر گیا اسوقت آپنے خطبہ بلیغہ مین اتمام حجت بھی فرمائی کہ مین تمہاری طلب پر آیا ہون
لے فرمایا کہ جو شخص تم مین سے واپس چلے جانیکو دوست رکھے پس چاہیئے کہ وہ چلا جاوے اور سپر ملامت نہین ہے یہ سنکر لشکر کے لوگ
متفرق ہوکر داہنے بائین چلے گئے یہان تک کہ وہی خاص لوگ جو آپکے ہمراہ مدینہ سے آئے تھے باقی رہ گئے۔
پھر آپنے اعوان میسر آوین تو سیادت کرونگی ورنہ [illegible] جہاد کرو اور آواز دعوان بنا دی تو پس ہاتھ کھینچو اور اپنے خون کو
روکے رکھو یہان تک کہ مجھسے بحالت مظلومی ملحق ہوجاوے [illegible]

مگر اون نامنفعل گروہ پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ قیس بن اشعث نے جواب مین یہ ژاژخائی کی کہ ما ندری ما تقول ولکن انزل علی حکم من نبی عمک فانہم لن یرمیدوا بک الا ما تحب امام حسینؑ نے اوسپر بھی بیعت یزید کو گوارہ نفرمایا حالانکہ سامان قتال وہجوم اہل ضلال بچشم ملاحظہ فرما رہے تھے اور کچھ بھی خوف قتل وتاراجی اہل حرم کا نکیا اور جواب مین بھی ارشاد فرمایا لا واللہ لا اعطیکم بیدی اعطاء الذلیل ولا اقر لکم اقرار العبید تا آنکہ اونحضرت نے اون مصائب کا تحمل کرنا بمقابلہ بیعت علی الخلافہ یزید خلیفہ مجمع علیہ صحابہ کے آسان دیکھا جسکا تحمل سلف وخلف ونبی وولی وملک وجن وبشر سے ظہور مین نہین آیا غرض کہ اس مسئلہ خلافت مین ائمہ ثلاثہ طاہرین کا مذہب از ہمدگر مختلف رہا ہی تاہم امام حسین علیہ السلام ہی خلافت کا متحقق ہونا برنہاء بیعت مردمان کے سمجھتے تھے کہ قولہ ع فلیس علیہ ذمامٌ اسپر شاہد ہی اور یہ کہ حضرت مسلم بن عقیل نے برطبق اشارت اونحضرت کے آپکی خلافت پر اہل کوفہ سے بیعت لی تھی ورنہ بحالت خلافت من عند اللہ ہونے کے کچھ ضرورت بیعت علی الخلافہ کی نہین ہوسکتی اور اس مسئلہ خلافت مین اکثر صاحبزادگان وامامزادگان کا مذہب بھی بنابر اجماع امت کے تھا اور امام کے تقرر وانتصاب کو من عند اللہ اعتقاد نہ فرماتے تھے ورنہ مثل زید شہید

ا یعنی ہم نہین سمجھتے کہ آپ کہتے ہین لاکن آپکو اپنے نبی عم اولاد امیہ کی اطاعت کرنی چاہیئے وہ کچھ آپکے ساتھ ارادہ بدی کا نہین رکھتے مگر جو آپ چاہین گے ۲ یعنے جانے والے کے ذمہ بیعت کی پابندی نہین ہے ۔

۳ یعنی قسم بخدا مین اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ مین مثل ذلیل لوگونکی بیعت کیلئے نہ دونگا اور اقرار سے مثل اقرار کرنے غلامون کے نکرونگا انتہی

ومحمد وابراہیم کے دعوئے خلافت اور خروج نفرماتے اور ائمہ طاہرین کو بوجہ اونکے خمول اور عدم خروج وعدم تسلط امام نہین جانتے تھے ورنہ اونکی سعایت خلفاے وقت سے بجالت اعتقاد اونکی امامت کے ہرگز نہ کرتے جس سے معلوم ہوا کہ امام زادگان اہلبیت کا مذہب بھی خلافت مین من عنداللہ ہونے کا نہین تھا اور جو سادات اونکے مخالف مذہب ہین وہ بمفہوم حدیث من سلک علی سنتی فھو من آلی کے حق سیادت نہین رکھتے ہین کیونکہ سالک سنت آل حضرت رسالت ہی اور جو سالک سنت نہین وہ پیغمبرؐ کی آل نہونا چاہئے اور سنت پیغمبر امر خلافت مین بنا بر مذہب اہلسنت کے جیسا کہ مفصل بیان کیا باجماع امت ہی نہ اسکا من عنداللہ ہونا۔

اقول وبہ نستعین ہر ذی فہم وشایق علم پر مخفی نہین ہی کہ شبہ وارد کرنا سہل ہی لاکن جواب اوسکا از بس مشکل اور رفع شبہ تو بلا تائید خداوند عزوجل محال لاینحل ہی مگر الحمدللہ کہ مادہ جواب بالا سیتعاب ان شبہات سراسر ارتیاب کا کتاب لاجواب مفاتیح المطالب فی خلافۃ علی بن ابیطالب مین مؤلف حقیر وعجیب سراپا تقصیر نے حسب ضرورت مقامات کتاب مستطاب کے بتائید رب الارباب پہلے ہی قلمبند کردیا ہے لہذا اوسی کے مطالب سے مستنبط کرکے جواب شبہات مذکورہ پانچ باب مین اور چوتھا باب پانچ فصلون پر مرتب کرکے ابتداے جواب کے کلام لطیف سے کیجاتی ہے وباللہ التوفیق وہو خیر الرفیق **اول جواب اجمالی** واسطے اطمینان اہل ایقان کے یہ ہے

ا جس شخص نے میرے طریقہ پر سلوک کیا پس وہ میری آل سے ہے۔

کہ سلسلۂ قرب وقرابت ائمہ اہلبیت کا بحضرت رب وحید ورسول مجید دونوں طرف
بنص قرآن وحدیث ملتا ہی بلکہ ثابت ہے بدین نہج کہ خداوند احد تو لم یلد ولم یولد ولم
یکن لہ کفوا احد ہی اس لئے اوسکے کلام سے جو قرب وقرابت بنص حدیث ثقلین کے
متحتم ہی وہ عین قرب باری ہی اور زیادہ اوس قرابت قریبہ سے ہی جو بین الناس جاری
وساری ہی اور قرابت فی النسل وقرب فی الاصل رسول اجل سے محتاج شہود نہین
مگر انتباہاً قرب مدارج کو نقل کیا جاتا ہی قال اللہ تعالےٰ والذین اٰمنوا واتبعتہم ذریتہم
بایمان الحقنا بہم ذریتہم اسکی تفسیر مین ابن عمر نے فرمایا ففاطمۃ مع رسول
اللہ فی درجتہ علیٰ معہما کما فی مودۃ القربی اور صاحب مرقات فی شرح حدیث
سنن ابوداؤد مین ابن عمر قال کنا نقول فی زمن النبی صلعم لا نعدل بابی بکر ثم عمر ثم
عثمان ثم نترک اصحاب النبی مین یہ افادہ فرمایا ہی ونقل ہذا التفاضل بین الاصحاب
واما لاہل البیت فہم اخص منہم وحکمہم بخلافہم فلا یرد عدم ذکر علی والحسن
والحسین اور اسی مضمون کی ایک حدیث علی الہمدانی نے ابن عمر اور ایک قول امامہم احمد
کا مودۃ القربی مین نقل فرمایا ہی کہ جو باہم متحد المعنے ہی اور ملخص اونکا یہ ہی کہ علی من اہل البیت
لایقاس احد بہم مع رسول اللہ صلعم وفی درجتہ الخ اور پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہے

ا وہ لوگ کہ ایمان لائے اور اونکی ذریت نے پیروی اونکی ایمان لانے مین کی ہم اونکی ذریت کو اونہین سے ملحق کردیا ۲ پس فاطمہ ساتھ پیغمبر خدا کے
آپکے درجہ مین ہے اوپر علی اون دونو کیساتھ ہین ۳ شاید کہ یہ تفاضل اور باہمی تفضیل مابین اصحاب کے کہی جاتی تھی لاکن اہل بیت پیغمبر
صحابہ سے اخص ہین پس حکم انکا اور فضیلت ہین مغائر حکم صحابہ کے ہے پس تفضیل صحابہ مین ذکر کرنا اہلبیت کا موجب طعن نہین ہو سکتا ہی ۴
اہل بیت مین ہن کوئی اونکے ساتھ فضیلت مین قیاس نہین کیا جاتا ہی کہ وہ درجہ پیغمبر مین ہین ۔

ان اللہ تعالیٰ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی بن ابیطالب

جو بعد تحقیق وتفسیر یکے بادیگرے قرآن وحدیث کے یہ ثابت ہوا کہ ائمہ اہلبیت مدارج حضرت

نبوت ورسالت کے وارث اور سہیم ہین اور رسولخدا سے ملتحق ہین پس اونکی سیرت بعینہ

سنت حضرت رسالت ہی ورنہ الحاق فی المدارج نہ ہوگا وہو خلف اس لئے کہ حضرات

ائمہ کی عصمت بعد از وحدانیت رب العزت ونبوت حضرت رسالت کے مسلم ومتحتم ہے

پس کوئی فعل کوئی قول ائمہ معصومین کا منافی احکام شریعت ومتناقض باہمدگر صادر

نہین ہوسکتا نہ محظور ہوسکتا ہی رسولخدا نے تفسیر مین آیہ تطہیر کی جو عصمت آل عبا

وذریت خیر الورا مین منصوص ہی حدیث انا وعلی والحسن والحسین وتسعۃ

من ولد الحسین مطہرون معصومون کو فرمایا ہے کما رواہ العلامۃ المحدث

ابراہیم الحموینی فی فرائد السمطین وعلی الہمدانی فی مودۃ القربی

اور تفسیر آیہ ولوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا مین یہ تنبیہ نبوی

بھی واجب الاعتقاد ولازم ہے آیہ ہدایت بنیاد ہے کہ علی مع القرآن والقرآن

مع علی کما فی الصواعق المحرقۃ بلکہ حدیث ثقلین مخبر صحیح ہی کہ حکم ثقلین کا واحد ہے

۱؎ ہر آئینہ اللہ نے ذریت ہر نبی کو اوسیکے صلب مین نگردانا اور میری ذریت کو علی بن ابی طالب کے صلب مین گردانا ہی

۲؎ ہین اور علی وحسنین اور نواولادین حسین کی مطہر ومعصوم ہین ۔

۳؎ اگر قرآن غیر اللہ کیطرف سے ہوتا تو اوس مین اختلاف بہت ہوتا ۔ ۴؎ علی ساتھ قرآن کے ہی اور قرآن ساتھ علی کے ہے یعنے علی کا فرمانا مطابق حکم قرآن کے اور حکم قرآن کا موافق حکم علی کے ہے ۔ ۔ ۔ ۔

لن یفترقا حتے یردا علے الحوض باین معنی کہ وہ دونون مختلف و مفترق کبھی نہونگے یہانتک کہ وہ دونون بحالت واحدہ حوض کوثر پر نبیؐ سے ملاقی ہون چونکہ قرآن مین اختلاف نہین اور قرآن اور اہلبیت مین بنص نبوی افتراق نہین لہذا باہم اہلبیت کے بھی تباین ممکن نہین ہی نہ مذہب ائمہ اہلبیت کا خلاف قرآن کے ہوسکتا ہی ورنہ افتراق لازم ایگا جو بنص نبوی منفی ہی پس جو شخص آنحضرات معصومین کے مذہب و سیرت و اثر مین مشتبہ ہووے اسکو باور کرنا چاہیے کہ وہ مثل شخص اہول کے ہی کہ قوت مدرکہ اہول کی جسطرح کبھی نظر کی سبب ایک کو دو علی الاعیان سمجھ لیتی ہی اسیطرح کے شبہات وارد و پریشان ائمہ معصومین مین کہ حقیقت مین لاوجود ہین اور ظاہر بین مین مجسم نظر آتے ہین۔ دوم۔ جواب تفصیلی واسطے رفع اوہام و دفع مطاعن انام کا الانعام کے ذیل ابواب مین مذکور ہوئگے

پہلا باب

در رفع دخل عامۃ الورود مین ہی کہ جو حقیقۃً کل شبہات کا جواب تفصیلی بوجہ کلی ہی کہ معنی خلافت و امامت کا بیان اصل اصول جواب شافی تمامتر اعتراضات کا ہے جاننا چاہیے کہ امامت لغت مین بمعنی پیشوائی کے امور دین مین ہین عام اس سے کہ دین حق ہو یا باطل قال اللہ تعالے فی الامامۃ الحقہ انی جاعلک[ع۱] للناس اماما و قال وجعلناھم[ع۲]

ع۱ ہر آئینہ مین تجھ کو اے ابراہیم امام کرنے والا ہون ع۲ اور گردانا ہمنے اونکو امام کہ ہدایت کرتے ہین وہ ساتھ حکم ہمارے کے

ایمۃ یھدون بامرنا اور امامت دین باطل ہین آیہ فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم اور آیہ وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیمۃ لا ینصرون وارد ہین اور خلافت لغۃً بمعنے بادشاہی وجانشینی کے ہین کما فی القاموس اور یہ بھی منقسم ہر ریاست دینی ودنیوی کے ہوتی ہے جیساکہ قرآن مین بحق حضرت ہارون کے مقولہ حضرت موسی کا وارد ہوا ہے اخلفنی فی قومی ولا تتبع سبیل المفسدین اور بحق اہل اجماع گروہ سامری کے آیا ہے بئسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم لہذا ریاست دینیہ مین امامت وخلافت مترادف المعنے ہین چونکہ ریاست دینیہ تمام ہے اطلاق اسکا منصب رسالت ووصایت انبیاء پر بحق صحیح ہے اسلیے تعریف جانشینی نبوی مین نیابۃ الرسول بعد ہ فی مقامہ متفق علیہ ہے اب یہ امر متنازع فیہ رہا کہ ایا یہ نیابت بلا تقرر منیب کے بھی باتفاق اہل الحل کے صحیح ہے یا نہین اس بحث کو یہان پر لوجہ غیر محوج عنہ ہونے کے فروگذاشت کیا جاتا ہے پس اس منصب مابعد النبی کو امامت کبریٰ و خلافت عظمیٰ کہتے ہین بنا علیہ امام وخلیفہ انام بعد رحلت نبی کے قایم مقام ومتولی امور دین مبین اور وارث علوم نبوی ومستحق حقوق انبیہ منیب ومستخلف کا اعنی اوس مستخلف کا بمعنے اوسے اپنا خلیفہ گردانا بحکم محکم ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا کے وبحکم منصوص آیہ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون کے کما یاتی بیانہ بالقطع

ع۱ پس قتل کرو ائمہ کفر کو کہ ہرانہ اونکے لیے ایمان نہین ہے ع۲ اور کردانا ہمنے اونکو امام کہ وہ لوگون کو طرف دوزخ کے بلاتے ہین ع۳ اور بروز قیامت نصرت نہ پاوینگے ع۴ تو خلیفہ میرا ہو میرے قوم مین اور مفسدون کی راہ کا اتباع نکر ع۵ بری خلافت کی تمنے تحقیر کی میرے یا عجلت کی تمنے امر پروردگار مین ع۶ اس آیہ مین ظاہر اخلافت دینی مذکور ہے ع۷ اس مین ظاہر اخلافت حقہ دنیوی مذکور ہے

والیقین ہوتا ہے اسی لئے اوسکو امام مفترض الطاعۃ بلحاظ حقوق پیغمبر کے مسلماً و متحتماً کہا جاتا ہے پس اگر رسول منیب و نبی مستخلف صاحب عاست کبریٰ بھی ہے کہ علاوہ عہدہ رسالت و نبوت کے متصرف فی امور الرعایا رہا ہے تو اوسکے اوصیاء و خلفا بھی ملاؤ حصول خلافت دینیہ کے مستحق تصرف اور حقدار تولی امور رعایا مین ہوتی ہین اور بنظر استحقاق مذکور کے علماے جمہور عامہ نے تعریف مین امامت کی یہ افادہ فرمایا ہے کہ ھی ریاستہ عامتہ فی امور الدین والدنیا یعنے امامت کبریٰ و خلافت عظمیٰ جامع ریاست دینی و دنیوی کے ہے اور اگر پیغمبر منیب کو تصرف فی امور الرعایا اور منصب حکمرانی نہین ہوا تو اونکے جانشین بھی باعتبار قائم مقامی کے وارث ریاست دنیوی کے نہین ہوئے اور خلافت دنیوی بھی عام ہے انبیاء و اوصیاء حکمران رعایا ہوئے ہین اور ملوک و سلاطین دنیا بھی خلافت دنیوی پر قابض ہوتے ہین اسی لئے یہ خلافت دنیوی از بس ملتبس رہی ہے کما یاتی بیانہا اور ریاست عامہ انبیاء مین خاص خاص موقع پر پائی گئی ہے تمام انبیاء مستفید نہین ہوئے پس جمع ہونا نبوت و امامت کا بحیثیت حکمرانی و تصرف فی امور الرعیۃ کے اولاً حضرت آدم مین بقولہ تعالےٰ وعلّم آدم الاسماء کلّھا و بآیہ ثم اجتباہ و ربّہ کے کہ مفید منصب رسالت ہے و بقولہ تعالیٰ و انّی جاعل فی الارض خلیفۃ کے کہ بظاہر معنے خلافت مذکور کے مخبر بادشاہت ہے پایا گیا اور مؤید اس کی احادیث کثیرہ صحیحہ متفق علیہا ہین الفریقین کتب صحاح مین مذکور ہین چنانچہ کتاب کافی مین ہا تو ہے

پڑھایا اللہ نے آدم کو اسماء کل اشیاء کے ۔ پھر برگزیدہ کیا آدم کو اوسکے رتبہ زیادہ ہدایت مین تجھے زمین مین خلیفہ کرنیوالا ہون

کہ ان اللہ خلق آدم و اقطعہ الدنیا قطعۃ فما کان لآدم فلرسول اللہ و
ما کان لرسول اللہ فھو للائمۃ من آل محمد اور کتاب سنن ابوداؤد کے باب اخراج
یہود مین ماثور ہے واعلموا انما الارض للہ ولرسولہ کما یاتی بیانھما اور حضرت
ابراہیم خلیل اللہ بعد آزر و نمرود کے متصرف امور اپنی امت کے ہوئے آیہ رب
ھب لی حکما والحقنی بالصالحین بتا ہر مفاد حکماً کے مفید حکومت مطلقہ کو ہی جامع
حکومت دینی و دنیوی کی ہے اور قولہ تعالے انی جاعلک للناس اماما اسکا مؤید
ہی اسلئے کہ امامت یعنی ریاست عامہ در امور دین و دنیا ہی کما مضی اور حضرت یوسف
پیغمبر کو نبوت و حکومت جمع ہو گئی تھی قولہ تعالے اتیناہ حکماً و علماً و آیہ انی حفیظ
مقولہ عن یوسف ع قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم و نیز آیت
وکذلک مکنا لیوسف فی الارض الآیۃ اسپر ناطق ہی اور حضرت موسی کلیم اللہ بنی
بعد فرعون کے اپنی قوم بنی اسرائیل پر صاحب تصرف تھے اور کسی ملک دنیوی کے
ماتحت نہین رہے تھے کہ ملک شام مین سلطنت ملوک عمالقہ کو منیت و نابود
فرما دیا اور ہارون کو بھی اپنی خلافت تفویض فرمائی قولہ واخلفنی فی

ف ۱ ہر آئینہ اللہ نے آدم کو پیدا کیا اور تمام دنیا کی حکومت اونکو عطا کی پس وہ شی جو آدم کی تھی رسول خدا کیلئے تھی اور جو
رسول خدا کیلئے تھی وہ ائمہ آل محمد کی ہے ۲ جانو تم اے یہود کہ تمام زمین [redacted] پر دونگا
تمہیں حکومت عطا فرما اور صالحین سے ملحق فرما دی ۴ گردان تو مجھ خزائن ارض پر محافظ کہ بیشک مین جاننے والا ہون ۵ اور اسیطرح تمکن دیا ہم نے یوسف کو زمین پر ۔

قوی ولا تتبع سبیل المفسدین اس کا شاہد ہی اسلئے کہ اگر یہ محض خلافت دینیہ
ہوتی اور اوس مین حکومت و امارت شامل نہوتی تو بقولہ ولا تتبع سبیل مفسدین
فرمانے کی ضرورت استخلاف دینی مین نہین تہی چونکہ افساد خاصہ و شعار ملوک دنیوی کا ہے
ہی اور آپکو خلافت دینیہ کے ساتہہ ریاست دنیوی بہی تفویض فرمائی تہی اس لئے
انتباہاً فرمایا کہ ملوک مفسدین کی پیروی حکمرانی مین نکرنا اور شعار افساد کا ملوک دنیوی مین
ہونا آیہ قالت الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوہا وجعلوا اعزۃ اہلہا اذلۃ و
کذلک یفعلون سے اور آیہ فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا
ارحامکم الآیۃ سے بخوبی واضح ہے اور مخفی نرہے کہ یہ آیہ فہل عسیتم جس مین خطاب
حاضرین کی طرف ہوا ہے سورہ محمد مین ہی اس مین ذکر آپکے ہی قوم قریش کا مذکور ہے
پس یہ خطاب انہین لوگون سے ہے جو قوم قریش اور حاضرین وقت نزول آیہ کی تہی اور
یہہ ہر عاقل منصف ادراک کرسکتا ہی کہ حاضرین قریش مین کسکو حکومت ملی جنکی حکومت
کو خلافت سے اور انکے افساد کو عدالت سے معتقدین نے تعبیر فرمایا اور اونکی
بیعت خلافت دینیہ پر سمجہلی اور جمع ہونا نبوت و سلطنت کا حضرت داؤد و حضرت
سلیمان کے لئے مشہور و معروف ہے آیہ ولقد اٰتینا داؤد وسلیمان علمًا وقالا
الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المومنین اور آیہ یا داؤد انا جعلناک

ع۱ کہا بلقیس نے کہ بادشاہ جب کسی قریہ مین داخل ہوتے ہین تو اوسے فاسد کردیتے ہین اور اوسکے معززین کو ذلیل
و خوار کردیتے ہین اور ایسا ہی کیا کرتے ہین ۲ پس اے لوگو قریب ہے تم اگر حاکم ہوجاؤ تو زمین مین فساد کروگے اور قطع رحم

خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق اور آیہ قال رب اغفر لی وھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی جو یہ مقولہ حضرت سلیمان کا ہی اور آیہ وحشر لسلیمان جنودہ من الجن والانس والطیر فھم یوزعون موید و معجزہ اونکی نبوت وبلوشاہت کے ہین اور حکمران ہونا حضرت یوشع وصی موسیٰ ودیگر انبیاء واوصیاء کا بنی اسرائیل مین آیہ فقد اٰتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واٰتیناھم ملکا عظیما سے اور بادشاہ ہونا طالوت کا جو بروایت امام رازی صاحب تفسیر کبیر کے نبی اسرائیل مین نبی ہوی ہین اور باعتقاد صاحب تحفہ کے امام مفترض الطاعۃ تھے بقولہ ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا ثابت ہی اور نوعیت انکی نبوت اور امامت کی کتاب مفاتیح المطالب کے تمہید مفتاح ہفتم مین بعرض تحریر آئی ہی من شاء فلیرجع الیہا و پیغمبر خدا صلعم کا متصرف وحکمران فی امور الرعایا ہونا اور تابع ومنقاد کسی ملک دنیا کا نہونا محتاج اسناد نہین ہی اور آپکے خلفاء صالحین طاہرین اور ائمہ راشدین طیبین اپکے وارث وقائم مقام ہوئے اونکی مستحق ریاست عامہ ہونیکی خبر پہلے ہی حضرت داؤد پیغمبر کو دی گئی تھی چنانچہ آیہ وافی ہدایہ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون ایمین ناطق ہی اسلئے کہ قولہ لقد کتبنا توریث ارضی پر من عند اللہ حسب مذاق صاحب تحفہ کی دلالت کرتا ہی کیونکہ الارض مین لام استغراق بمعنے تمام افراد صفحات کے یا الارض من مفید وراثت کل زمین کی ہی ومراد بعد الذکر سے بدلیل قولہ تعالیٰ قد انزل الیکم

۱۲ ہر آسمانی جنے زبور مین لکھدیا ہی کہ بعد پیغمبر آخر کے میرے بندگان صالح وارث زمین کے ہونگے

ذکر رسولا کے بعد پیغمبر خدا کا ہی اور مصداق قولہ عبادی الصالحون کے وہ بندگان
رب نعرت ہین جو صاحبان عصمت ہین اس لئے کہ بطبق سیاق وسباق نظم قرآن
کے لفظ عبادی الصالحون وعبادنا صالحین وعبادك الصالحین وصالح
المومنین ومن الصالحین غیر برگزیدہ وغیر معصوم کے لئے بلا کسی امر ممیز کے
کلام الٰہی مین مستعمل نہین ہوا ہے اور اوسی عصمت کی وجہ سے انبیاء علیہ السلام کے
حق مین لفظ صالحین وارد ہوا ہے چنانچہ آیہ وبشرناہ باسحاق نبیا من الصالحین
وآیہ کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین اور آیہ مقولۃ عن ابراھیم رب
ھب لی حکما والحقنی بالصالحین وآیہ ووھبنا لہ اسحاق ویعقوب کلا
ھدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسی و
ھارون وکذلك نجزی المحسنین وزکریا ویحیی وعیسی والیاس کل من الصالحین
شاہد عدل ہی اور آیہ یحق یونس فاجتباہ ربہ فجعلہ من الصالحین نازل ہوئی ہے
اور علی سبیل تنزل کہا جاتا ہی کہ صالح قران کی سیاق وسباق سے ایسے معنی پر
دلالت کرتا ہے جو بحق مرسلین ونبیین سزاوار ہی اب یہ لفظ جو بشان غیر انبیا وارد
ہوا ہے پس چاہیئے کہ مصداق اوسکا ہم مثل انبیاء ہوئے تاہم مثلیت عصمت
وامامت مین ہی ہوسکتی ہی لہذا ہی ثما عبادی الصالحون بین وارث کونا
اصحاب عصمت خلفا حضرت رسالت کا مذکور ہے جو موہبت استحقاق خلافت و
ثبت امامت کا بلا حصول قبض وتصرف خلیفہ کے من عند اللہ پایا گیا اور یہ

صورت استحقاق بلا قبض کے دیکھی جاوی کہ کس عبد صالح کی خلافت سے منطبق
ہوتی ہی اور توریت حسب شارت آیہ ولقد کتبنا حتمی ولازمی و بعد پیغمبر شمنی تھی فقد
بردایا اصحاب النبی اور یہ آیہ شریفہ ولقد کتبنا فی الزبور اس مبحث مین رفع شبہات
ودفع توہمات معنی خلافت کے لئے کافی قول فصل اور حلال معضل ہی فوائد
مختصرہ آیہ مذکورہ بصراحت ماتحت ضبط تحریر کئے جاتے ہین اول یہ آیہ شریفہ
بتوفیق آیات فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدو فی الارض الخ کما یاتی
بیانہا علحدہ اور آیہ قالت الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا الی قولہ وکذلک
یفعلون کے فارق وفاصل ومیز خلافت حقہ دنیویہ اور خلافت باطلہ دنیویہ کے
ہی کہ اس آیہ مین سلطنت حقہ دنیویہ من عند اللہ بدلیل لقد کتبنا کے وبدلیل
عبادی الصالحون کے مذکور ہی اور آیات مابعد مین سلطنت باطلہ دنیویہ بخود مختاری
بدلیل قولہ تولیتم کے وبدلیل قولہ تفسدوا فی الارض وکذلک یفعلون کے مزبور ہے
اور یہ دونون خلافتین اس امت مین واقع ہونی بقولہ من بعد الذکر جو مفید مغنی
از پیغمبر خدا کے ہے اور بقولہ فھل عسیتم وبقولہ تولیتم وبقولہ تفسدوا
وبقولہ تقطعوا کے جو یہ خطاب حاضرین عہد رسالت کے لئے ظاہر الفاظ سے وارد
ہوا ہے بمنطوق کلام واضح ہے اور یہ خلافت مذکورہ فی الزبور بقولہ تعالے
فان اللہ مولاہ وجبرئیل وصالح المومنین کہ جو شان جناب امیر مین وارد ہے
مختص بآن حضرت ولایت منزلت ہی اور اگر کہا جاوی کہ یہ بحق شیخین وارد ہی پس وہ

عاپس ہر آئنہ اللہ اور جبرئیل اور صالح المومنین یعنی علی بن ابیطالب ناصر اور مددگار نبی کے ہین ۔

منطبق نہین ہوسکتی اولاً صالح المومنین بصیغۂ مفرد ہے بحق شیخین صالحا المومنین اتا
ثانیاً لفظ یرثہا اونکی شان مین غیر صحیح ہے کیونکہ اونکے حقمین بجائے یرثہا کے یقبضہا نازل
ہوتا دوم اس خلافت حقہ دنیویہ مین لفظ یرثہا کا ہی کما ذکرت آنفاً اور یقبضہا نہین فرمایا
تو یہ مفید استحقاق سلطنت اور تصرف بالقوۃ کو ہی نہ تصرف فی الحال اور قبضہ بالفعل کو
اسلئے کہ وارث دنیوی کیلئے قبض و تصرف فی الحال کی شرط نہین اگر وارث مستحق بوجہ
من الوجوہ ورثہ پر قابض و متصرف نہووے تو یہان تمادی بہی موثر نہین جو حق شرعی
اور استحقاق واجب کو زائل کردے کیونکہ اوتعالے اس تمادی کو بقولہ ولا تجد لسنۃ اللہ تبدیلا
باطل و غلط فرماتا ہے اور استحقاق اور حصول اس وراثت مطلقہ اعنی وراثت دینیہ
و دنیویہ کا بنا بر استنباط ظاہر آیات قرآنی کے بدین نہج پا یا جاتا ہے کہ خلافت حقہ دینیہ مین
حصول اسکا (مثل وراثت علمی کے) وقت تقرر و تحقق خلافت کے فی الحال ہوتا ہی نہ بالقوۃ
بدلیل قولہ تعم ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا الخ کی اسلئے کہ توریث
کتاب اللہ کی مورث حصول فی الآن علم کتاب کو ہی ورنہ وارث کتاب کا کسیوقتمین
جاہل بہی ہوگا وہو خلف اور خلافت دنیویہ حقہ من عند اللہ کو کبہی معیت خلافت دینیہ کے ساتھ
ہوتی ہی اور کبہی بعدیت چنانچہ آیہ اتینا آل ابراہیم الکتاب والحکمۃ واتیناہم ملکا عظیما
و آیہ وجعلہم الوارثین مین ظاہرا امامت دینی کو تقدم بالذات اور

سلہ تو سنت خدا مین تغیر نہ پاوے ۲ پہر وارث کیا ہمنے کتاب کا اون لوگون کو کہ جنہین ہم نے برگزیدہ بنایا ہے کیا ہی اور تفسیر اسکی حدیث نبوی سے جو مسند احمد مین ماثور ہی مفہوم ہوتی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلعم سے انت اخی ووارثی قال علی وما ارث یا رسول اللہ
قال ما ورث الانبیاء من قبلی کتاب اللہ وسنۃ نبیہ یعنی اے علی تو میرا وارث علم کتاب و سنت مین ہی ۳ آل ابراہیم کو کتاب و حکمت دینی عطا کی اور
ملک عظیم دیا ۴ اور ہم ارادہ کرتے ہین کہ اونکو ہم امام گردانین اور اونکو وارث بنادین

اور اکثر تقدم بالزمان ہی (بدلیل تکرار قولہ اتینا اور تفریق بجعلہم کے) و بلحاظ تقدیم و تاخیر کے بہے حاصل ہوتا ہے اور آیہ آتیناہ حکمًا و علمًا مین ہر دو خلافت بنا بر افادۂ لفظ واحد آتیناہ کے جمع ہین اور آیہ فاجتباہ ربہ فجعلہ من الصالحین مین عصمت و خلافت دینی ہی وبس اور اس تقدم اور استحقاق وراثت ارضی کے مؤید سیرت نبوی صلعم ہی جو حقیقۃً کاشف مفاد آیات قرآنی اور مفسر کلام سبحانی ہے کہ ابتدای زمان بعثت سے آپ کو وراثت ارضی بالاستحقاق تھی لعبدہٗ فی الحال حاصل ہوگئی اور آپکی ریاست ارضی کو تقدم نہین ہوا کما یجئی بیانہ ہر نوع چشم انصاف سے جہانتک ظاہر سیاق ہر دو آیہ لقد کتبنا اور فھل عسیتم کو دیکھیے تو آیہ اولے بدلیل قولہ لقد کتبنا کے مخبر خلافت من عند اللہ کے ہے اور خلافت باطنی بلا فصل جناب امیر سے منطبق ہے کہ لفظ من بعد الذکر یعنے شروع زمان بعدیت پیغمبر صلعم سے وہ وارث مستحق بحق ہونگی کما سیاتی ایضًا توجیہہ اور آیہ فھل عسیتم خلافت متغلبین و مجمع علیہم بالخلافۃ کے حاکی ہی کہ اوسمین ابتدا سے انتہا تک بس تصرف ارضی و حکومت ملکی بلا استخلاف نبوی کے پائی گئی ہی والباقی یاتی سوم یہ ریاست حقہ دنیویہ بلا متحقق ہونی ریاست بنا بر سیاق آیہ کے بھی حاصل نہین ہوسکتی کہ حصول اسکا مخصوص صالحین سے ہی جو صالح ہونا توریث پر بداہۃً مقدم ہی اور وہ مختص اصحاب عصمت سے ہی نہ ظالمین و ظالمین سے کما سبق اور ریاست حقہ عامہ بقولہ تعالے ولا ینال عہدی الظالمین کے ارجاع عہد

ع ۱ ترجمہ صفحہ ۳۰۶ پر گذرا ۲ پس برگزیدہ کیا یونس کو اوسکے پروردگار نے پس اوسے صالحین سے کیا

رب العزت ہی جسکا تقرر از جانب اللہ ہوتا ہی اور وہ بقہر و استیلاء و باجماع رعایا و غیرہا
بقبولہ و لیس لک من الامر شے میں بیٹھ سکتی اندریں صورت اگر کوئی بالاتفاق رعایا
متصرف ہوجاوی تو وہ ریاست دنیویہ پر سرفراز ہوگا جیسا کہ ملوک اسلام و سلاطین
کفر بزور شمشیر و قہر و غلبہ کے مسلط ہوتے رہتے ہین اونکے لئے ریاست حقہ دنیویہ ہی
حاصل نہین ہوسکتی کہ وہ موقوف ہی ریاست دینیہ من جانب اللہ پر اور از جملہ عہد و تعم
ہی اور لفظ لقد کتبنا اسی معنے پر دلالت کرتا ہی و لفظ من بعد الذکر صریح دلالت کرتا ہی
کہ یہ وراثت ابتدای زمان بعد بعثت پیغمبر سے خلیفہ صالح کو پہونچی گی جو مفید خلافت
بلا فصل کے ہی فتدبر یہان ایرا و لفظ صالحون بمعنی مصطفیون و معصومون پر
آیات ذیل سے وارد ہوتا ہی کہ جو بمعنے مصطفیون و معصومون نہین ہی فی قولہ تعم
وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم و فی قولہ لیسوا سواء من
اھل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون آیات اللہ اناء اللیل وھم یسجدون ۵
یؤمنون باللہ والیوم الآخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر
یسارعون فی الخیرات واولئک من الصالحین و فی قولہ تعم وانا منا
الصالحون مگر اسکو اہل مذاق و عارفان سیاق و سباق جانتے ہین کہ مابین
نظم آیہ مبحوث عنہ کے جو عبادی الصالحون آیا ہی اور نظم آیات مذکورہ کے جو والصالحین
من عبادکم اور مطلق لفظ الصالحین اور منا الصالحون مقولہ عن الجن ۳

۱ یعنی تجو آپیغمبر امر خلافت مین (یا فرمایا کہ کسی امر مین) کچھ دخل نہین ہی عام اس سے کہ دینیہ ہو یا دنیویہ)

وارد ہوا ہے بون بعید ہی اسلئے کہ تمام ذوی العقول عباد اللہ ہین مگر خواص عباد کے لئے خداوند تعالے نے اونکی عبدیت کو اپنی ذات کی طرف خصوصیت خاصہ کیساتھ بقولہ عبادی اور عبادنا کے منسوب فرمایا ہی اور اس نسبت الی الذات کیساتھ اونکی صالحیت کی بھی تصدیق فرمائی ہی جو یہ خصوصیت مکررہ بحیثیت ترکیب لفظی کے کہ جو قولہ عبادی الصالحون یا عبادنا الصالحین ہی مفید معنی برگزیدگی کے ہی اور برگزیدگی ہی معنی عصمت کی ظاہر اور باہر ہین جیسا کہ قولہ تعر کانتا تحت عبدین من عبادنا الصالحین مین لفظ عبادنا الصالحین مخبر معنے برگزیدگی ہی اور معصوم وہی ہوتا ہی کہ جس کو وہ برگزیدہ فرماتا ہی چنانچہ صاحب مواقف نے عصمت حضرت آدم کو لفظ اجتباہ فی قولہ تعالے ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ سے ثابت کیا ہی جس سے معلوم ہوا کہ برگزیدگی سورث و مخبر عصمت ہے لہذا یہ ایراد غیر سدادی ہی پس مفاد آیہ مبحوث عنہا سے مستدرک ہوا کہ تحقق امامت و خلافت نبوی صلعم کے لئے (کہ جو جامع ریاست حقہ دینی و دنیوی ہے) خلافت دنیبہ منجانب اللہ بالفعل ضرور ہی اور خلافت حقہ دنیوی باعتبار استحقاق کے بالفعل ہوگی نہ باعتبار تصرف بالفعل کے اور موئید اسکے واقعات حضرت منیب مستخلف صلعم ہین کہ آنحضرت صلعم قبل از ہجرت پیغمبر برحق و صاحب ریاست دینیہ تھے اور استحقاق بالقوی تصرف امور رعایا میں رکھتے تھے اور بوجہ عدم تصرف کے منصب نبوت سے معاذ اللہ معزول و متروک

---

(۱) وہ دونو عورتین (یعنے بی بیان حضرت نوح و لوط کی) تحت مین دو بندونکے (نوح و لوط) ہمارے بندگان صالح کی تھین
(۲) پس برگزیدہ کیا آدم کو اوسکے رب نے اور توبہ اوسکی قبول فرمائی۔

ومعنی نہین تھے اور بعد از ہجرت وامتداد مدت ہر دو ریاست حقہ دین و دنیا کے آپ کیلئے
جمع ہوگئین حدیث ماسبق کافی کلینیؒ اور سنن مذکور الصدر مؤدی معنی ریاست حقہ دنیویہ
کے ہین کہ جو فرمایا ان اللہ خلق آدم واقطعہ الدنیا قطیعۃ فما کان لآدم فلرسول اللہ
الحدیث اور فرمایا ہو واعلموا انما الارض للہ ولرسولہ پس جس طرح دنیا حضرت آدم کے لئے تھی
کہ وہ اوسکے مالک ہوئے اور صفحات ارضیہ اللہ سبحانہ کی ہی اوسیطرح رسول خدا کی
حدیث آخر سے دریافت ہوئی اور قبل از ہجرت رسولخدا متصرف فی الارض نہین تھے
تو یہ ہی معنے ہوسکتے ہین کہ آپ ہرچند اوسوقت مین قابض تمام دنیا و صفحات
ارض یا بعض قطعات پر نہین تھے لاکن آنحضرتؐ باعتبار استحقاق مالک الکل فی الکل
تھے اور بعد از ہجرت بھی کل زمین پر قابض نہین ہوئے تو بعض مقبوضہ پر بالفعل متصرف
ہونا اور بعض دیگر پر غیر قابض رہنا حق ملکیت کل ارض کے منافی نہین ہی والباقی
سیاتی اور آیات صدرت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جملہ اقسام امامت وخلافت کا ذکر
قرآن مین بحکم ولا رطب ولا یابس کے بالضرور وارد ہے اور واضح ہو کہ اقسام خلافت
وانواع امامت کے جامع آیہ وافی ہدایہ یوم ندعو کل اناسٍ بامامہم ہی جو تمام آیات
مذکورہ کی باعتبار تفریق کل اناس کی بقولہ بامامہم بالمعنے مقسم ہی پس۔
بغرض مستحضر فی الذہن ہونے معنے آیہ موصوفہ یوم ندعو کل اناسٍ بامامہم

ع۱ اوس روز کہ بلاوینگی ہم ہر فرقہ کو اونہین کے امامون کے ساتھہ یعنے بروز قیامت ہر مذہب کے لوگون کو اونہین کے
ائمہ کے ہمراہ طلب کرینگے جو وہ ائمہ اوسی مذہب کے پیشوا ہونگے ۱۲ و ۲ ترجمہ انکا صفحہ ۳۶ مین گذرا۔

کے اور ستر د کرنے اوس دعوی لایعنی کے جو کھا جاتا ہی کہ خلافت و امامت کا ذکر مطلقاً
قرآن مین نہین آیا آیات مذکور الصدر کو معہ دیگر آیات مبینہ خلافت کے بعنوان توضیح واضح
لکھا جاتا ہی تاکہ شبہات سابقہ ولاحقہ فی الآن وخطرات مکنونہ فی الاذہان والمشحونہ
فی الجنان بملاحظہ انضباط جملہ اقسام بیک مقام کے براسہا صفحات خواطر سے محو و مرتفع
ہوجاوین انشاء اللہ۔

اولاً منقش خاطر رشادت مآثر ہووے کہ خلافت و امامت منقسم ہی ریاست دینیہ اور دنیویہ
پر اور یہ دونو بنا بر حق اور باطل کے بھی متحقق ہوتی ہین اعنی اول امارت دینیہ حقہ ہی
جو مقصود اوس سے عہدہ وصایت و نیابت نبویہ ہے دوسری ریاست دنیویہ حقہ ہی
اور یہ دونون ریاستین علی الحق من عند اللہ والرسول متقرر ہوتی ہین مگر ظہور ریاست
دنیویہ حقہ کا عالم اسباب پر موقوف ہی بدین معنی کہ تقرر اسکا باستحقاق خلافت دینیہ من عند اللہ
والنبی کے اور ظہور بالاعیان اوسکا باتباع رعایا و یا باستیلا خلیفہ کے ہوتا ہی اور یہ دونو
کبھی شخص واحد مین فی وقتٍ واحدٍ جمع بھی ہوجاتی ہین اور کبھی جمع نہین ہوتین کما بینتہ
علیک آنفاً تیسرے امامت و امارت دینیہ باطلہ چوتھے ریاست و امامت و خلافت
دنیویہ باطلہ ہین اور یہ دونو آخر الذکر بقہر و غلبہ متملکین و حمایت متغلبین کی حاصل ہوتی
ہین اور یہ سب قسمین آیات کریمہ سے صاف صاف مستنبط ہوتی ہین دیکھو

خلافت حقہ دینیہ و نیابت نبویہ من عند اللہ والرسول آیہ کریمہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ
اللّٰہُ الآیہ اور آیہ کریمہ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا سے بدلیل برگزیدگی کے

ظاہر ہے جس طرح امت سلف مین آیہ کریمہ واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی[1] اور آیہ وجعلنا معہ اخاہ ھارون وزیرا سے نیابت نبویہ واضح ہی اسلئے کہ یہ وزارت ہارونی واشتراک در امر موسوی بقولہ واشرکہ فی امری بمقابلہ فرعون کے بغرض دعوت اسلام کے تھی اوسوقت مین حضرت موسی صاحب تصرف فی امور الرعایا نہین تھی لہذا نیابت اون کی حضرت ہارون کے لئے محض ریاست دینی باتباع ریاست نبی کی تھی اور خلافت دینیہ و دنیویہ من عند اللہ جس مین ہر دو ریاستین بالفعل پائی جاوین آیہ آتیناہ حکما و علما و آیہ قال موسی لاخیہ ھارون اخلفنی فی قومی و لا تتبع سبیل المفسدین سے ظاہر ہوتی ہین کما مضی بیانہما اور

خلافت باطلہ دینیہ طاغوتیہ و جبتیہ آیہ فقاتلوا ائمۃ الکفر انہم لا ایمان لہم و آیہ یومنون بالجبت والطاغوت و آیہ یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت الخ اور آیہ اولیاءہم الطاغوت الخ سے واضح ہی جو محتاج بیان نہین اور

خلافت باطلہ دنیویہ آیت فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم الآیہ سے بخوبی ثابت ہی اسلئے کہ تولی باب تفعل سے ہی اور خاصیت اس باب کی تکلف چیزے کہ خواہان وی باشے) ہی لہذا قولہ تولیتم کے معنی (تولی خلافت کہ خواہان اوسکی ہون) ظاہر ہوئی اور یہ مفید معنی خود متولی ہونیکو ہی عام اس سے کہ باختیار

---

[1] اے خدا میرے لئے میرا وزیر مقرر کر میرے اہل سے ہارون میرے بھائی کو [2] و گردانا ہمنے موسے کے ساتھ اوسکے بھائی ہارون کو وزیر اوسکا [3] کہا موسی نے شریک کر تو اے خدا ہارون کو میرے کام مین [4] اسکا ترجمہ صفحہ ۳۴ پر [5] کا ترجمہ ۳۴ پر گذرا [6] ایمان لاتے ہین جبت و طاغوت پر بعض اصنام و احبار پر [7] ارادہ کرتے ہین کہ اپنی قضایا طاغوت یعنی ابن اشرف یہودی کے سامنے پیش کرین [9] اولیا دینے اونکے طاغوت ہین [10] ترجمہ صفحہ ۳۷ پر گذرا

خود متولی ہون یا بر طبق خواہش طبعی کے باختیار و اتفاق دیگران کے امیر بنائی جاوین چنانچہ امامہم احمد نے اس آیہ کو خلافت یزید صاحب غلبہ ومجمع علیہ خلیفہ سے منطبق فرمایا ہی کما فی الصواعق المحرقہ اس تطبیق سے بہی منکشف ہوا کہ ہر خلیفہ قاہر متغلب ومجمع علیہ جائز اگرچہ اعتقاداً منافق واعمالاً فاسق ہو مصداق اسکا ہوسکتا ہی فتدبر اور

خلافت حقہ دینویہ من عند النبے بالاستحقاق نہ فی الآن آیہ لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون سے بمذاق صباتحفہ کی وراثت ارضی وملکی پر واضح الدلالہ ہی اور یہ خلافت نبوی بدلیل لفظ من بعد الذکر کے (جو یہ ظرف مقدم متعلق فعل یرثہا کے ہی) اور حرف من مخبر ابتدائے زمان بعد بیت نبی کا ہی علے الظاہر مفید بلا فصل کو ہی اور یہ استحقاق دینوی خلافت کا متحقق ہوئے پر خلافت دینی کی موقوف ہے اور اس خلافت کے حاصل ہوئے پر مستحق اوسکا وارث بالقبض ہوگا فافہم

خلافت اجماعی من عند الناس آیہ بئیسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم اور آیہ واتخذوا احبارہم ورہبانہم ارباباً من دون اللہ اور آیہ اتجادلونی فی اسماء سمیتموہا انتم وآباءکم ما نزل اللہ بہا من سلطان سے بوجہ احسن مبرہن ہی اور یہ نقض خلافت مذکورہ میں نص روشن ہی کہ آیہ اولی میں ذکر خلافت سامری وذکر اوسکی اتباع کا ہی جس سے خلافت عامہ حضرت ہارون کی داب کھاکر مستضعف ہوگئی تہی آیہ استضعفونی وکادوا یقتلونی اسپر شاہد ہی اور آیہ ثانیہ میں ریاست مصنوعی وامامت اختیاری احبار ورہبان کے مذکور ہے

۱؎ لغایۃ ۲؎ کا ملخص ترجمہ صفحہ ۳۴۴ و ۳۴۵ پر گذرا ۳؎ اور اخذ کیا اونہون نے اپنے علماء وزہاد کو ارباب سوائے اللہ کے ۴؎ آیا مجادلہ کرتے ہو تم مجہ سے اسماء غیر مسمے بالہیہ میں کہ جو تمنے اور تمہارے باپون نے اونکی نامزد کرلئے ہین خدا نے کوئی حجت اونکی ۵؎ کرنے پر نازل نہین کی ۶؎ اونہون نے مجہے ضعیف کردیا اور قریب تہا کہ وہ مجہے قتل کردیتے

جو اہل کتاب کے حسن عقیدت پر مطلع مخترع اور ائمہ متخذہ قرار پاگئی تھی چونکہ اہل کتاب اونکے اوامر ونواہی کو احکام الٰہی پر مقدم رکھتے تھے لہذا توبیخاً اونکو ارباباً الٰہا کہا کہ وہ معتقدین نے اپنی رائے سے مقرر کرلئے تھے اور آیہ ثالثہ مین اشارہ اصنام کیطرف کو ہے کہ جو مشرکین نے اونکو اپنی شفعاء اور مطاعین فی الدین اپنی دستکار بنی سے بنالیا تھا کما مضی آنفاً وقولہ تعالے ما انزل بہا من سلطان دلالت صریح کرتا ہی کہ مطاع وامر دینی کے لئے نص من جانب اللہ ہونے چاہئی مشرکین کی نقض عقیدت پر اسی نص نہونے سے استدلال کی گئی ہی فتدبر بالانصاف اور

خلافت محصا بقہر وغلبہ کہ یہ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ سے پائی جاتی ہے اور مخفی نرہے کہ خلافت سقیفی بھی بقہر سعد بن عبادہ وشکست داون قوم انصار اور مخذول داشتن بنی ہاشم تہدید احراق بیت فاطمہ ووعید قتل من کان فی البیت کے حاصل ہوئی ہے لہذا اس خلافت سقیفی کو دونون شرف ایک بہ اجماع الناس دوسرے بقہر واستیلا حاصل ہوگئی تھی بلکہ جملہ خلفاء امویہ وعباسیہ کے خلافتین چونکہ منوال سقیفہ پر منسوج ہوئین ہین لہذا وہ سب قہری واستیلائی وجبروتی بنام نہاد اجماعی تحت مین مفاد بیشما خلفتمونی ومفاد آیہ فہل عسیتم وآیہ واتخذوا احبارہم وآیہ انجاد لونفی کی صادق آتین ہین اور کچھ باہمگر اونمین فرق وانفصال نہین ہی کہ جو بعض خلافتون کو راشدہ اور بعض کو غیر راشدہ یا سیئہ کہا جاوے اسلئے کہ صورت تقرر ونصب جملہ خلافتون کی ایک ہی ہیولی پر حادث ہوئی ہے باہم کچھ خط وخال کا بھی سر مو فرق نہین ہوا ہے کیونکہ ہیولی اونکی

۱؎ یہ آیتہ خدا نے لعین کے اور اوسکا باپ شیطان ۔ اون لوگون کو جو عترت اور صحابہ نبی گہر مین سینہ کے تھے

خلافت کا باتفاق اجماع امت ہی ہے اون مین کوئی خلیفہ ایسا نہین ہوا کہ جو اوسکی خلافت پر اجماع امت ہونیسے انکار کیا گیا ہو بلکہ خلافت عتیقی مین تو صرف اجماع امت ہی کہا جاتا ہے اور یزید بن معاویہ کی خلافت سے تا آواخر خلفاء امویہ وعباسیہ کے تحقق خلافت مین استخلاف مستخلف واجماع سلف وخلف جمع ہوا کیا ہے اگر غلطی سے امر ممیز مابین خلافت ثلاثہ و دیگر خلفاء بنی امیہ کے حضرات ثلاثہ کے ممدوح القرآن والاخبار ہونیکو قرار دیا جاوے تو اس مین سخت مغالطہ کہا نا ہے کہ اجماع امت جو منشاء تقرر خلافت تھا اوسکو مشترک دیکھکر ترک کر دینا حقیقۃً اصل خلافت عتیقی سے دست بردار ہوکر خلفاء ثلاثہ کا تخطیہ اپنی ہی حجت سے ثابت کرنا اور حجیت اجماع کو باطل کر دینا ہے کیونکہ ہر ممدوح القرآن والاحادیث کب مستفید بخلافت ہوئے مثل سعد بن عبادہ کے جو صحابی بدری وصاحب بیعت رضوان تھے اور مثل ابن ام مکتوم کی جو امام الجماعۃ علے زعمہم من عند النبی ایام غیبت پیغمبر مین مسجد نبوی کی تھی اور مثل عمرو عاص کے جو قادر بصلح حرب اور سریہ ذات السلاسل مین امیر شیخین من عند النبی مقرر ہوئے تھے اور مثل عبدالرحمن بن عوف کے جنکے عقب سر علے مار واہم رسول خدا نے نماز پڑہی تھی اور عشرہ مبشرہ مین سے طلحہ وزبیر وغیرہما کب خلیفہ بنائے گئے جو اس عصابہ کی ہر ہر صفت مبینہ مذکورہ عندہم قطعًا موجب استحقاق خلافت قایم کی گئی ہے پس ترک حجت اجماع سے وہ نوطرف سے حضرات ثلاثہ کے لئے محرومی حق خلافت سی ہوتی ہے اور

خلافت ۔ حقہ الٰہیہ من دون النبی علاوہ اقسام مذکورہ کے ہی جو آیہ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اور آیہ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ

ف ۱ ای داؤد ہرائنہ ہمنے تجھے خلیفہ گردانا زمین مین پس درمیان آدمیونکے حکم ساتھہ حق کے کرنا اور اتباع ہوا کا نکرنا ۱۲ جو بغیر استخلاف پیغمبر کے ہو

النّاس بالحق مذکور ہی اور خلافت من دون اللہ والرسول کا بطلان احادیث صحیحہ
مثل لا ادری ما تحدثون بعدی اور اخبار حوض مین بہی ماثور ہی بلکہ اخبار محوہم خلافت ثلاثہ بہی
قادح اجماع سقیفہ ہین تھے کہ حدیث الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یکون ملک عضوض
نے بہی تیمی وعدوی واموی خلافتون کو بوجہ اونکے متحد النوع ہونیکی بکسر غلط کردیا ہی کیونکہ
خلافت کبہی برحق ہوتی ہین اگر اجماع مؤثر ہوتا تو حدیث مذکور مین مجمع علیہم خلفاء کو ملک کہا نہ
کہا جاتا اس سی ظاہر ہوا کہ اجماعی خلفاء ملک عضوض بہی ہوتے ہین اور واضح رہے کہ ثلثون سنۃ
کے خلافت خلیفۂ بعید کے لئے خلافت نبوی نہین ہوسکتی بلکہ وہ خلیفہ من بعد سے منتسب
ہوگئے چنانچہ امارت فاروق کو خلافت صدیقی وامارت عثمان غنی کو خلافت فاروقی کہین گے
نہ خلافت نبوی پس بتقدیر صحت حدیث کی یہ مدت ثلثون سنۃ کی عہد خلافت باطنی وظاہری خلیفہ
واحد بلافصل جناب امیرؑ سے ہی منطبق ہوتی ہے نہ خلفاء متعدد قریب وبعید سے اور خلافت ثلاثہ
مشخصہ باسمائہم کے لئے شارع نے کہین راشدہ اور خلافت عضوض کے لئے غیر راشدہ
نہین کہا کما مضی وجوہ سابقہ یا بعض اونکے برحق سمجہی جاوین اور اقوی دلائل بطلان سے
علاوہ نصوص شارع کے یہ ہے کہ ملک عضوض امیر معاویہ وغیرہ کی خلافت اوسی
عصابہ صحابہ کے دست وبازو سے قایم ہوئی ہے جن مین اکثر موسسین بنیان سقیفہ
اور ممہدین خلافت خلیفہ جمع تہی مثل عبداللہ بن عمر وانس بن مالک صحابی جلیل القدر

ف۱ وہ خلافتین جو استخلاف الٰہی کے سوا ہین ف۲ ہین نہین جانتا تم لوگ ابوبکر بعد تیرے کیا احداث کروگے ف۳ خلافت بعید سے
تیس برس ہوگی پھر ملوک گزندہ ہونگے ف۴ یعنے جانشینی اور قایمقامی پیغمبر

Presented by: Rana Jabir Abbas
jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

محمد بن مسلمہ وعبداللہ بن سلام واسامہ بن زید وابوہریرہ وعثمان بن طلحہ وابوموسے
اشعری وسعد وقاص وسعید بن زید وعقبہ بن عامر ودیگر اصحاب بدر ورضوان وغیرہم
کے پس یا حدیث ملک عضوض کی غلط ہونی چاہئے یا فعل بیعت اس جماعت اہل الحل
والعقد کا حجت شرعیہ نہوگا اندریصورت ایسے لوگون کی سیرت کا اثر معاملہ بیعت
وخلافت ابی بکر عتیق مین کب قابل سند ہوسکتا ہی جو اپنی دستکاری ودست درازی
ودست بازی کے مقابل حکم پیغمبر کو بھی نہین مانتے تھے فافہم اور صحیح ترمذی سے صاحب
محاضرۃ الاوائل نے ذکر صلح امام حسن با امیر معاویہ کو اس طرح نقل کیا ہی کہ امیر معاویہ نے فرمایا کہ
ماتزلت اطمع فی الخلافۃ منذ قال لی رسول اللہ صلعم یا معاویۃ اذا ملکت فلا
اس روایت سی ظاہر ہوا کہ رسولخدا نے امیر معاویہ کے تملک وملک کی خبر دی تھی اور
اور امیر معاویہ نے اوسکو خلافت کے لفظ سے تعبیر کیا اور خلافت بنابر معنی لغوی کے
بادشاہت کو کہتے ہین تو امیر معاویہ نے بھی اپنی امارت مجمع علیہ صحابہ تابعین کو بادشاہت
ہی سمجھا مگر وہ بمعنے اصطلاحی وعرف خاص کے امارت دینی قرار دی گئی کیونکہ جبر
امارت کو کہ رسولخدا نے تملک فرمایا اوسکو امیر معاویہ نے خلافت دینی قرار دیا پس
یہ حالت خلافت اجماعی کے ہے کہ رسول خدا کچھ ارشاد کرین اور معبرین اخبار اوسکے
معنے بدلکر نئے رنگ سے کچھ اور ہی تعبیر فرماتے ہین با ایں تعبیر وتغیر معنے سلطنت کے لفظ خلافت

ع اپنے مین ہمیشہ خلافت کا اوس وقت سی خواہشمند رہا جب سے کہ رسولخدا نے فرمایا تھا کہ اے معاویہ جس وقت
کہ تو بادشاہ ہووے نکوئی کرنا انتہی ۔

امیر معاویہ اپنے کو سلطان وقت ہی فرماتے رہے دیکھو تاریخ الخلفاء میں ہے اخرج ابن ابی شیبہ فی المصنف عن الشعبی قال دخل شاب[ع۱] من قریش علی معاویۃ فاغلظ له فقال یا امیر اخبی انهاک عن السلطان ان السلطان یغضب الصبی ویاخذ الاسد بکفه یہ خلافت اجماعی مترادف معنے خلافت ملکی دنیوی کے بہروجہ ثابت ہوئی اور فاضل فضل بن روزبہان نے اپنی کتاب مسمی ابطال الباطل میں بجواب مطاعن امیر معاویہ خلیفہ مجمع علیہ مذکور کے لکھا ہے واما معاویۃ فانه کان من ملوک الاسلام والملوک فی اعمالهم لا یخلون عن المطاعن انتہی بقدر الحاجۃ پس جبکہ فاضل منتحل نے باوجود ثابت ہونے بیعت عامہ جماعت امت کے (جن میں صحابہ بدریین اور اصحاب رضوان وسابقین ومہاجرین وانصار شامل بلکہ اعیان معاشر اہل العقد والحل جن میں سے مؤسسین خلافت سقیفہ تھی) اوس خلافت کو بادشاہت اور خلیفہ مجمع کو ملک سے ہی تعبیر فرمایا تو تحقق خلافت اصحاب ثلاثہ اور امیر معاویہ میں کیا ذرہ بھی فرق نہیں رہا اور محدث المتاخرین شاہ عبدالعزیز نے (جنکے لئے آیہ اللہ فی العالمین کا لقب دیا گیا ہے) عقیدہ ششم باب ہفتم کتاب

ع۱ یعنے ایک جوان قریشی امیر معاویہ کے پاس گیا اور اونکو مغلظ بُرا کہا تو معاویہ نے اپنے سطوت وسلطنت سے اوسے

ڈرایا اور فرمایا کہ اے بھتیجے میں تجھے منع کرتا ہوں بادشاہ سے تحقیق بادشاہ مثل صبیان کے بہت جلد غصہ کر بیٹھتا ہے اور

مثل شیر کے پکڑ لیتا ہے انتہی ع۲ یعنے امیر معاویہ بادشاہان اسلام سے تھے اور سلاطین اپنے اعمال میں مطاعن

سے خالی نہیں ہوا کرتے تھے ع۳ بیخ بنانے والے ع۴ خلیفہ بیعت کیا ہوا

کتاب تحفہ مین افادہ فرمایا ہے کہ اہل سنت قاطبۃً اجماع دارند برآنکہ معاویہ بن ابی سفیان
از ابتدای امامت حضرت امیر لغایت تفویض حضرت امام حسن باو از بغاۃ بود کہ اطاعت
امام وقت نداشت وبعد از تفویض امام بدو از ملوک شد انتہے اور یہ اجماع قاطبۂ اہل سنت
کا امیر معاویہ کے ملک ہونے پر بعد متحقق ہوجانے معاویہ کی شرائط خلافت کے کہ اہل
حل وعقد نے اونکی خلافت پر اجماع کرلیا قاطبۃً ہادم اساس سقیفہ ہوکہ اس اجماع قاطبہ سے
ظاہر ہوگیا کہ اہل الحل کا کسی خلیفہ کی خلافت پر اجماع کرنا صحت شرعیہ واسطے صحیح
ہونے اوسکی خلافت کے نہین بلکہ خلیفہ مجمع علیہ بوجہ تسلط وحکمرانی کے قاطبۃً ملک
وبادشاہ دنیا ہی ہوجاتا ہی اور اسپر شاہد یہ ہی کہ شاہ صاحب نے قبل اسکے شروع عقیدہ
ششم مین افادہ فرمایا ہے فرقہ اہلسنت کا امامت بمعنے بادشاہت وریاست
نیز اطلاق کنند اور بجواب مطاعن عمر خطاب کے حکم خلیفہ صاحب کو بحکم سلطانی مخالف
حکم قرانی کے افادہ فرمایا ہے اور حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین متردد ہونا فاروق
اعظم کا اپنی خلافت مین بقولہ أَمَلِكٌ أَنَا أَمْ خَلِيفَةٌ سلمان فارسی سے نقل کیا ہی حالانکہ
خود بدولت باستخلاف اوس خلیفہ مجمع علیہ کے خلیفہ ہوے تھی جنکے خلافت سقیفی
اصل اصول مذہب اہلسنت قرار پائی ہے اور صاحب سقیفہ بھی باہمہ اجماع
صحابہ علی خلافتہ کے بذات خود اپنی خلافت مین متردد تھے اور فرماتے تھے وددت
اِنی کنتُ سألتُ صلعم هَل لِلاَنصارِ فی هذا الامر شئ انتہے کما نقلہ جماہیر العلماء نحو الطبری
والمبرد والجوہری وابن ابی الحدید وابن قتیبہ فی کتاب السیاستہ وابی عبیدہ فی

ع ا یعنے ایا مین ملک ہون یا خلیفہ ع ۲ کاش مین رسول خدا سے پوچھتا کہ خلافت مین انصار کا بھی حق ہی

کتاب الاموال وخثیمہ الاطرابلسی فی فضائل الصحابہ والطبرانی فی المعجم فی الکبیر وغیرہم
فی غیرہا اگر اجماع صحابہ حجت شرعی ہوتا تو خلیفہ کو مرتے وقت اپنی خلافت مین تردد
ہرگز لاحق نہوتا بہر نوع آیات واخبار اور حضرات صحابہ کی سیر وآثار سے خلافت اجماعی
حقیقہ کا شرعًا حجت نہونا بلکہ اوسکا بر باطل ہونا آشکار ہوگیا اور حضرت رسالت نے جس اجماع
کی تعریف خبر لَا یَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی خَطَأٍ مین فرمائی ہے اوس سے یہ اجماع علی الخلافۃ لامحالہ
خارج ہی اسلیے کہ اس مین علانیہ مشابہت اوس عمل واتخاذ کی ہی کہ جسکے عمل پر تہدیدات
جابجا قرآن مین وارد ہین اور وہ عمل جو مشابہ فعل منکر اصحاب کفر کے حکم واثر مین بمالکت تامہ
واقعًا ہووے وہ ضرور نامشروع ہے چہ جائیکہ اوسکو اجماع شرعی مصئون عن الخطأ (باوجود
واقع ہونے بر بنا غلبت کے یعنے ناگہان بلا سوچے سمجھے) اعتقاد کرلیا جاوے اور یہ فائدہ رشیقہ
بطلان خلافت خلیفہ سین ہے چند مکررًا حالی کیا گیا ہے لاکن توفیق معنی اتخاذ مطاع
کفرہ کے ساتھ نصب تقرر خلیفہ کے از سر نو داعی توضیح واضح اور مقتضی تکرار بیان لائح ہے
دیکھو نصب تقرر خلیفہ کا اور اختیار وانتخاب کرنا اوسکا علے الاعلان مشابہ تر اتخاذ واتخاذ
گوسالہ پرستی فرقہ سامری سے ہی اور حضرت رسالت نے فرمایا ہے لتتبعن سنن من کان
قبلکم شبرًا بشبرٍ الحدیث کما فی الجمع بین الصحیحین اور اوقعہ سبحانہ ایس اتخاذ پر تہدید کفر کے
فرماتا ہی کما انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل اور اصحاب جاہلیت جسطرح اپنی قوم
وقبیلہ کے اخیار کو اپنا امیر مقرر کرلیتے تھے اور احبار ورہبان کو مطاع دینی بنالیتے

ع اسمین جمع ہوگی میری امت خطا پر ۲ البتہ البتہ تم اتباع کروگی طریقون کا اون لوگونکی جو تمسے پہلے تھے ۳ ہر آئینہ تمنے اپنی نفسون پر
اخذ کرنمین گوسالہ کے ظلم کیا۔

تھی جسکی خبر آیہ الذین یزعمون انھم امنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک
مین آئی ہی کیونکہ ارباب نفاق اپنے مرافعہ پیش کرنے مین خدا ورسول کو متروک رکھکر
اپنا حاکم کعب بن اشرف یہود کے سرغنہ شخص کو اختیار کیا تہا پس کہا گیا یریدون
ان یتحاکموا الی الطاغوت مین دیکھیے یہان اہل الحل والعقد اصحاب سقیفہ نے بھی
نصوص خلافت رب العزت وحضرت رسالت سے اعتراض کرکے اپنا مطاع اپنی
قوم وقبیلہ سے بنالیا اور نص خلافت سے انکار کیا اور احکام منصوصہ مین سے بعض کو
قسم متشابہات سے گردانا اور بعض کے وارد ہونے سے محض انکار کردیا اور شرائط
قہر واستیلاء کے اس خلافت سقیفی مین واب بمزودی اور شوکت فرعونی سے اخذ
اور اختیار کی گئین ہین کہ مجلس مبائعت مین غلظت وشدت وتشدد وتعدی استعمال
کی گئی حلبئہ سعد بن عبادہ کو درہم وبرہم کردیا گیا اور شور وغل مین غوغائیون کو بھی خجل
کردیا اور اوس مین فطرتی تہذیب اخلاق کو ظاہر فرمادیا کہ سعد کو پائمال بھی کیا اور
اور بجواب شکایت پائمالی کے قتل اللہ سعدا کہدیا اور بنی ہاشم منحرفین خلافت
پر خانہ سوزی اہلبیت کا زور ڈالا اور اس پائمالی اور زور وداب ڈالنے کا نام اتفاق
امت اور اجماع رعایا بر خلافت تجویز کرلیا پس یہ زور وزبردستی کا اتفاق اور وہ بھی
شاذ اور ہم شکل عمل اشرار وفعل کفار کیونکر تحت مین حدیث لا یجتمع امتی علی خطاء

۱؎ ایا نہین دیکھا تو نے طرف اونکی جو زعم کرتے ہین کہ ہم ایمان لائے ساتھہ اوس چیز کے جو پیغمبر پر نازل ہوئی اور اوسپر
جو پہلے نازل ہوچکی وہ ارادہ کرتے ہین کہ اپنا حاکم طاغوت کو قرار دین اور مرافعہ اوسکے سامنے لیجاوین ۔

کے آسکتا ہی اور اس اجماع مین شدت شباہت بعمل فرقہ سامری کے یہ ہوئی کہ جس طرح
اونہون نے ہارون خلیفہ موسی کو مستضعف کردیا اونہین کی تتبع اور قدم بقدم یہان
بہی جناب امیر کو مجبور کرلیا اسطرح یہ اجماع مصداق مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ کی ہوگا
جسکی تصدیق احادیث انتم اشبہ الامم بنی اسرائیل سے بخوبی ہوتی ہی
الثانی دریافت ہونے انواع واقسام خلافت کے وعلاوہ دیگر آیات کثیرہ منصوص الخلافۃ
الحقہ الدینیہ من حضرت النبوبہ ومحتوی خلافۃ الخصوص کے حال ہر دو خلافۃ
من عنداللہ ومن عند الناس مابعد النبی صلعم کا دو تا آیت مذکور الصدر سے (جو وہ آیہ
وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ
اور آیہ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ
پین واضح ہوگیا کہ اس امت مین بہی بمشابہت خلافت ہائے امت موسوی کے یہہ دونون
خلافتین واقع ہوئین بنی اسرائیل مین خلافت خود اختیاری کے بارہ مین آیہ بئسما
خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم آیا ہے یہان بقولہ فہل عسیتم سے اوس خلافت
خود اختیاری کو مبین فرمایا ہی وہان پر تعیین زمانہ خلافت کو بلفظ من بعدی سے تعبیر کیا
اور یہان لفظ عسیتم سے اور وہان تعریف خلافت مین لفظ بئسما آیا ہے اور یہان
تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ الخ صاف فرمایا ہے جو مقابل بئسما سے

۱؎ جو شخص کسی قوم کی مشابہت اپنے طرز وانداز مین اختیار کرے پس وہ اوسی قوم سے ہے

۲؎ ترجمہ آیہ نمبر ۲ کا صفحہ ۳۸۰ مین اور نمبر ۳ کا صفحہ ۳۸۷ مین و نمبر ۴ کا صفحہ ۳۹۴ مین گذرا

اس مین زیادہ توضیح ہی غرض کہ خلافت خود اختیاری واجماع الناسی مین فساد فی الارض وقطع ارحام کو صاف لفظون مین ارشاد کیا ہی جسکی صراحت محتاج بیان نہین ہے اور حال خلافت من عند اللہی زمانہ امت موسوی کے قول حضرت ہارون ان القوم استضعفونی وکادوا ان یقتلونی مین مذکور ہے جو مخبر اونکے عدم تصرف کا ہی اور یہان اوس عدم تصرف کو بلفظ یرتہا کے انتباہ فرمادیا ہی کما قلت انفا اور وہان خلیفہ کے تعیین بقولہ قال موسی لاخیہ ہارون اخلفنی فی قومی کے فرمائی ہی اور یہان عبادی الصالحون ارشاد فرمایا ہی اور مصدق اور مشید اس توفیق خلافتہاے نبی اسرائیل اور اس امت مرحومہ کے آیات کثیرہ اور اخبار خطیرہ ہین مشابہت رسالت مین آیہ وآرسلنا الیکم رسولا کما ارسلنا الی فرعون رسولا ہے اور مشابہت خلیفہ برحق مین حدیث منزلت مشہور ہی اور مشابہت خلافت باطلہ مین آیہ بئسما کافی ہے اور مشابہت باہمی ہر دو امت مین آیہ امریدون ان تسئلوا رسولکم کما سئل موسی من قبل اور اخبار انتم اشبہ الامم سمتا یعنی اسرائیل وارد ہین از انجملہ حدیث صحیح ترمذی ہی کہ جو جامع الاصول کی کتاب الفتن مین مذکور ہے کہ قال رسول اللہ لیاتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی امہ علانیۃ لیکونن فی امتی من یصنع ذلک الحدیث اور حدیث

ع۱ تحقیق قوم نے مجھے ضعیف کردیا اور قریب ہی کہ وہ مجھ قتل کردین ع۲ بھیجا ہمنے تمہاری طرف رسول کو جیسا کہ بھیجا ہمنے رسول کو طرف فرعون کے ع۳ یا ارادہ رکھتے ہو یہ کہ سوال کرو تم اپنے نبی صلعم سے جیسا کہ سوال کیا گیا موسی پیغمبر قبل تمہارے ع۴ یعنی فرمایا پیغمبر خدا نے کہ میری امت پر وہ آتا ہی کہ جو بنی اسرائیل مین گذرا مطابق نعل کے نعل سے یہانتک کہ اگر بنی اسرائیل مین سے کوئی شخص اپنی ماں سے علانیہ مرتکب زنا ہوا ہے البتہ میری امت مین بھی ہوگا کوئی ایسا ہی کریگا

انتم اشبه الامم بنی اسرآئیل لتر کبن طریقتہم حذو النعل والقذۃ غیر انی لا ادری اتعبدون العجل ام لا کما فی تفسیر الکشاف اور حدیث لتتبعن سنن من کان قبلکم شبرا بشبر وذراعا بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب لتتبعوھم الحدیث کما فی الجمع بین الصحیحین من مسند ابی سعید الخدری اور حدیث لترکبن سنن من کان قبلکم حذو النعل بالنعل والقذۃ بالقذۃ کما فی النہایۃ لابن اثیر اس مطابقت بین آیت بئسما خلفتمونی وآیت فھل عسیتم ان تولیتم کے مصدق ومفسر واقع ہین پس امر بیعت بھی چونکہ نفس خلافت کے تابع ہے لہذا جس نوع کی خلافت ہوگی بیعت کا بھی وہی حکم ہے اگر خلافت دینوی ہے تو بیعت بھی تحقیقاً علی السلطنۃ ہوگی اگرچہ معاہدہ بیعت علی الخلافۃ الدینیہ ہووے اسلیے کہ امر واقع کو فرض فارض اصل ماہیت سے کہین منقلب نہین کرسکتا ورنہ امیر معاویہ کی خلافت برطبق معاہدۂ بیعت علی الخلافۃ الحقہ بغاوت وطغیان وسلطنت سے شمار نکیجاتی اور اگر خلافت دینیہ ہے تو بیعت مکرہین سے وہ خلافت دنیویہ اور خلافۃ باطلہ نہین سمجھی جاسکتی ہے یہان پر بضرورت مقام انواع واقسام بیعت کو بھی لکھا جاتا ہی کہ جواب معترض مین اصل مرام ودخل تام ہے

بیعت لغۃ تین بمعنی عہد لسبتن کے ہے جس سے معلوم ہوا کہ بیعت ایک معاہدہ ہے جو اطاعت اور موافقت وعدم منازعت مین کیا جاتا کسی مطاع یا متملک یا

---

۱۲ لغاتیہ کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ تم زیادہ مشابہ ہو اشکل سے رستہ چلنے مین ساتھ بنی اسرائیل کے البتہ البتہ اونکی ہی طریقہ پر رکوب کرنیوالی ہو برابر جوتی کے تلوے کے اور تیر کے سوائے اسکے کہ مین نہین جانتا ہون کہ آیا تم گوسالہ کے عبادت کروگی یا نہین اور فرمایا البتہ البتہ اتباع کروگی اپنی پہلے لوگونکی سنتون کا بالشت بالشت اور ذراع بذراع یہانتک کہ اگر وہ سوسمار کی بھٹ مین داخل ہوئے

ملک سی امور ملکی مین مرسوم تہا اور وہ عہد رسالت مین بہی بغرض تشئید نظم شریعت و
غلبہ اسلام واشاعت دین مبین کے ثابت ہے چنانچہ ایام جہاد مین تابعین اسلام سی معاہدہ
جانبازی لیا جاتا تہا چنانچہ آیہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ مین مذکور ہے
جو بیعت تحت الشجرۃ مین نازل ہوا ہی صحیح مسلم مین جابر انصاری رضہ سے مروی ہے
کہ بائعناہ علی ان لا نفر اور سلمہ صحابی سے منقول ہی انہم بایعوہ یوم مئذ علی الموت
اور ابن عمر اور عبادہ بن الصامت سے ماثور ہے بائعنا علی السمع والطاعۃ وان لا
ننازع اہلہ اور نواوی نے شرح مسلم مین ابن عمر سے نقل کیا ہی کہ البیعۃ علی الصبر
اور اوسکے معنی مین لکہا ہی کہ قال العلماء ہذہ الروایۃ تجمع المعانی کلہا وتبین
المقصود کل الروایات فالبیعۃ علی ان لا نفر معناہ الصبر حتی نظفر بعدو نا
او نقتل وہو معنی البیعۃ علی الموت ای نصبر وان ال بناء ذلک الی الموت لان
الموت مقصود فی نفسہ وکذا البیعۃ علی الجہاد ای والصبر فیہ واللہ اعلم و
کان فی اول الاسلام یجب علی العشرۃ من المسلمین ان یصبروا لمائۃ من الکفار

ف ای تحقیق وہ لوگ کہ جنہون نے تجسے بیعت ای پیغمبر کی ہی سوا اسکے نہین کہ اون لوگون نے خدا سے بیعت کی ہی (اونکی نکث ونقض بیعت
پر فانما ینکث علی نفسہ صادق آویگا وہ اس معاہدہ کو آسان نہ سمجہہ لین) ف ملخص مرویات وعبارات کا تعریف بیعت مین یہ ہی کہ ہمنے رسولخدا
صلعم سے اسپر بیعت کی کہ ہم جہاد مین فرار نہ کرینگے اور یہ کہ اونہون نے رسولخدا سے آجکے دن یعنے یوم حدیبیہ مرجانے پر بیعت کی اور یہ
کہ ہمنے سمع اور طاعت پر بیعت کی اور یہ کہ صاحبان حق سے یعنی مستحقین خلافت سی نزاع نکرینگے اور یہ کہ بیعت نام معاہدہ
صبر قرار کا ہے اور علما نے فرمایا ہے کہ یہ روایت البیعۃ علی الصبر کے جامع معانی جملہ مرویات کے ہے اسلیے کہ بیعت عدم
فرار سے مقصود صبر وثبات جہاد مین ہے یہانتک کہ دشمن پر ظفریاب ہون یا خود قتل ہوجاوین اور بیعت علی الموت
کے معنی بہی صبر وثبات کے ہی ہین اور ایسے ہی بیعت علی الجہاد مین بہی صبر وثبات کارزار مین مقصود ہے اور
صدر اسلام مین دس مسلمانون پر صبر وثبات بمقابلہ ایک سو کافرون کے واجب ہوتا تہا کہ نہ بہاگین اور ایکسو
مسلمانون پر بمقابلہ ایکہزار کفار کے صبر وثبات واجب تہا پہر یہ حکم منسوخ ہوا اور صبر کرنا بمقابلہ اثنین کے واجب رہا انتہی

ولا یفرد امنهم وعلی المائۃ بالصبر لا یفر کافر اثم لنسخ ذلک وصار الواجب مصابرۃ المثلین
اور ان تمام مرویات صحابہ اور افادات علماے عامہ سے ثابت ومتحقق ہوا کہ صدر اسلام مے
بیعت جہاد مین لیجاتی تہی خواہ اوس بیعت مین لفظ سمع وطاعۃ کہا جاتا ہو یا لفظ علی ان
لا نفر باعلی الصبر وغیرہ اور ماحصل بیعت کا جانبازی کرنا تہا اور مقصود بیعت سے بیع کرنا
اپنے نفس کا اور عبد اور غلام ہوجانا من کہ المبیعۃ کا (یعنے جسکی بیعت کیجاوی) نہین
سمجہا جاتا تہا جیسا کہ سنقریب معلوم ہوگا کہ عہد خلافت نبی امیہ مین یہ معاہدہ بیعت معاہدہ
عبدیت قرار دیدیا گیا تہا حالانکہ مرد مسلم در زمان اسلام کسیطرح غلام نہین ہوسکتا
پھر کہجے یہ معاہدہ کسی منصب نبوت یا عہدہ امامت رب لعزت کا متحقق کرنے والا نہین تہا
بلکہ غرض وغایت اس معاہدہ اطاعت اور بیعت سے اتفاق اہل اسلام کا شوکت
وترقی وشیوع دین مبین کے لئے تہا ائمہ معصومین علیہم السلام نے بہی جو مومنین
وعامہ مسلمین سے بیعت لینی اختیار فرمائی ہی غرض وغایت اوس سے اونکو متقرر کرنا
اپنی امامت کا نہین تہا بلکہ مقصود اتفاق مومنین سے تشیید نظم خلافت وترقی
دین وغلبہ ایمان مدنظر رہا ہے اور اسی لئے اس معاہدہ بیعت کا شرف اسلام مین
قرآن سے ثابت ہی اور نکث بیعت بقولہ تعالی ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ
کے اشنع شائع تہا مگر ناکثین وفارین نے اوس شرف کو ایسا عوض بازار اہل کساد
اور دستمال اصحاب فتنہ وفساد کردیا کہ ہر متغلب وطاغی ومتمرد وباغی اور ہر ظالم وفاسق
وہر مفسد وقاطع الارحام ومنافق کی بیعت علی الخلافۃ الحقہ بالسمع والطاعۃ وبالطوع

والرغبۃ شرعاً بلکہ بشریعت نفسانی جائیز گردانی اور اوس متغلب باغی کا امام صدق وخلیفہ برحق ہونا داخل شریعت غرا کرلیا حالانکہ کتاب شرح مواقف مین مذکور ہے کہ اِنَّ الْبَیْعَۃَ لَیْسَتْ عِنْدَنَا مُثْبِتَۃً لِلْاِمَامَۃِ حَقًّا بَلْ تَمَامُ مَا ذَکَرْتُمْ بَلْ ھِیَ عَلَامَۃٌ مُظْھِرَۃٌ لَھَا کَالْاَفْیَسْتِ وَالْاِجْمَاعَاتِ اور عنقریب معلوم ہوگا کہ بیعت کا اثر حقیقت خلافت مین بوجب تشبیہ اقسام بیعت کے مثل قیاس واجماع کے بھی نہین نہ بیعت قوام امامت وخلافت حقہ دینیہ سے ہی کیونکہ تحقق امامت کا من عند اللہ ہوتا ہی خواہ بیعت عام یا خاص گروہ انام کے واقع ہو یا نہ وبھر نوع عہد رسالت مین مومنین خالصین وسلمین موقنین بیعت بطوع رغبت پیغمبر خدا صلعم سے کرکے حق معاہدہ ادا فرماتے تھے اور گروہ منافقین وندبذین وسولفۃ القلوب لطمع اموال غنائم وحصول منافع وظہور بشارتہائے ملکی وحرص تصرفات امارت کے ونیز بخوف قتل کے اختیار کیا کرتے تھے جب اسلام مین زمان فتن وملاحم کا بدستیاری اصحاب ضغائن کے دوران ہوا جسکی خبر مخبر صادق حضرت ختمی نبوت نے حذیفہ یمان کو دی تھی کہ تکون بعدی ائمۃ لایھتدون بھدای ولایستنون بسنتی وسیقوم فیھم رجال قلوبھم قلوب الشیاطین فی جثمان انس قال (حذیفہ) قلت کیف اصنع یارسول اللہ ان ادرکت ذلک قال صلعم تسمع وتطیع وان ضرب ظھرک واخذ مالک فاسمع واطع کما فی الصحیح لمسلم

۱؎ یعنے بیعت تردہم اہلسنت کے ثابت کرنیوالی خلافت وامامت کی نہین ہی یہانتک کہ اعتراض تمہارا پورا ہوسکے بلکہ بیعت ایک ظاہر علامت خلافت کی ہے مثل قیاسات اور اجماعات کی انتہی ۱۲ ۲؎ یعنے فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ میرے بعد ائمہ ہونگے وہ میری ہدایت کی موافق ہدایت یافتہ نہونگے اور میرے طریقہ پر نہ چلینگے اور ۱۲ منہ

۳؎ پیٹھ مضروب ہو اور مال تیرا لیلیا جاوی پس تسمع وطاعت بسر کر انتہی

اس حدیث سی جواز بیعت امراے جور کا علے السمع والطاعۃ ثابت ہوا اور حدیث ابن عباس
مین رسولخدا صلعم سے بجاے لفظ ائمہ کے لفظ امیر وسلطان ماثور ہے جیساکہ صحیح مسلم مین
مذکور ہی قال قال صلعم من کرہ من امیرہ شیأ فلیصبر علیہ فانہ لیس احد من الناس یخرج
من السلطان شبرا فمات علیہ الا مات میتۃ جاھلیۃ پس اوس تغیر دوران
سے شان مطاع کی بوجہ تسلط اصحاب ضغائن کے بدل گئی کہ بجاے مطاع حق کے
مطاع باطل وجائر ہوگئی جنکے بدن مین قلوب شیاطین ثابت ہوے تو شان اوس معاہدہ
بیعت کی حسب حال زمانہ کے منعکس ہوگئی کہ مومنین موقنین بیعت مطاع متغلب
ومتملک کے بخوف قتل وحرق بیوت کے اور منافقین ومولفۃ القلوب بامید منافع
وظہور ملۃ واحدہ کے بخوشی ورضا بیعت کرنے لگے پس تغیر حیثیات پر بیعت کی بھی چند
قسمین ہوگئین اول بیعت صادقہ مومنین صالحین کی ہے خلافت حقہ پر جسکی صراحت
محتاج بیان نہین ہی دوسرے بیعت مکرہہ منافقین یا طلقاء کی ہے خلافت محققہ اہل اسلام
پر جیساکہ حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین ذکر خلافت اخبار میر مین نقل کیا ہی کہ ان طلحۃ
والزبیر بایعا کارھین غیر طائعین خرجا الی مکۃ اور یہ دونون صحابی از جملہ
اصحابی کالنجوم علی زعمہم تھی جنکے اقتدا مین انکو ہدایت پانی ہی فاحفظ تیسری بیعت

۱؎ یعنے فرمایا کہ جو شخص کراہت پاوے کسی چیز مین اپنے امیر سے پس چاہیے کہ اوس امر مکروہ پر صبر کرے پس نہین ہے
کہ کوئی آدمیون مین نہین ہی کہ جو ایک بالشت اطاعت سلطان سے باہر جاوے اور وہ اوسی حال مین مرجاوے مگر یہ کہ موت جاہلیت مین مرا

۲؎ یعنے طلحہ وزبیر مبشرین بالجنۃ نے بیعت بکراہت وبلا رغبت کی تھی پہر وہ دونون مکہ کی طرف چلے گئے بارادہ خروج کے

مکرہہ مومنین خلافت باطلہ پر مثل بیعت بزمان الف شہر کے جو عامۃ الناس نے امرائی بنی امیہ
و بعد ازان خلفاے بنی عباس کے بکراہت قلبی اور خواص نے گروہ اہل دیانت سے
بخوف قتل و نہیب کے اختیار کی تھی چنانچہ سلف صالحین اور ائمہ اہل سنت کی بیعت
منصور و وانق کی خلافت پر بر بنا قہر خلیفہ کی تاریخ الخلفا مین اسطرح مذکور ہوا اذی
المنصور خلقا من العلماء ممن خرج معهما (ای مع محمد و ابراهیم ابنی عبد الله
بن الحسن بن الامام الحسن علیه السلام) او امر بالخروج قتلا و ضربا و غیر ذلك
منهم ابو حنیفة و عبد الحمید بن جعفر و ابن عجلان و ممن افتی بجواز الخروج
مع محمد علی المنصور مالك بن انس و قیل له ان فی اعناقنا بیعة للمنصور فقال
انما بایعتم مکرهین و لیس علی المکرهین یمین **چوتھی** بیعت بالرضا خلافت باطلہ
پر جیساکہ نواصب شام امرا بنی امیہ کے کیا کئے **پانچوین** بیعت علی الضلالۃ والبلاء
ہے جیساکہ بقایاے صحابہ و صلحاے عصابہ اہل مدینہ طیبہ نے امیر معاویہ و یزید بن معاویہ
کی اختیار فرمائی تھی چنانچہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین بروایت ابن عیینہ
نقل کیا ہے قال قال ابن عمر حین بویع یزید انکان خیرا رضینا و انکان بلاء صبرنا

ترجمہ ملخص یہ ہے کہ منصور عباسی خلیفہ نے ایک مخلوق کو گروہ علما سے ایذا پہونچائی قتل کرنے اور زدوکوب غیرہ فرمانے سے
اون لوگونکو کہ جنہون نے محمد کی ہمراہی مین منصور پر خروج کیا تہا یا حکم خروج کا دیا تہا اونمین ابو حنیفہ اور عبد الحمید و ابن عجلان تہے
اور اون لوگونمین جنہون نے خروج کا فتوی بہراہی محمد کے منصور پر دیا تہا مالک ابن انس ہین امام مالک سے کہا گیا کہ ہماری گردنون مین
منصور کی بیعت ہے امام مالک نے فرمایا کہ تمہین نیست کہ تمنے منصور کی بیعت باکراہ کی ہے اور مکرہ پر یمین نہین ہے انتہے
یعنے ابن عمر نے وقت بیعت یزید کے فرمایا کہ اگر یہ بیعت بخیر ہے تو ہم راضی ہو گئے اور اگر یہ بلا ہووے گی تو ہمنے صبر کیا انتہے

اس روایت سے جواز بیعت علی البلاء بنا بر سیرت صحابی جلیل ابن عمر کے ثابت ہوگیا
اور امام بخاری نے تاریخ صغیر مین وہب بن کیسان مولی الزبیر سے نقل کیا ہے
انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول قدم بسر ارطاۃ المدینۃ زمان معاویۃ فقال لا
ابایع رجلا من بنی سلمۃ حتی یاتی جابر فاتیت ام سلمۃ بنت ابی امیۃ زوج
النبی ص فقالت بایع فقد امرت عبد اللہ بن ربیعۃ ابر اخی ان یبایع علی ذمتہ و
مالہ وانا اعلم انہا بیعۃ ضلالۃ **چھٹی** بیعت مافوق الضلالۃ والبلاء بدرجۂ
قصوی ہے جو صحابہ کالنجوم کے آثار و سیر سے بزمان یزید بن معاویہ و عبد الملک
کے ثابت ہوئی ہے چنانچہ ابن ابی الحدید نے پندرہوین جلد شرح نہج البلاغۃ مین
مین اوسکو نقل کیا ہے کہ کانت بنو امیۃ تختم فی اعناق المسلمین کما یوسم الخیل علی
الاستعبادھم وبایع مسلم بن عقبۃ اھل المدینۃ کافۃ وفیہا بقایا الصحابہ واولادھا و
صلحاء التابعین علی ان کلا منھم عبد قن لامیر المومنین یزید بن معاویۃ الا علی بن الحسین
فانہ بایعہ علی انہ اخوہ وابن عمہ قال وتقشوا کف المسلمین علامۃ لاسترقاقہم کما یصنع
بالعلوج من الروم والحبشۃ اور تاریخ الخلفا مین منقول ہے وفی سنۃ اربع وسبعین

عدا یعنے جابر انصاری صحابی سے سنا کہ فرماتے تھے کہ بسر بن ارطاۃ زمانہ خلافت امیر معاویہ مین داخل مدینہ طیبہ ہوا بیعت لینے کی غرض سے
اور کہا کہ مین کسی شخص قبیلہ بنی سلمہ سے بیعت نہ لونگا جبتک کہ جابر انصاری بیعت کرلے نہ اوی جابر فرماتے ہین کہ مین خدمت
ام المومنین ام سلمہ کے حاضر ہوا اونہون نے فرمایا کہ اسے جابر بیعت کرلے مین نے اپنے بھتیجے عبد اللہ کو بھی اجازت دیدی ہے کہ
بشرط حفظ جان و مال کے بیعت کرلینا کہ یہ فعل بیعت کا بیعت ضلالت ہو انتہے ۲ یعنے بنی امیہ مسلمانون کی گردنون پر مہر یا
داغ غلامی کی لگاتے تھے جیسے گھوڑون پر علامت کے داغ دیا کرتے ہین اور مسلم بن عقبہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت اہل مدینہ سے
جنمین باقیماندگان صحابہ اور صلحاے تابعین تھے عبدیت کی لی اس بنا پر کہ سب بیعت کرنیوالے غلام پیدا کیے ہین اور امام زین العابدین نے
بیعت صرف اخوۃ پر فرمائی کہ یزید میرا بھائی چچا کا بیٹا ہے مین اوس سے مخالفت نکرونگا اور راوی نے کہا ہے کہ باقی لوگون کی ہتھیلیون پر
داغ غلامی لگا دیگئے تھے جیسے کہ داغ غلامی کی ہندیان روم و حبشہ کے ہاتھون پر لگائے جاتے ہین ۱۲ منہ حجاج سنہ ۷۳ مین

سار الحجاج بن یوسف الی المدینۃ واخذ یعنّت اھلھا ویستخف ببقایا من فیھا
من صحابۃ رسول اللہ صلعم وختم فی اعناقھم وایدیھم یذلّلھم کانس وجاء
وسھل بن سعد انمق اور مختصراً اس قصہ کو صاحب حبیب السیر نے بھی لکھا ہی۔
ساتوین بیعت علی السلطنۃ ہے جیسا کہ حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین مستعین باللہ
بن متوکل عباسی کی خلافت پر بیعت علی السلطنۃ کو صاف الفاظ مین بدین عبارت
نقل کیا ہی کہ بویع المعتز بالسلطنۃ مضافۃ للخلافۃ وذلک فی المحرّم سنۃ خمس
عشرۃ اور یہ بیعت ارباب حل واہل العقد واصحاب کلام وولاۃ الامور الحکام وصاحبان
مناصب احکام اور حملۃ العلم والاعلام وحماۃ السیوف والاقلام وخواص الائمہ وعامۃ
الامّۃ نے بالاتفاق کی تھی۔ یہان سے دو امر محتج بہ ثابت ہوئی ایک بیعت کرلینا اہل الحل
والعقد کا اور معاہد اطاعت اختیار کرنا کسی مطاع کے سلطنت پر جو یہ بیعت علاوہ
بیعت حقہ علی الخلافۃ الدینیۃ الحقہ کے ہے اور یہی مطلوب ہے ورنہ اس بیعت کے ساتھہ
ضرورت اضافہ بیعت علی الخلافۃ کے (جسکو مفید خلافت دینی مین سمجھا گیا ہی) ہرگز
نہوتے لہذا یہ بیعت علی السلطنۃ مغائر اوسکے ظاہر ہوئے دوسری یہ کہ جسجگہ محض
بیعت واحدہ للخلافۃ ہوئے تو لفظ خلافت چونکہ بمعنے لغوی واصطلاحی کے

(بدین معنے کہ خلافت لغت مین سلطنت دنیوی اور اصطلاح مین امامت دینی کو کہتے ہین)

مین داخل مدینہ ہوا اور اہل مدینہ کو گنہگار و نافرمان بردار عبد الملک کا قرار دیا اور باقی ماندگان کا صحابہ سول
سے استخفاف کیا اور اونکی گردنون پر اور ہاتھون پر مہرین لگائین کہ وہ ذلیل ہوئے انتہی ۱۲ یعنے خلیفہ بیعت کیا
گیا سلطنت پر باضافہ بیعت خلافت کے اور وہ بیعت علی السلطنۃ والخلافۃ محرم ۷۵ھ مین واقع ہوئی انتہی

مشترک ہی اور اطاعت ہر مطاع برحق و ناحق کی ضرورۃً واجب ہے اور معاہدہ نیتّ پر
اہل سنّت کی موقوف ہے تو ایسی بیعت کسی طرح مُثبتِ خلافت حقہ دینیہ کسی تملک و تغلب
کے لئے نہین ہوسکتی اور یہ ہی جواب ہین ایراد عامہ کے بس کافی ہے اسلئے کہ ممکن ہے
بلکہ مظنون ہے بلکہ تیقن ہے کہ اون مبایعین نے (جنہون نے مبیعین کو ظالم و جائر
بارہا اپنے کلام مین بیان کیا ہے) بیعت اونکی للخلافۃ بمعنے لغوی سلطنت کی اپنے
نیت مین کی ہو و سفلا مجۃ لہم فافہم اور مؤکد اور مؤکد اس بیعت علی السلطنۃ مین

باب وجوب اطاعت الامراء فی غیر معصیتہ ہی جو صحیح مسلم وغیرہ مین مذکور ہے چنانچہ
امام نووی نے شرح مسلم کی حدیث عن عبادۃ قال بایعنا رسول اللہ صلعم علی السمع
والطاعۃ مین افادہ فرمایا ہے کہ قولہ بایعنا علی السمع المراد بالمبایعۃ المعاھدۃ
وھی ماخوذۃ من البیع لان کل واحد من المتبایعین کان یمدّ یدہ الی صاحبہ
وکذا ھذہ البیعۃ تکون باخذ الکف اور قبل اسکے اپنی شرح مین رقم فرماتے ہین
ومعنی الحدیث لا تنازعوا ولاۃ الامور فی ولایتہم ولا تعرضوا علیہم الی ان افاد
جمع اھل السنۃ انہ لا ینعزل السلطان بالفسق ثم قال قال القاضی عیاض
اجمع العلماء علی ان الامامۃ لا تنعقد لکافر وقال بعض البصریین تنعقد وتستدام

مراد مبعیت سی معاہدہ ہی اور یہ ماخوذ ہے بیع سے اسلئے کہ ہر ایک بائع و مشتری ہاتھ اپنا دراز کرتا ہے معاطہ بیع
مین لین دین کے لئے اپنے صاحب کی طرف کو اسی طور پر مبعیت ہوتی ہے ہاتھ پکڑنے سے ۲ اجماع کیا
اہلسنت نے یہ کہ سلطان بوجہ فسق کے معزول نہین ہوتا اور قاضی عیاض نے فرمایا کہ اجماع کیا ہے علماء نے اسپر کہ
امامت کافر کی منعقد نہین ہوتی اور فرمایا بعض علماء بصرہ نے کہ کافر کیلئے امامت منعقد ہوتی ہے اور وہ اوسکے لئے مستمر ہوگی

انتہی ملخصاً بقدر الحاجۃ ان افادات سے واضح ہوا کہ حقیقت معاہدہ بیعت کی محض اطاعت
ہی جو بوجہ مماثلت معاملہ بیع کے نام اسکا بیعت ہوا نہ یہ کہ اصل بیع ہووے اور یہ کہ بیعت امراء
اور سلاطین کے بھی عندہم جائز ہے اور یہ کہ نزاع کرنا ملوک امراء سے ناجائز ہی اور یہ
کہ امام منعقد لہ الامامۃ کا کفر وفسق عندہم مانع امامت وسلطنت کے نہیں پس یہ حال بیعت
اور اہل بیعت کا ہی ایسی حالت مین اگر کوئی مجبور کسی متغلب کی بیعت اوسکو کافر یقین کرکے جبراً
اختیار فرمائی اوس مبیع کا کفر اور فسق اوسکی بیعت سے کسطرح زائل ہوسکتا ہی **آٹھوین** بیعت
فضولی ہے کہ جو اہل الحل والعقد صلحا وفقہا واہل فتیا وقضاۃ وحماۃ وائمہ وشیوخ
وحفاظ اہل سنت والجماعۃ قبل از وقت بلا تحقق شرائط متخذہ للخلیفہ کے کسی حمایتی کی
بیعت کرلین جیسا کہ امیر معاویہ کے قبل از سال جماعت کے قصہ حکمین پر بیعت کرلی گئی
سیوطی نے کلام ابن حجر عسقلانی سے ذکر ائمہ اثنا عشر مین اپنی کتاب تاریخ الخلفاء کے
صدر مین نقل کیا ہے والذی اجتمعوا علیہ الخلفاء الثلاثۃ ثم علی الی ان وقع امر
الحکمین فی صفین فتسمی معاویۃ یومئذ بالخلافۃ ثم اجتمعوا علیہ عند صلح
الحسن الخ اس سے ظاہر ہوا کہ معاویہ کی خلافۃ پر واقعہ حکمین کی وجہ سے اتفاق
واجتماع ہوا جو معاویہ کو اوس وقت مین خلیفہ کہا گیا ورنہ کوئی خلیفۂ مستخلف بانی خلافت
معاویہ نہین تھا جسکے عہد پر وہ خلیفہ کہا جاتا لہذا یہ بیعت فضولی تھی کہ تحقق شرائط
خلافت پر تحقق اوسکا موقوف رہا جو عندہم سال جماعت مین وہ شرائط بہم پہونچے

ع۱ اور وہ لوگ جنکی خلافت پر اجماع ہوا خلفاء ثلاثہ اور علی مین رضی حکمین تک پس معاویہ اسکی دن نامزد بخلافت ہوا پھر صلح امام حسن پر اجماع اوسکی خلافت پر ہوا

اوسوقت سے بنابر قاعدہ متخذہ البتہ خلیفہ مستقل سمجھا گیا اور خلافت عبدالملک
یمین اقادہ فرمایا ہے بوئع لعبد من ابیہ فی خلافۃ ابن الزبیر فلم تصح خلافتہ
الی ان قُتِلَ ابن الزبیر فصحت خلافتہ من یومئذ اس عبارت سے واضح ہوا کہ استخلاف
کسی خلیفہ ماضی مستخلف سے کوئی خلیفہ نہین ہوا کرتا تا وقتیکہ خلیفہ زمان کو قتل نکرے
اوسکے قتل کرنے پر مقتول کا قایم مقام ووارث ہوتا ہی دینی وراثت خلاف شریعت
ہو اور اگر بیعت سقیفہ کو بھی عینک انصاف سے دیکھا جاوے جیساکہ فخر رازی اور ابن تیمیہ نے
دیکھا اور اعتراف کیا نہایۃ العقول اور منہاج السنۃ مین کہ سعد بن عبادہ کی بیعت نکرنے
پر شیخین کی خلافت پر اجماع کل فی الکل نہین ہوا بلکہ خلافت عثمان ہستند فی الاجماع ہے
تو فعل بیعت سقیفہ کا ضرور عقد فضولی ہوا اور وہ رضاے سعد بن عبادہ پر موقوف رہا
تھا جو وہ رضا حاصل نہوئی تو بیعت بھی فضول گی اور خلافت بھی کما قال ابن تیمیہ
وقد علم بالتواتر ان المسلمین اتفقوا علی مبایعۃ عثمان لم یتخلف عن بیعتہ احد مع
ان بیعۃ الصدیق تخلف عنہا سعد بن عبادہ ومات ولم یبایعہ وما بایع عمر ومات
فی خلافۃ عمر اور امامہم رازی نے بھی اجماع بیعت عثمان سے بقولہ لانزاع فی ذلک
لکنہ ارتفع ذلک النزاع عند موت سعد بن عبادہ ونحن نتمسک بہذا الاجماع
بھر نوع عقد بیعت سقیفہ کو انہون نے فضول جانا نوین - بیعت فلتت ہی

بدا بیعت کیا گیا عبدالملک بنابر خلیفہ کرنے مروان کے زمانہ خلافت ابن زبیر مین پس خلافت صحیح نہوئی یہانتک کہ ابن زبیر قتل کیا گیا
پس اسوقت مین خلافت اوسکی صحیح ہوگئی ۱۲ ہر آنکہ جانا گیا تواتر سے کہ مسلمین نے اتفاق کیا بیعت عثمان پر کہ ایک نے بھی اختلاف
بیعت سے نہین کیا باوجود اسکے کہ بیعت صدیق سے سعد بن عبادہ نے اختلاف کیا اور بیعت نہ کی یہانتک کہ خلافت عمر
مین مرگئے ۱۳ مرتفع ہوا نزاع خلافت کا سعد بن عبادہ کے مرنے پر اور ہم اسے اجماع سے تمسک کرتے ہین -

جس مین اکثر اقسام بیعت ہاے مذکورہ شامل ہین جو بلا اتقان و بلا حکم شرعی کے محض نادیدہ مصلحتون پر واقع ہوتی ہے جن مصلحتون کو خود اہل الحل سواے فلتت کھنے کے نہین بیان کر سکے کما فی حدیث الفلتت لعمر اور تیرہ سو برس تک معتقدین وہ مصلحتین اپنے طبائع نقادہ سے محک امتحان پر پیش کرتے ہین اسی لئے نام اوس معاہدہ کا بھی نہین لکھا گیا کہ یہ بیعت کونسی خلافت کو ثابت کرنے والی ہو سکتی ہے اس تیرہ سو برس کے وجوہ فلتت تو بہت ہین کہان تک ضبط تحریر ہو سکتی ہین مگر اواخر زمان محدثین کے مصلحت جو متاخر المحدثین و المتکلمین آیۃ التدفی العالمین اہلسنت والجماعۃ شاہ عبد العزیز نے اپنے عقیدہ دوم شرائط امامت باب ہفتم کتاب تحفہ مین بغرض اثبات خلافت صحابہ ثلاثہ کے آیہ وما لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ سے تمسک فرما کر افادہ فرمایا ہے قابل نظر اور حاکی قسم بیعت مذکورہ کے ہے اور وہ مختصر عبارت سراسر افادت یہ ہی معلوم شد جہاد فی سبیل اللہ مقصود از نصب بادشاہ است انتہی اور اپنے عقیدہ ششم مین لکھا ہے کہ فرقہ اہلسنت گاہی امامت بمعنے بادشاہت و ریاست نیز اطلاق کنند زیرا کہ بادشاہ چند خوش سیرت نباشد لاکن در بعض امور دین مثل جہاد و تقسیم غنائم و اقامت جمعہ و عید پیشوائی دارد انتہی کما مر آنفا اور متقنین خلافت سقیفہ نے یہ ہی شرائط خلافت و امامت کے لئے قائم کی ہین جیسا کہ صاحب عقائد نے لکھا ہے المسلمون لابد لہم من امام یقوم بتنفیذ احکامہم و اقامۃ حدودہم و سد ثغورہم و تجہیز جیوشہم انتہی

لہذا مقرر کرنا ہمارے لئے بادشاہ کو کہ ہم قتال اسکی راہ مین کرین ۲ مسلمانون کے لئے ضروری ہے کہ المقام یہ ہے کہ نفاذ احکام و قیام حدود و سد ثغور کے سوا نہ ہو اور یہ سارے لشکرون کے اونکے لئے

اب حقیقت خلافت حضرات ثلاثہ کی بالکل کھل گئی کہ گروہ صحابہ اور ذوو وجوہ عصابہ
نے جو سقیفہ مین بیعت کی تہی اوس سے غرض وغایت فی الدین اونکے نافذ ہونا اون احکام کا
تہا جو حسب فادہ صاحب تحفہ کے یہ ہی ہوسکتا ہی کہ عوام الناس حکم قرآن وحدیث کو خاطر
مین نہین لاتے تھے اونکے لئے احکام سلطانی درکار ہین کما یاتی اور تجہیز جیوش کا میسر ہونا
نصب خلیفہ سے واسطے حصول غنایم کے ہی مطلوب تہا کہ دولت ومال مین وسعت ہوجاوے
اس مین دین رہے یا جاوے مگر سر وقت تقرر خلیفہ سے سامان غنایم کا بہم ہوجاوے
جسکی خبر مخبر صادق نے فرمادی تہی کہ اذا فتحت علیکم خزائن فارس والروم ای
قوم انتم قال عبد الرحمن بن عوف کما امرنا اللہ تعالی فقال رسول اللہ صلعم کلا
بل تنافسون ثم تحاسدون ثم تدابرون ثم تباغضون الحدیث کما فی
المسلم اور یہ معلوم ہے کہ فتوحات فارس وروم دولت اصحاب ثلاثہ مین حاصل
ہوگئی تہی پس بامید نہین فتوحات کے صحابہ جالیو قار نے ایک بادشاہ سقیفہ مین مقرر کیا
اور اس غرض وغایت ومنشاء خواطر صحابہ کے تصدیق صریح عبارت مین صاحب تحفہ نے
مطاعن عمر مین بجواب تحریم متعہ کے بدین الفاظ افادہ فرمائی ہی لاکن فساق وعوام الناس
نے قرآن واحکام حدیث را چہ بخاطر مے آرند این جا احکام سلطانی مے باید ولہذا گفتہ اند
ان السلطان ینزع اکثر مما ینزع السلطان پس اضافت نفی بسوئے خود (بقولہ وانا الہ ہما

۱۷ یعنے پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جبکہ خزاین فارس وروم تمپر مفتوح ہونگے تم کس طرح عمل کروگے اور کس قوم کے مشابہ
ہوجاوگے طرز عمل مین ابن عوف صحابی نے کہ جو از جملہ عشرہ مبشرہ کے ہین عرض کیا کہ جو کچھو خداوند تعالی نے
حکم دیا ہمو وہی عمل کرینگے آپنے فرمایا ہرگز نہین بلکہ تم آپس مین تنافس وتحاسد وتدابر وتباغض کروگے الحدیث

برائے این نکتہ است انتہی اس عقیدہ سدیدہ سے یہ نکتہ ضرور حل ہوگیا کہ کلام فاروقی ہم جنس احکام قرآن وحدیث کے نہین تہا فساق وعوام الناس احکام قرآن وحدیث کو خاطر مین نہین لاتے تھے اور کلام فاروقی چونکہ حکم سلطانی تہا وہ اونکے لئے موثر ہوتا تہا اگر کلام فاروقی حسب سیاق شریعت کے ہوتا اور قوت سلطانی نرکھتا وہ بہی بے اثر ہوتا یہان دوسرا نکتہ یہ بہی معلوم ہوا کہ عہد فاروقی مین بین الصحابہ والتابعین متعہ کرنا شائع تہا چونکہ خلاف منشار فاروقی تہا لہذا وہ عدالت کیش عصابہ متعہ کرنے والا داخل فساق وعوام الناس ہوگیا اور جب اوس عصابہ کے کسی مسئلہ مین انحراف عترت نبی سے واتباع سنت عمری مین اختیار کیا اوسیوقت اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم ہوگیا اور تیسرا نکتہ یہ ظاہر ہوا کہ کلام علے مرتضے چونکہ باتباع قرآن وحدیث کے ہوتا تہا اسلیئے عامۃ الناس اوسکو قبول نرکھتے تھے اور کلام فاروقی چونکہ حکم سلطانی ہوتا تہا بعض طوعًا وبعض کرہًا اوسکو واجب الامتثال گردانتے تھے پھر نہج اس بیعت کی حقیقت آشکارا ہوگئی کہ علی السلطنۃ بغرض جلب منافع غنائم کی تہی اور اصحاب ثلاثہ جنکے عہد دولت مین فتوحات ممالک حاصل ہوئی اور جنکی فتوحات ہی صحت خلافت مین بکمال نازش وافتخار پیش کیجاتی ہین ملوک اسلام علے عقیدہ تہم تھے اگر یہ حضرات باجازت مستحق ووارث سلطنت کے متصرف ہوتے اور مرتکب محدثات نہ ہوتے تو ہم بہی اونکو ملوک اسلام اور اونکی خلافت کو ریاست حقہ سمجہتے چونکہ ایسا نہین ہوا لہذا متملکین ومتغلبین فی الاسلام کہا جانا بر طبق مفادات آیات مذکورہ الصدر کے مضائقہ نہین رکھتا اب ہم نتیجۂ کلام اس باب اول کا

مختصر لفظون مین حالی کرتے ہین کہ جب اقسام خلافت وانواع بیعت مین بیعت علی السلطنۃ ہی بنا برسیرت صحابہ ثابت ہوئی اور آیات کثیرہ سے متملکین ومتغلبین کی امامت وخلافت ظاہر ہوگئی توجن حضرات ائمہ صلوات اللہ علیہم نے بخوف جان ومال کے بیعت اختیار کرلی وہ بالضرور بیعت علی السلطنۃ تھی بدین معنے کہ ہم بادشاہ کی اطاعت کرتے ہین کیونکہ خلیفہ بادشاہ کو کہتے ہین عام اس سے کہ وہ مسلم ہو یا کافر فاسق ہو یا منافق پس اونکے بیعت فرمانے سے خلیفہ بمعنے امام برحق نہین ہوگیا اور امام حسین نے جو بیعت اختیار نہین کی اوس مین احیاء اسلام واعلان سُبُل ایمان مقصود تہا اور وہ بیعت یا فوق الضلالۃ بہی تہے اسکی توجیہات باب چہارم مین اور توضیحات اسکی فصل چہارم باب مذکور مین بذیل جواب لفظ بلفظ ایراد اعتراض کے مذکور ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ

؎ این مراتب کہ دیدۂ جزو لیست ٭ کارِ کلی ہنوز در قدراست

باب دوم

اون شبہات کے جواب مین ہی جو امیرالمومنین نفس ختم المرسلین پر وارد کی گئی ہین اصحاب فطانت وارباب متانت بملاحظۂ اقسام خلافت وبیعت کے ہے جو باب اول مین مفصلاً مذکور ہوئین تمامتر شبہات وایرادات کو مرتفع ومندفع فرماسکتے ہین مگر بپاس خاطر توضیح طلب کے جواب شبہات کا بعنوان کُلّی اولاً لکہا جاتا ہی کہ یہ خطبات اور مکتوبات آپکی اگر غائر نظر سے دیکہے اور سلامتی فکر سے سمجہے جاوین تو وہ سب آپکی کمال حقانیت

اورحُسن بلاغت اوراعلی درجہ کی قدرت ادائے مطالب اورمحاسن مآرب پردلالت
ظاہرہ سے بلکہ آپکے معجزات باہرہ سے ثابت ہوتی ہین کہ انمین علاوہ اسرار معانی اور
نکات مقاصد اور غوامض معارف کی ایک مابحث فیہ ہے ایسی عبارت مین مذکور ہوا
ہے کہ جس مین جامعیت متضادین کے واقع ہے جو باقتضائے زمان وضرورت مقام
اداے مرام بصنعت ایہام واحتجاج بوجہ الزام وارد ہے اوسپر امر مستزاد یہ ہے کہ ہر بیان
اور ہر ایک استدلال باہمہ ایہام والزام کے بظاہر الفاظ اصول مذہب کے موافق اور
راستی وصدق کے مطابق سچا کلام ہے اور شواہد اس دعوے ایہام اور احتجاج بوجہ
الزام اور بلفظہا صدق کلام کے بہت ہین مگر یہانپر بعض خطبات نہج البلاغۃ اور بعض
معترفات معتقدین ثلاثہ اور بعض قرائن ظاہرہ پر اقتصار کیا جاتا ہے بعد ازان حل معانی
حوالہ قلم کیا جاویگا مخفی نرہے کہ ضرورت ایہام اور غرض وغایت ایہام کو عبدالحمید
بن ابی الحدید معتزلی نے پندرہوین جلد شرح نہج البلاغہ مین بسطح افادہ فرمایا ہے کہ کان
معاویۃ یتسقط علیًا ویکبغی علیہ ما عساہ یذکرہ من حال ابی بکر وعمر واعظما
غصبا ہ حقہ ولا یزال یکیدہ بالکتاب یکتبہ والرسالۃ یبعثہا یطلب عرّہ لینفث
بما فی صدرہ من حال ابی بکر وعمر (الی ان قال) فیجعل ذلک حجۃ علیہ عند
اہل الشام (الی ان قال) وھو ان یثبت عندہم انہ یتبرأ من ابی بکر وعمر
فکانت ہذہ الطامۃ الکبریٰ لیست مقصورۃ علی فساد اہل الشام علیہ بل
واہل العراق الذین ہم جندہ وبطانتہ وانصارہ ء لانہم کانوا یعتقدون

امامۃ الشیخین الا القلیل الشاذ من خواصّ الشیعۃ فکان الجواب مجملاً غیر
بیّنٍ لیس فیہ تصریح بالتظلیم لھما ولا التصریح ببرأتھما الخ اس عبارت سراسر
درایت سے ضرورت ایہام کلام و ابہام مرام واضح ہے کہ امیر معاویہ درپے رہتے تھے
کہ جناب امیر کی برعم خود لغزشین اور خطائین ہاتھ لگین اسیوجہ سے آپکو غضب دلاتے تھے
کہ آپ فوراً ذکر شیخین کو یاد کر کہہ اوٹھین کہ اون دونو نے میرا حق غصب کیا ہی آپکی سرانگیختہ
کرنے کی غرض سے بتحریر مکتوبات و بارسال رسائل کے ہمیشہ کید و مکر کیا کرتے تھے تاکہ
جناب امیر ظاہر فرمادین اوس امر کو جو آپکے قلب مین شیخین کیطرف سے ہی پس اوسے آپ پر
موافق عقیدت اہل شام کے محبت گردانین اور یہ بلاء عظمی اہل شام کے فاسد الخیال
ہوجانے پر ہی محدود نہین تہی بلکہ اہل عراق بھی ہم خیال اہل شام کے اس عقیدہ امامت
شیخین مین تہے جو وہ آپکے لشکری اور دوست اور ناصر شمار ہوتے تہے مگر قلیل اور شاذ
خواص شیعہ اہل عراق اونکے ہم خیال نہین تہے پس جواب آپکی بنام امیر معاویہ مجمل یعنے جواب
غیر واضح الدلالۃ اور غیر بین المطلوب ہوا کرتے تہے اونمین شکایت علانیہ ظلم شیخین کی نہوتی
تہی نہ اونمین شیخین سے برارت کرنیکی تصریح ہوتی تہی تاکہ زمانہ کے فاسد ہوجانے سے
محفوظی رہی لہذا ضرورت ایہام و ابہام کلام کی تہی اوسی بنا پر یہ خطاب و مکتوبات
مشتمل ہین اور ضرورت احتجاج الزامی کی محتاج بیان نہین ہے کہ بعض وہ مکتوبات
جو بنام امیر معاویہ کے ہین مثل قولہ فانّ بیعتی یا معاویۃ لزمتک الخ موافق اعتقاد
مکتوب الیہ کے فقط مجوج کرنیکے غرض سے وارد ہوئے ہین اور اگر اتمام حجت بنہج مذہب

حق کے فرماتے جسکے امیر معاویہ مخالف تھے تو وہ اوپر عقلاً حجت قرار پاتی اور مثل بعض
آپکے خطبات کی جنمین فرقہ خاص ہی مخاطب ہے وہ بھی متضمن دلیل الزامی کے ہین جیسا
کہ خطبہ اَیُّہَا الْفِرْقَۃُ الَّتِی اِذَا اُمِرْتُ لَمْ تُطِعْ وَاِذَا دُعِوْتُ لَمْ تُجِبْ الخ اسلیے کہ مخاطب
نافرمان وہ لوگ تھے کہ علانیہ شیخین سے حسن اعتقاد رکھتے تھے اور اونکے عہد خلافت
مین مطیع اور فرمانبردار رہے اور آپکے زمانہ خلافت مین آپکے احکام کے بجاآوری نکرتے
تھے تو ایسے لوگونکے خطاب مین بھی بدلیل الزامی موافق اونکے عقیدت کے کلام کیا گیا
ہے باآینہمہ ضروریات کے صدق کلام بلفظہا و بدلالت باہرہ خلاف تقیہ و احکام
ظاہرہ غیر خفیہ آپکے ایک خاص خطبہ سے ظاہر اور ہویدا ہے گویا کہ ان تمام خطبات اور
مکتوبات کے وہ خطبہ تفسیر اور حل معانی مین واقع ہے اوس مین آپنے ولایت ملکی اور
امارت حقہ دنیوے کو بیان فرمادیا ہے کسیجگہ اوس مین لفظ امام اہل اسلام یا خلیفہ
اہل ایمان بجز لفظ والی کے اور کہین لفظ مسلمون یا مومنون کا بجز لفظ رعیت کے
اور کسی مقام پر لفظ امامت یا وصایت کا بجز نقار دولت کے مذکور نہین ہے بلکہ اصلاح
رعیت و استقامت رعیت اور نظام الفت پر اقامت مناہج الدین و عزت دین
کو فرمایا ہے جس سے مستدرک ہوتا ہے کہ معاملات اصلاحی بین الوالی و الرعیۃ اور نظام
الفت سے (جو بہ متعلق نظام دنیا و نظام عالم کے ہے) پورا اثر اقامت دین مین
ظہور پذیر ہوتا ہے اور یہ فوائد بتامل نظر غور کرنے سے بخوبی پائے جاتے ہین اور وہ
خطبہ یہ ہے صفحہ ۲۳ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِیْ عَلَیْکُمْ حَقًّا بِوِلَایَۃِ اَمْرِکُمْ وَلَکُمْ عَلَیَّ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِیْ

لی علیکم اسمین آپ فرماتے ہین ثم جعل سبحانہ من حقوقہ حقوقاً افترضہا لبعض
الناس علی بعضٍ فجعلہا تتکافأ فی وجوہہا ویوجب بعضہا بعضاً ولا یستوجب
بعضُہا الا ببعضٍ واعظم ما افترض سبحانہ من تلک الحقوق حق الوالی علی الرعیۃ
وحق الرعیۃ علی الوالی فریضۃٌ فرضہا اللہ سبحانہ لکل علی کل فجعلہا نظاماً لالفتہم وعزاً لدینہم
فلیست تصلح الرعیۃ الا بصلاح الولاۃ ولا تصلح الولاۃ الا باستقامۃ الرعیۃ
فاذا ادّت الرعیۃ الی الوالی حقہ وادّی الوالی الیہا حقہا عزّ الحق بینہم وقامت منا ہج
الدین واعتدلت معالم العدل وجرت علی اذلالہا السنن فصلح بذلک الزمان
وطُمِع فی بقاء الدولۃ ویئست مطامع الاعداء واذا غلبت الرعیۃ والیہا او
جحف الوالی برعیتہ اختلفت ہنالک الکلمۃ وظہرت معالم الجور وکثر الادغال
فی الدین وتُرکت محاج السنن فعمل بالہوی وعطلت الاحکام وکثرت علل النفوس
الخ ابتداء کلام مین فقرات ولایت حقہ دینیہ کے مذکور ہین اور قولہ ثم جعل سبحانہ
سے ذکر خلافت حقہ دینویہ کا ہی پس خطبات مذکورہ اور مکتوبات مسطورہ مستدل
بہا مین جو خلافت مذکور ہوئی ہے وہ خلافت حقہ ملکیہ ہی جو امام منصوص کو باستحقاق
نیابت نبوی کے ملنی چاہیے اور جناب امیر کو یوم استخلاف غدیر سے بعد گذرنے
تقریباً ۲۵ سال کے حاصل ہوئی تھی اور آپ مخالفین پر اپنے اسی حق فائق کو بالتباس
خلافت حضرات متملکین کے احتجاج مین پیش فرماتے تھے مگر اونکی خلافت متملکانہ دنیویہ
تھی اور آپکی وہی خلافت حقہ مالکانہ تھی اور یہ دعوے خلافت جسکا ظہور اور تصرف

صلاح رعیت اور اجماع امت پر ہی منحصر تہا کیا سچا دعوی اور سچا کلام ہو کہ اس مین نہ کوئی محل تاویل ہو نہ یہ اس تقدیر پر بدلیل الزام ہے لیکن عوام الناس البتہ اسی التباس کی وجہ سے آپکے احتجاجات مین تمیز نکر سکتے تہے اور یہ ہی سمجھتے تہے کہ آپکا مسلک اور آپکی خلافت موافق مسلک شیخین اور خلافت شیخین کے ہے جو باجماع امت ہوا کرتی ہو نہ بالنص اور اسی غلط فہمی نے مبغضین اہلبیت کو مغالطہ مین ڈالدیا اور وہ کچہہ تدبر نہین کر سکے اور نہین کرتے کہ دیگر خطبات آپکی جنمین شکایات قریش اور اتلاف حق کا بیان وارد ہے اگر وہ ظاہر الفاظ خطبات متدلہ سے منطبق کیجاوین تو بداہتہً معارض و متناقض ہین اور یہ تناقض صریح کسی عاقل و عالم کے کلام مین واقع نہین ہوتا ہے چہ جائیکہ کلام امام معصوم مین ایک خطبہ شقشقیہ ہے ان خیالات مذہب اجماعی خلافت کے باطل کرنیمین بس کافی اور وافی ہے فاحفظ اب ہم بعد اس تمہید کے ان خطبات و مکتوبات کے شبہات کو مصرحًا دفع کرتے ہین کہ جناب امیر علیہ السلام نے جس خلافت کا دعوی فرمایا اوسکو بحق دیگران بوجہ عدم مساعدت زمانہ کے واگذاشت فرمادیا یا علی زعمہم تسلیم کرلیا یا شکایت غصب حق کے فرمایا کئے یا خلافت کو باجماع مہاجرین و انصار فرمایا وہ سب خلافت دنیوی تہی جسکے کہ آپ بعد تحقق خلافت حقہ دینیہ کے مستحق تہی نہ خلافت حقہ دینیہ تہی کہ تقرر اسکا من عند اللہ ہوتا ہی اب کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا نہ ہو سکتا ہی اور جواب بوجہ تفصیلی یہ ہے کہ خلافت حقہ دینیہ کا بنا بر اجماع امت ہونا ہرگز مذہب جناب امیر نہین ہے جس کلام سے کہ ایسا شبہ وارد ہوتا ہے وہ خلافت مدعو دنیویہ ہی ہے

اور اس مین شبہ نہین کہ خلافت [illegible] اشیوان وانصار کے سپرد نہین آتی جو تحقق اس خلافت کا بالاستحقاق [illegible] اسکی موافقت اہل وفاق وآفاق کیہو سکتا نہ کسی اور وسیلہ سے لہذا اس مین حصہ صحبت آپ سے مذہب کی دربارہ تقرر خلافت باجماع امت نہین ہی بلکہ امر واقع بھی یہی ہوا اور جناب امیر نے دعوے خلافت مین استدلال محض اخوت نبی پر منحصر نہین فرمایا بلکہ احادیث انشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ نصوص قرآنی واخبار کثیرہ سے احتجاج فرمائی ہے یہانپر فقرہ مختصر آپکے کلام بلاغت نظام سے ملتقطا نقل کیا جاتا ہی کہ فرمایا آپنے انا اخو رسول اللہ ووصیہ وولیہ و وزیرہ الخ ولو فرضنا کہ آپنے محض قرابت اخوت ہی امر خلافت مین احتجاج فرمائی ہے پس آپکا دعوے بنا بر استحقاق قرابت بہر دو وجہ حجت تحقیقی وحجت الزامی کے سراسر صدق وواقعا موثر برحق ہوا کہ اہل سقیفہ اوس حجت کو سنکر معترف ومتعذر ہوئے اور کہنے لگے لوکان[1] ہذا الکلام سمعتہ الانصار منک یا علی قبل بیعتھا ابا بکر ما اختلف علیک اثنان کما فی کتاب السیاسۃ والامامۃ لابن قتیبہ وترجمتھا فی روضۃ الاحباب اور حجت تحقیقی آیات قرآنی اور سنن انبیا سبحانی سے پائی جاتی ہی کہ از حضرت آدم تا زمان عیسی بن مریم خلافت مطلقہ غیر عشیرہ نبوی کی طرف منتقل نہین ہوئی اور آیہ وافی ہدایہ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ لسمین ناطق ہی اور یہنین فرمایا ومن حوارییم واصحابھم ومن رائھم الخ

[1] اگر اس کلام کو انصار تجھ سے اے علی قبل بیعت کر لیتے ابوبکر کے سنتے تو دو آدمی تجھ سے اختلاف نہ کرتے ۱۲ یعنی بنیاد کے آباء وفدیت کا خوان کو بہنے فضیلت اہل عالم پر دی اور برگزیدہ کیا اور ہدایت کی صراط مستقیم کیطرف انتہو

تاکہ حق برگزیدگی امر خلافت ونیابت کا قرابت سے متجاوز ہوکر صحابہ کیطرف منتقل ہوتا
سمجھا جاتا بلکہ اس حق کے لئے ذریت واخوت ہی درکار ہے چونکہ نسل پیغمبر سے اولاد
ذکور نہین تھی لہذا آپنے اگر بقرابت اخوت رسول اللہ کے دعوے خلافت کا کیا وہ
بنص مذکورہ ودیگر آیات کے حجت روشن ہے اور یہ آیہ کریمہ طہارت اسلام آبا واجداد
واخوان انبیا علیہم السلام پر بھی ظاہر الدلالۃ ہے پس جس طرح حضرت موسی پیغمبر کے ولد
نرینہ ہونے پر نیابت ووزارت وخلافت حضرت ہارون اونکے بھائی کو پہونچی وہی صورت
خلافت حضرت نبوی کے لئے پیش آئی کہ آنحضرت صلعم کے بھی کوئی ولد نرینہ وارث
آپکا نہین تھا چونکہ زمان سلف مشبہ بہ اس امت مین حضرت موسی نے درخواست رب العزت
سے بقولہ واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی دربارہ خلافت کے پیش کی تھی
اور بارگاہ عزوجلال سے بقولہ سنشد عضدک باخیک وبقولہ وجعلنا معہ
اخاہ ھارون وزیرا وبقولہ اذھب انت واخوک بایاتی وبقولہ کلا فاذھبا بایاتنا
انا معکم مستمعون وبقولہ تعالے مقولۃ عن موسے قال لاخیہ ھارون اخلفنی
فی قومی وبقولہ واخی ھارون ھو افصح منی لسانا فارسلہ معی ردا یصدقنی الایہ
اس استحقاق خلافت مین بحق الاخ نص جلی ہین لہذا یہ استدلال آپکا وانا اخو رسول اللہ

ع۱ اگر دان تو اللہ میرے لئے وزیر میرے اہل سے ہارون میرے بھائی کو ع۲ قریب ہی کہ ہم مضبوط کرینگے بازو تیرا اے موسے
بھائی تیرے سے ع۳ گردانا ہمنے ساتھہ موسی کے بھائی اوسکے کو وزیر ع۴ جاتو اے موسی اور بھائی تیرا ساتھہ نشانیون
ہماری کے ع۵ ہرگز نہین پس جاؤ تم دونو اے موسی و ہارون ساتھہ نشانیون ہماری کے ہم تمہارے ساتھہ سننے والے ہین
ع۶ نمبر ۶ کا ترجمہ ۴ و ۵ و ۶ پر گذرا ع۷ اور بھائی میرا ہارون محبہ سے زیادہ فصیح اللسان ہے پس اوسکو میرے ساتھہ بھیجنے کا حکم دی کہ وہ میری تصدیق کرے

امر خلافت مین درمیان اس امت مشبہ بامت موسی کے جامع مفادات قرآن وسنن
انبیاء رحمن واقع ہوا ہے اور اگر تمام تر نصوص صحیحہ بھا سے غض بصر کیجاوی اور محض
استدلال حدیث اخوت پر حصر ہووے تو لفجواے قولہ تعالے واخوانا علی سُرُرٍ مُتقابلین
کے کوئی شخص بدرجہ تقابل ہمنشین وہم چشم خاتم المرسلین نہین ہوسکتا مگر بھائی جو خلیفہ نبی
ہووے فافہم اور وقت محاجہ آپنے اہل سقیفہ پر اثبات خلافت مین نصوص کثیرہ سے
احتجاج فرمائی ہے چنانچہ کتاب سلیم بن قیس الہلالی تابعی جلیل وکتاب احتجاج علامہ
طبرسی وکتاب آمالی شیخ ابوجعفر طوسی وکتاب المجالس وکتاب آمالی ابن بابویہ وغیرہا
مین باسناد صحیحہ منقول ہے جنکا نقل کرنا بس مطول ہی لہذا بعض فقرات حدیث انشاد
کتاب احتجاج سے نقل کئے جاتے ہین کہ جناب امیر نے ابوبکر عتیق سے فرمایا فَاَنْشُدُكَ
بِاللّٰهِ اَنَا الْمَوْلٰى لَكَ وَلِكُلِّ مُسْلِمٍ بِحَدِيْثِ النَّبِيِّ يَوْمَ الْغَدِيْرِ اَمْ اَنْتَ اور کتاب
سلیم مین بدیل ذکر سقیفہ کے آپکا یہ کلام محبت انضمام بلاغت التیام بھی مذکور ہے
کہ جو آپنے فرستادہ ابوبکر صدیق سے بجواب قولہ اجب خلیفہ رسول اللہ کے
فرمایا ہے مَا اَسْرَعَ مَا كَذَبْتُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَيَعْلَمُ وَالَّذِيْنَ حَوْلَهٗ اِنَّ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ لَمْ يَسْتَخْلِفْ غَيْرِيْ اس احتجاج سے علی الاعیان ظاہر ہوگیا کہ امر خلافت
مین جناب امیر کا مذہب من عند اللہ والنبی تھا اور خلافت اجماعی جو خلیفہ مجبر علیہ

ع اپس قسم دیتا ہون مین تجھ اللہ کی تجھ مین مولا تیرا اور تمام مسلمانونکا بنص حدیث نبوی کے یوم غدیر ہوگیا ہون یا تو مولا یوم
غدیر ہوا ہی ع تمنی کیا اور کسقدر سرعت جھوٹھ بولنے مین رسولخدا پر کی ہی کہ جو ابوبکر کو خلیفہ رسول اللہ کہتے ہو بحقیق وہ یعنی
ابوبکر اور جو اوسکے گروہ مین البتہ جانتے ہین کہ اللہ اور اوسکے رسول نے کسیکو سوا سے میرے خلیفہ نہین کیا انتہے

کو خلیفہ رسول اللہ کہتے تھے وہ آپکے نزدیک کاذب اور جھوٹے تھے اور حدیث انشاد
مین نصوص متوافرہ و محکمات متظافرہ مذکور ہین جنکی نقل موجب طوالت ہے اور احتجاج
فرمانا ولایتیاب کا آیہ انما اور آیہ تطہیر اور آیہ اطیعوا اللہ اور آیہ مباہلہ اور آیہ
مودت و دیگر آیات سے اور حدیث غدیر اور حدیث منزلت اور حدیث اخوت
اور حدیث ولایت اور حدیث طیر وغیرہا سے اس مقام پر یا ایام سقیفہ و نیز یا ایام
شوریٰ کتاب فرائد السمطین ابراہیم الحموینی اور شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید اور
فضائل الخطباء ابو المؤید موفق بن احمد الخوارزمی مین بھی باسناد مختلفہ مزبور ہے
اور یہ احتجاج نصوص خلافت حقہ دینیہ کے حقیقۃً بنظر استحقاق و طلب خلافت
حقہ دنیویہ کے جو مدعو اور مایحث فیہ نہیں البتہ کارآمد ہین کما مضے بیانہ مفصلاً کہ خلافت
حقہ دنیویہ کا مستحق وہی شخص ہوتا ہے کہ جو خلافت حقہ دینیہ پر من عند النبی فائز ہو ورنہ نصوص
مذکورہ سے احتجاج فرمانا خلافت دنیویہ کے لئے حقیقۃً خلاف مقتضای مقام تھا اور
جو محقار ملت کہہ دیتے ہین کہ اگر رسالتمآب صلعم جناب امیر علیہ السلام کو اپنا خلیفہ فرما دیتے
اور آپ کی خلافت پر نص من عند اللہ و من عند النبی ہوتے تو یوم سقیفہ ضرور ہی کہ آنحضرت
علیہ السلام اوس استخلاف کو حجت اپنی دعوی مین پیش فرماتے یہ کہنا علاوہ نصوص مذکورہ کے
ہر دو قسم دینی و دنیوی خلافت سے بالکل لغو ظاہر ہو گیا کیونکہ آپکا دعوی اوس خلافت کا تھا جو
آیہ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون
مین مذکور ہے اور آپنے اون لوگون سے دعوے خلافت کا کیا تھا جو بمصداق

فھل عسیتم ان تولیتم فی الارض کے قابض ہوگئی تھی جو ہر دو آیہ کے مفاد سے واضح
ہوتا ہی کہ خلافت متنازعہ تسلط ارضی و امارت ملکی تھی قولہ انّ الارض یرثھا و قولہ
تولیتم فی الارض اسپر نص محکم ہے پس ہم نصوص اپنی پیش کردہ سے غض بصر کرکے
کہتے ہین کہ جناب امیرؑ کا دعوئے خلافت فرمانا کتب اخبار و سیر مین بایام سقیفہ و شوریٰ
تو متفق علیہ بین الفریقین ہی کما مضیٰ و بانی بعض شواہد ہا اور خلافت منصوصہ وقت
دعوی کے محصلہ و مقبوضہ تھی نہ مغصوبہ نہ وہ غصب ہوسکتی تھی پھر وہ خلافت مدعو سوائے
خلافت حقہ دینیہ ملکیہ کے کیا ہوسکتی ہی اور حدیث انشا دین جسکو جہابذہ محدثین عامہ نے بھی
نقل کیا ہی استحقاق خلافت کا ظاہر فرمانا نصوص آیات و اخبار کے مذکور ہے صاحب
صواعق محرقہ نے بھی بعض الفاظ دارقطنی سے اس حدیث کی نقل کی ہین تو یہ نصوص انشاد
صاف دلالت کرتی ہین کہ خلافت جناب امیرؑ کی منصوصہ تھی اور اوس خلافت منصوصہ
کی بنا پر آپ اپنا حق اس خلافت مدعو کو جانتے تھے جو مغصوب ہوکر قبضہ ثلاثہ مین رہی ورنہ
بنا بر مذہب خلافت اجماعی کے بلا حصول بیعت خلافت کے دعوے خلافت کیسا کیونکہ
دعوی کرنا خلافت منصوصہ کا تو غیر قابضین سے محض بے معنی ہے حضرات ثلاثہ کب
خلافت بالنص پر متملک ہوئے تھے جو اونسے وہ خلافت طلب فرماتے اور خلافت ملکی
پر بلا اجماع مذکور کسطرح دعوی کرتے پھا پر تو دعوی ثابتہ کیلئے جو فریقین کے یہان متواتر
سے ثابت ہے کوئی وجہ موجہ نہین ہوسکتی بجز اسکے کہ خلافت ملکی چونکہ شعبہ خلافت نصی کا
ہے پس وہ دعوے اپکا خلافت حقہ ملکی کا بر بنا ر خلافت محصلہ دینیہ کے تھا نہ اور وجہ

اور اگر کہا جاوے کہ آپنے خلافت کا دعوے نہین کیا مگر یہ کہ آپ کی شکایت کا منشا
یہ ہی تہا کہ یہ بیعت سقیفہ کی میری خلافت پر ہوتی فاناقلت یہ خیال خام بملاحظۂ مضامین
خطبات مذکورہ کے بدیہۃ البطلان ہی کما یاتی مکرراً بیانہا از آنجملہ قولہ فانہا منعتنی
حقی وغصبتنی امری سے صریحاً اسکی تکذیب ہوتی ہی کیونکہ ایسے خطبات وکلمات آپکے
حق ثابت وخلافت محقق بالفعل پر بوجہ تام دلالت کرتے ہین سلمنا لاکن یہ خواہش آپکی
بالضرور موجب کسی استحقاق پر ہونی چاہئی جو وہ حق متملک خلیفۂ متصرف پر فائق ہو ورنہ ہر شخص
غیر مستحق مدعی ہوجاتا حالانکہ کوئی بھی متعرض خلافت سوائے آپکی بدلائل منصوصہ واحتجاجات مسکتہ نہین ہوا
پس وہ استحقاق سوائے تحقق آپکی دینی خلافت منصوصہ کے پیدا نہین ہوسکتا وہوالمطلوب
اور مخفی نرہے کہ بعد رفع نزاع آپکی رضامندی نہ حضرات ثلاثہ کے تسلط خلافت پر ہوئی
ہے بلکہ حسب ماموری پیغمبر خدا صلعم کے آپنے معاشرت مسلطین کو ضرورۃً ومامورًا احتیار
فرمایا تہا چنانچہ حدیث خاصف النعل اور حدیث مروی صاحب صواعق والذی نفسی
بیدہ لتقیمن الصلوۃ ولتؤتن الزکوۃ اولابعثن الیکم رجلاً منی او کنفسی یضرب
اعناقکم ثم اخذ بید علی ثم قال ہوہذا شاہدین آپکے منصب حفاظت سلام کے
ہین اور ہم مضمون اسکی حدیث مروی صحیح مسلم ہی کہ رسولخدا نے جبکہ حالات ائمہ اشرار
بیان فرمائی اور لوگون نے اجازت جہاد کی چاہی تو آپنے فرمایا لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ

ف۱ یعنے قسم بخدا کہ اقامت صلوۃ وادائے زکوۃ کروگی یا میں ایک شخص کو اپنی ذات سے یا فرمایا مثل اپنے نفس کی تم پر مبعوث
کرتا ہون تاکہ عدم بجاآوری پر تمہاری گردن مار دیوے اور جناب امیرؑ کا ہاتہہ پکڑ کر فرمایا وہ یہ شخص ہی کہ جسکو میں مسلط وماموا
کرتا ہون ف۲ یعنے اونکو قتل نکرنا جب تک کہ وہ تم مین نماز پڑہے جاوین۔

فی حدیث ام سلمۃ فی کتاب الفتن بلا اختیار فرمانے معاشرت کی حال اقامت صلوٰۃ
صحابہ کا معلوم رہنا امر مشکل تھا بلکہ بحالت ہجرت فرمانے کے زیادہ صعب تھا پس وقت
محاجہ فرمانے کے کوئی حجت روشن اور دلیل دندان شکن قولہ علیہ السلام انا احتج علیکم
کما احتجتم علی الانصار سے نہین تھے جسکے جواب مین لو کان ھذا الکلام سمعتہ
الانصار منک یا علی قبل بیعتھا ابا بکر ما اختلف علیک اثنان کما مضی
حامیان خلیفہ و بانیان خلافت سقیفہ نے مجبور ہوکر زبان سے کہہ دیا اور دوسرا
قول جناب امیر کا فانما سخطتی حقی و غضبتی لامری اور تیسرا قول فانھم ظلمونی حقی الخ
اور چوتھا قول ان اللہ عزوجل لما قبض نبیہ قلنا نحن اھلہ بیتہ و عصبتہ و ورثتہ
الخ اور پانچوان قول اللھم انی استعدیک علی قریش و من اعانھم فانھم
قطعوا رحمی و صغروا عظیم منزلتی و اجمعوا علی منازعتی امرا ھو لی اور چھٹا
قول ان لنا حقا ان نعطہ ناخذہ و ان منعہ رکب اعجاز الابل اور ساتوان قول
دعوانی و التمسوا غیری الخ اور آٹھوان کلام جو ایک نامہ مین بنام معاویہ درج ہے
انما فان بیعتی یا معاویۃ لزمتک و انت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا
ابا بکر و عمر الخ اور اسیطرح آپکے دعاوی خلافت و اظہار شکایت تمامتر متعلق اوسی خلافت
سے ہین جو تسلط فی الارض و تصرف امور رعیت سے مرتبط تھے کما عرفتھا مکررا مفصلا اور
واضح ہو کہ امیر معاویہ محکوم باسلام ضرور تھے خواہ بحیثیت مؤلفۃ القلوب ہونیکے یا لحظ فی
قلبہ مرض کے یا علی زعمہم بشرف صحابیت کے پس اونسے بیعت کا طلب کرنا علی التوحید

والرسالۃ وغیرہما کب سزاوار تھا کیونکہ پیغمبر خدا صلعم نے تو منافقین سے بوجہ اونکی محکوم باسلام ہونیکے بیعت علی التوحید والرسالۃ مجدداً کبھی طلب نہین فرمائی جو جناب ولایت مآب معاویہ وگروہ مؤلفۃ القلوب سے اپنی امامت منصوصہ پر بیعت طلب کرتے بلکہ آپکا طلب بیعت معاویہ سے کرنا اوسی خلافت مجمع علیہا پر تھا جسکی مخالفت سے نظم خلافت مین رخنہ اندازی متصور تھی اور وہ خلافت ظاہری سے ہی زیادہ تر متعلق ہوسکتی ہی تاکہ رعایا و برایا متفق الطاعۃ رہی اور کسیکو خلاف منشاء امام العصر وخلیفہ دہر کے بسبب بیعت نکرنے کے موقع تمردی کا نظام شریعت مین نہ ملی لہذا آپنے استدلال مین اوسی خلافت مجمع علیہا کو ظاہر فرمایا کہ جسکا تحقق وظہور حقیقۃً اتفاق واطاعت عامہ سے ہی ہوا کرتا ہی اور جو باعتقاد ظاہری مخاطب مکتوب الیہ کے بھی واجب التسلیم اور مسلم الطاعۃ تھے پس آپکا یہ استدلال کہ فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر مشتمل بر ہر دو وجہ تحقیقی والزامی کے صحیح ہی اور یہ کمال قدرت تادیۂ کلام مین ہی کہ جو کلام واحد جامع دلیل تحقیقی والزامی کا ہووے اور یوم غدیر جو حضرت رسالت نے صحابہ کو حکم بیعت شاہ ولایت کا دیا تھا کما فی حبیب السیر وہ استخلاف حاوی خلافت دینیہ ودنیویہ کا بقائم مقامی ذات اقدس آنحضرت صلعم کے تھا فتفطن اور اس امر کو مرۃً بعد اُولیٰ وکرۃً بعد اُخریٰ حالی کیا گیا ہے کہ حاصل ہونا اوس خلافت ظاہری کا بعالم اسباب یعنی اطاعت امت وبیعت رعیت پر موقوف تھا لہذا آپنے اوسہین اسباب اور وجوہ سے معاویہ پر حجت فرمائی جن اسباب سے کہ تصرف فی الارض زمانۂ رسالت مین حضرت ختمی نبوت کو حاصل ہوا

اور بالعموم خلافت ظاہری کے لئے وہی سامان عالم اسباب ہوا کرتے ہین اعنی
نصرت اعوان اور اطاعت مردمان واتفاق بیعت لشکریان بلکہ جناب امیر نے بنا بر نقل
عبد الحمید شارح نہج البلاغہ کے اس جملہ کو دوسری نامہ مین اسطرح رقم کیا ہی لان بیعتی بالمدینۃ
لزمتک وانت بالشام کما لزمتک بیعۃ عثمان بالمدینۃ وانت امیر لعمر علی الشام جس سے بیعت حاضرین کی
مردمان غائبین پر بر طبق مذہب مختار امیر معاویہ کے لازم العمل و واجب الطاعۃ ثابت ہوتی ہی اس حجت الزامی
پر آپنے فرمایا ہے کہ مرد غائب کو حق انکار کا اوس بیعت مین نہین ہی کہ جس مین وہ حاضر نہو دیکھو اگر غائبین پر بیعت
حاضرین کی حجت نہوتی تو عمر خطاب معہ عصابہ صحابہ کے بیت الشرف جناب سیدہ پر
آگ و لکڑیان لیکر نجاتے اور انکو جو تارک بیعت سقیفہ نہین ہوئے تہے اور بیت سیدہ
مین جمع ہوتے تہے تہدید احراق نفرماتے اور سعد بن عبادہ کو باوجود اونکی مہاجرت
ملک شام کے خالد بن ولید و ابو عبیدہ کے تیرون سے قتل نکراتے اور مالک بن
نویرہ کی قوم غیر حاضر پر الزام ردت عاید نفرماتے یہ تمامتر اجتہادات اسیکے مخبر ہین کہ
بیعت حاضرین کی غائبین پر حجت ہی پس اسی حجت الزامی سے امیر معاویہ کو محجوج کیا گیا
اور آپنے وہی احتجاج مین فرمایا کہ جو مہاجرین و انصار عمل مین لا چکے تہے اور یہ شکایتین
جو لطلب خلافت کے فی غیر موضع آپکے خطبون اور کلام مین وارد ہین وہ سب اسی
لعارت تصرف فی الارض کی بنا بر استحقاق کی تہین کہ خلیفہ نبی اور نبی کا وصی اوسی
وراثت کا مستحق ہوتا ہی جو منیب کو حاصل ہو چکا ہووے چونکہ جناب امیرؑ ثلاثہ کو
خلفاء نبی اور رسول عربی کا حق وراثت منتقل ہونا اونکے حق مین نہین جانتے تہے لہذا

ا ہر آئینہ میری بیعت مدینہ کی بمنزلہ شام مین لازم ہوئی جیسا کہ بیعت مدنی عثمان کی بمنزلہ اوسوقتمین لازم ہوئی کہ تو شام مین عمر

اس اپنے حق کی اونسے طلبگار تھے اور ہمیشہ خواہان رہے مخفی نرہے کہ اس نامہ مین جو امیر معاویہ
کے نام پر ہی نسّاخین نے کمی وبیشی عبارت مین فرمائی ہے اور مناسب مقام وبضرورت
توضیح مرام کے ہم ساتوین قول کی شرح کو (جو بعد قتل عثمان غنی کے لوگون نے آپکی خلافت
پر درخواست بیعت کی تو وسواے آپنے یہ خطبہ فرمایا ہی اور بغرض دفع دیگر سفسطیات کے بھی جو تناقضا
اس سے پیدا کئے جاتے ہین کہ بزمان خلافت ابی بکر وایام شوریٰ کے آپنے دعوی خلافت
کا فرمایا اور جبکہ آپ کی خلافت پر درخواست بیعت کرنے کی پیش ہوئی تو آپنے خلافت سے
اعراض فرمایا اور خلیفہ وقت کا اپنی کو وزیر ہونا پسند کیا) مشرحًا ضبط تحریر مین لاتی ہین۔
آپنے فرمایا ہی کہ دعوا لی والتمسوا غیری فانا مستقبلون امرا لہ وجوہ والوانا
لا تقوم لہ القلوب ولا تثبت علیہ العقول وان الافاق قد اغامت والمحجۃ قد
تنکرت واعلموا ان اجبتکم رکبت بکم ما اعلم ولم اصغ الی قول القائل
وعتب العاتب وان ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم
لمن ولیتموہ امرکم وانا لکم وزیرا خیر لکم منی وزیرا یہ کلام بلاغت

۱؎ چنانچہ فقرہ کان ذلک للہ رضی مین لفظ للہ اور کل فقرہ مفصلہ جنیم وسارت مصیرا اور فقرہ غیر سبیل المومنین اضافہ شدہ من
۲؎ مجھو خلافت کی تکلیف نہ دو اور میرے غیر کو (بیعت وخلافت کیلئے) ڈھونڈو اسلئے کہ ہم رخ کرنیوالی ہین ایسے امر کیطرف کہ جس کے
بہت سی مونہہ اور رنگتین ہین کہ قلوب اس امر کی متحمل نہونگے اور عقول اوسپر ثابت نرہینگی (یعنے تمکو ایسے واقعے پیش آنیوالی ہین)
اور حال یہ ہی کہ اطراف عالم کے تاریک ہوگئے اور سیدی راہ شرع شریف کی بدلگئی ہی (امین شاہی محدثات وبدعات حضرات
ثلاثہ کیطرف) اور جانو کہ اگر مین تمہاری درخواست بیعت وخلافت کو قبول کرونگا تو تمہارے ساتھہ اوس چیز کا عمل کرونگا کہ جسکو مین جانتا ہون
اور جسکا مجھے علم ہی اور مین کسی کہنے والے اور کسی عتاب کرنیوالے کیطرف کان نہ دونگا اور اگر تم مجھے خلافت سے ترک کردو تو مین تمہارا
تمہارے برابر ہونگا اور شاید کہ مین تم سے زیادہ سننے والا اور زیادہ اطاعت کرنیوالا ہون اس شخص کے حکم کا کہ جسکو تم امر خلافت کا متولی کرو اور
میری وزارت تمہارے لئے میری امارت سے بہتر ہے تمہاری لئے۔

نظام اپنی متن سے و نیز بتوفیق دیگر خطبات کے شبہات و ترہات کو کلیتہً دفع کرتا ہے
بشرطیکہ قوت مدرکہ صحیحہ سے سمجھا جاوی کہ وجہ اکراہ اس وقت مین صاف لفظون سے
بیان کی گئی ہی جو فرمایا فانا مستقبلون امراً اوربسکی شرح مین شیخ محمد عبدہ افندی مصری
نے لکھا ہی وذلک ان الاطماع کانت تنبهت فی کثیر من الناس علی عهد عثمان
بما قالوا من تفضیلهم بالعطاء فلا یسهل علیهم فیما بعد ان یکونوا فی مساواة
مع غیرهم فلو تناولهم العدل انفلتوا منه وطلبوا طائشة الفتنة
طلبا فی نیل رغباتهم واولئك هم اغلب الرؤساء فی القوم فان اقرهم الامام
علی ما کانوا علیه من الامتیاز فقد اتی ظلما وخالف شرعا الی ان قال فاین الحجة
للوصول الی الحق علی امن من الفتن وقد کان بعد بیعته ما تقرر بتقبلها
اس سے ظاہر ہوا کہ وجہ اکراہ کی وہ واقعات آیندہ تھے جنکی طرف آپنے اشارہ فرمایا اور
وہ واقعہ جمل و صفین و نہروان مین علی الاعلان اور زمان خلافت ظاہری مین باوقات مختلف
بکلام وطعن پیش آتی رہے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ کیفیت زمانہ کی جو شارح نے بیان کی وہ
حالت طغیانی جنگی ہی کیونکہ ممالک اسلام مین ہر چہار طرف دور بنی امیہ کا ہو رہا تھا مدینہ الاسلام

۱؎ الملخص ترجمہ یہ ہی کہ یہ آپکا فرمانا بوجہ طمع کرنے گروہ کثیر کے تھا کہ جو عہد عثمان مین عطایا غنایم مین اپنے حصے اور دن سے
زاید لیا کرتے تھے پس آپنے سمجھ لیا کہ اونپر آپکی تقسیم بحصص مساوی شاق ہوگی اسوقت وہ مرتکب فتنہ و فساد ہونگے
پس اگر امام معصوم اونکی خواہش کی موافق اقرار فرما لیتے تو ظلم کو بجا لاتے اور خلاف شریعت کے
عمل کرتے پس کہان حکم شریعت رہتا اور وصول الی الحق کے لئے راہ مستقیم کب باقی رہتی اور فتنہ سے امن
کس طرح ملتا اور وہی بعد بیعت کے پیش آیا جو آپنے بیعت قبول فرمانے سے پہلے ارشاد فرمایا تھا انتہی ۱۲

ہین عثمان غنی کے بذل وعطا نی مستحق وغیر مستحق کے حرص وطمع کو روز افزون کردیا تہا اور ہر صوبہ پر بنی امیہ اور اونکے ہوا خواہی فایز تھے اونکی تسلط وناحق کوشی نے سفہار کو ناحق طلبے ہین زیادہ تر دلیر بنادیا تہا چنانچہ شام مین معاویہ مصر مین عبداللہ بن ابی سرح کوفہ مین سعید بن العاص بعدہ ولید بن عقبہ فاسق القرآن بصرہ مین ابن عامر برادر خالوی عثمان یمن مین یعلی بن منیہ صاحب جمل عایشہ عامل تہے جسکی ثبوت مین واقعہ جمل وصفین کافی وبس ہے کہ جو یہ ہانبوہ کثیر خلیفہ عصر سے لڑی اور خرق اجماع سے نہ ڈری اور اسمین حدیث خیر المرسلین عمدہ بغض ہی کہ فرمایا اذا بلغ بنو ابی العاص ثلثین کان دین اللہ دخلا وفی نسخۃ دغلا ومال اللہ دولا وعباد اللہ خولا کما فی کنز العمال پس یہ تسلط جبروتی اور ناجایز مال پر جو گرفتگی پہلی اسوقت سے کب شایع تہی جو دونو زمانہ یوم سقیفہ اور بعد قتل خلیفہ کی حالت انکار اور طلب خلافت مین یکسان قیاس کیجاوی اور علاوہ اسکے سبب آپکے اکراہ کا خلافت سے اسوقتمین یہ اور تہا کہ عوام الناس بیعت مین شرط سیرت شیخین کی چاہتے تہے آپ نے اس شرط کے پیش کرنیسے اونکو بقولہ ولم اصغ الی قول القائل وعتب العاتب کو باز رکھا چنانچہ ابن ابی الحدید نے اسی خطبہ کی شرح مین نقل کیا ہی کہ ان الذین بایعوہ علی البیعۃ ہم کانوا العاقدین بیعۃ الخلفاء من قبل وقد کان عثمان معہم ومنع کثیرا منہم حقہ من العطاء لان نبی امیۃ

ے جب پسر ان ابوالعاص بن امیہ تیس نفر ہوجاینگے دین خدا کو فاسد یا فرمایا مفسدین کرینگے اور اللہ کے مال اپنے دولت بناوینگے اور بندگان خدا کو اپنے غلام وخدمتگار گردانین گے ے۲ مین کسی کہنے والے او کسی عتاب کرنے والے کیطرف کان نہ دونگا ے۳ یہ ساتوین جزو شرح نہج البلاغۃ مین ہے کہ تحقیق اون

استاصلوا الایام فی ایام عثمان فلما قتل عثمان قالوا لعلی علیہ السلام نبایعک
علی ان تسیر فینا سیرۃ ابی بکر وعمر الی ان نقتل فطلبوا من علی البیعۃ علی ان تقسیم
علیہم بیوت الاموال قسمۃ ابی بکر وعمر فاستعفاہم وسالہم ان یطلبوا غیرہ
من یسیر بسیرتہما ایسی صورت لاحقہ مین آپ اُس بعیت سے کیونکر اعراض نہ فرماتے
جس مین شرط سیرت شیخین کی شامل کیجاتی تہی اور جس سیرت کو کہ آنحضرت ولایت مین شرکت
تمکن خلافت ظاہری کے سراسر جور اور اہل سیرت کو عاملین بالجور فرماتے تھے
کما نقلہ ابن قتیبہ فی کتاب السیاسۃ والامامۃ فی روایۃ رجل من بنی خثعم
اور جناب امیرؑ نے تو اس شرط سیرت پر قضیہ شوری مین خلافت مدعو سے دست برداری
فرمالی تہی اور اس شرط کو قبول نکیا تہا کما فی تاریخ الخلفا للسیوطی پس جسکو جس علت
پر آپ پہلے بہی ترک فرماچکے تہے مکرر اُسی علت پر اُسکو کس طرح قبول فرمالیتے کہ اوسپر عمل بجور کرتا

اُن لوگون نے آپسے بیعت کا ارادہ کیا تہا کہ جو خلفاے سابقین کی بیعت کرچکے تہے اور جو عطاے عثمان غنی سے محروم کردیے
اسلئے کہ بنی امیہ نے زمانہ عہد خلافت عثمان مین مستاصل کردیا تہا پس جبکہ عثمان قتل ہوگئے تو اون لوگون نے آپسے درخواست
بیعت کی کی کہ ہم تمہاری بیعت کرتے ہین بشرطیکہ ہمارے ساتہہ سلوک کرین مثل سلوک کرنے شیخین کے اور خواستگار
ہوئے آنحضرتؑ سے امر بیعت مین اس معاملہ کے کہ جس طرح شیخین مال غنائم ہمکو دیا کرتے تہے آپ بہی اوسیطرح
عطا کرین پس آنحضرتؑ نے اونسے بچنا چاہا اور فرمایا کہ تم میرے غیر کو ڈہونڈہو لو جو شیخین کی سیرت پر سلوک کرے اونکے
۲۷ اور ملخص ترجمہ روایت خثعمی کا یہ ہے کہ خباب امیرؑ مین ایک شخص ہے جو بنی خثعم سے تہا سبب طلب فرمانے اوسنے بیعت
مین شرط سیرت شیخین کی لگائی کہ مین بشرط حکم قرآن وسنت نبی وسیرت شیخین کی بیعت کرتا ہون آپنے شرط سیرت
شیخین کو منع فرمایا مرد خثعمی نے ترک سیرت شیخین کو قبول نکیا آپنے فرمایا کہ تو کس لئے اونکی سیرت پر اصرار
کرتا ہے ہمکو کانا عاملین بالجور یعنی وہ دونو ظالم تہے وہ شخص تمانا خفے کہ جنگ نہروان مین آپکے مقابلہ مین
سہرا ہی خوارج مارا گیا

لازم ہوتا جو محاطین وعدول وثقات ومتقین وابرار سے خیلے بعید ہے چہ جائیکہ حضرات معصومین اوسکو اختیار فرمالین اور متن خطبہ سے یہ کہان پایا جاتا ہے کہ آپنے انا وزیر الخلیفہ لکم خیر فرمایا ہے جو آپکے کلام پر وزارت خلیفہ کا افترا کیا جاتا ہی یہ عہدہ وزارت ایام خلافت ثلاثہ مین مقرر ہی نہین ہوا تھا جو کوئی وزیر اوسپر قایم ہوتا پس منصب غیر واقع کو کس لئے آپ اپنے لئے تجویز فرماتے خصوصاً جبکہ فرمانروایان ماضیہ کو آپ عالمین باجور جانتے تھے اور عثمان غنی کی خلافت کی مدح اسی خطبہ کے شارحین نے لکھی ہے اور آپنے عاقدین بیعت سے یہ بھی فرمایا کہ یطلبوا غیرہ ان یبیہ یسیر تھما پس خلیفہ باجور کا وزیر الی ما شاء اللہ باجور ہوگا تو ایسے خلیفہ متبع باجور کی وزارت قبول نہ فرما سکتے تھی یہان پر الفرار من المطر والقیام تحت المیزاب صادق آتا تھا اور یہ کلام آپکا موہم عدم استحقاق آپ کی خلافت کا نہین ہی بلکہ یہ ایسا کلام فصاحت نظام بلاغت انضمام جامع صنایع لفظی وبدایع معنوی ومحسنات ظاہری معتبر از کلام الٰہی واحادیث رسالت پناہی ہے کہ محو حیرت کردیا ہے اور دریا کو کوزہ مین بند فرمادیا ہی سچ ہے قال ع احادیث آل محمدؐ صعبٌ مستصعبٌ لایومن بہ الا ملک مقرب او نبی مرسل او عبد امتحن اللہ قلبہ للایمان اگر اسپر ایمان نہین ہی اور کلام مایہ شبہ واعتراض دل ہے تو اسکو ملا علی متقی نے بھی

ع ۱ یہ آل محمد کی احادیث عسیر الفہم اور مشکل ہین اوپر کوئی ایمان نہین لاتا ہی مگر فرشتہ یا رسول یا وہ شخص جسکے قلب کا امتحان یقین خدا نے کرلیا ہی کما فی الاساس وہکذا نقلہ ابن ابی الحدید فی شرحہ علی نہج البلاغۃ من الجزو السادس علی الصفحہ ۳۰۱

کنز العمال مین بذکر خلافت ظاہری جناب امیر کے یہ آپکا قول بدین الفاظ نقل کیا
ہی فَاِنّی وزیراً خیرٌ منی لکم امیراً اب خصوصیت جواب مین بذمہ داری فرقہ شیعہ
کے نہین رہی بلکہ اہلسنت والجماعت کو بھی اس اعتراض کا جواب بحمایت خلافت
رابعہ کے واجب لازم ہے مگر وہ کیا جواب دین گے بجز اس کے کہ پیروی خواجہ
مین شبہات ہی وارد کرین ؎ آسمان بار امانت نتوانست نہاد ۔ قرعۂ فال
بنام من دیوانہ زدند لہذا اولاً جواب اجمالاً حوالۂ قلم دقت نگار کیا جاتا ہے قال
اللہ تعالے فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین وقال صلعم فی قصۃ القرطاس
دعونی ذرونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ فی المشکوۃ اب غور کرنا چاہئے
کہ وقت اعراض کرنیکے مشرکین سے حضرت رسالت نبی برحق تھے اور اعراض کرنا بظاہر
منافی منصب نبوت تھا کہ بحالت توجہ ہدایت فرماتے یا جہاد عمل مین لاتے پس یہ اعراض
خلاف امتثال احکام رسالت کے کیا معنے رکھتا ہی جو فوائد رسانی ہدایت جہاد سے حکم اعراض
کا بارگاہ خداوندی سے صادر ہوا اور قولہ صلعم دعونی ذرونی جناب امیرؑ کے
کلام دعونی والتمسوا غیری الخ سے بہت ہی مطابق ہے کہ آنحضرت صلعم نے
نزاع صحابہ سے جو دربارۂ منع قرطاس اور امتثال امر کے مابین اونکے پیش آیا اوسکے قول
فیصل فرمانے سے پرہیز کیا اور عبادت خداوندی اور اپنی مشغولی اوقات کو یاد

ع۱ پس بجالاؤ اوس چیز کو جسکا تمکو حکم دیا گیا ع۲ یعنے چھوڑ دو اور ترک کرو مجھے پس وہ امر کہ مین جس مین مشغول ہون
بہتر ہے اوس چیز سے کہ تم مجھے اوسکی طرف بلاتے ہو ۔

خدا ہین اوس سے بہتر فرمایا حالانکہ قول فصل بظاہر عہدہ نبی ہے فماھو جوابکم ھھنا فھو جوابنا اب تن متین کلام مبین کی رموز جو ہلہم اقتباس از کلام رحمن اور مخبر بدائع بلاغت نشان ہین بعنوان تفصیلی بنظر غور سمجھنے چاہین کہ بیان وزارت و امارت مین محسنات لفظی و مناسبات عرفی ہین اور باعتبار معنی کے اقتباس آیات کریمہ و احادیث خیر البریہ سے اسمین مکنون ہے اول وہ آیہ وافی ہدایہ جو دربارہ استجلاب کے آیا ہے نقل کیا جاتا ہے قال اللہ تبارک وتعالے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ (الی قولہ تعالی) فَإِذَا فَرَغْتَ (من حجۃ الوداع) فَانْصَبْ (علیاً علی الخلافۃ) وَإِلَى رَبِّكَ فَارْغَبْ اور وزیر صیغہ اسم فاعل کا لفظ وزر بمعنے بار و بوجھ سے مشتق ہے جسکے معنی یہانپر بار رسالت کا بٹانے والا اور اوٹھانے والا ہوئے اور حدیث قدسی اَیَّدْتُہٗ بِوَزِیْرِہٖ وَنَصَرْتُہٗ بِوَزِیْرِہٖ بحق جناب امیرؑ منطوق کلام اس معنی کی مبین ہے اور حدیث لایبلغ عنی الا انا او رجل منی جو آنحضرت صلعم نے مخاطباً بابی بکر یوم تبلیغ سورہ برات فرمائی ہے بمفہوم مرام وزارت جناب امیرؑ پر دلالت کرتے ہین حدیث وزارت بشان شاہ ولایت پناہ اصحاب روایت بطرق متعددہ و بالفاظ مختلفہ و بمعانی

ع۱ ایا ہمنے تیرے سینہ کو ای نبی نہین کھولا اور اوتارا ہمنے تجھ سے بوجھ تیرا ایسا یارکہ پیٹھ تیری (گرانباری رسالت سے) توٹی جاتی تھی (ساتھہ قایم کرنے علے کے وزیر تیرا) پس جسوقت تو فارغ ہو حجۃ الوداع سے پس (علے کو خلافت پر) مقرر فرماوے انتھے ۲ یعنے میری طرف سے کوئی پیغام سنین پہونچاوے گا مگر میں خود یا وہ شخص جو مجھ مین سے ہووے ۔

متحدہ بکثرت واردہین اور یہ وجیزہ گنجایش نہین رکھتا جو اونکو نقل کیا جاوے وتلک
الاحادیث فی مودۃ القربی للھمدانی وغیرھا لغیرہ اور حدیث تبلیغ برأت سے
یہ واضح ہوگیا کہ سوائے نبی کے یا سوائے اوس شخص کے جو نبی کا قرابت مین جزو
قریب ہووے کوئی بار متعلق رسالت و تبلیغ کے اوٹھانے والا نہین ہوسکتا اور جو رسالت
کا بوجہ اوٹھاے گا وہی وزیر ہوگا پس غیر شخص نبی کا وزیر نہین کہا جاسکتا اور ہوئد
اور موکد اس خصوصیت جزو نبی کی وزارت کے لئے آیات مذکورہ صدر ہین جو ضرورۃً
قابل اعادہ ہین قال اللہ تعالی واجعل لی وزیراً من اھلی ھارون اخی وقال
اللھم وجعلنا معہ اخاہ ھارون وزیراً اور اخوت حضرت ہارون باحضرت موسے
کتب علماء سیر و اخبار سے سب کو معلوم ہے پھر یہانپر آیات مذکورہ مین بعد ذکر اسم ہارون کے
جو اوس اخوت کا انتباہ فرمایا گیا وہ خالی فائدہ سے نہین ہے ورنہ الفاظ بے ضرورت
کا استعمال کلام الہی مین لغو ہوجاتا ہے وھو محال پس وہ فائدہ یہ ہی ہے کہ وزارت
مخصوص اہل قرابت مین وہ بھی جزو قریب مین من عند اللہ عطا ہوتی ہے اور خلاف اوسکی
بمصداق ولا تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً واقع نہین ہوتا اور کتاب امالی ابن بابویہ
علیہ الرحمہ سے صاحب غایت المرام نے نقل فرمایا ہے رسولخدا صلعم سے کہ فرمایا
خداوند تعالے نے کہا کہ انا اللہ لا الہ الا انا خلقت الخلق بقدرتی واخترت
منھم من شئت من انبیائی واخترت من جمیعھم محمداً حبیباً وجلیلاً وصفیاً

ترجمہ ہر سہ آیہ کی صفحہ ۴۷ پر مذکور ہوئے ۱ اس حدیث قدسی سے وصی و وزیر مقرر ہونا جناب امیر کا من عند اللہ ظاہر ہے ۲ یعنی مین نے

وبعثہ رسولا واصطفیت لہ علیا فجعلتہ اخا ووصیا ووزیرا ومودیا عنہ من بعدہ
الی خلقی وخلیفتی علی عبادی لیبین لھم کتابی ویسیر فیھم بحکمی وجعلتہ العلم
الھادی من الضلالۃ الحدیث پس قولہ وزیرا ومودیا عنہ من بعدہ الے آخرہ
مخصوص عہدہ وزارت بعد النبی پر دلالت کرنیوالا ہے بناء علیہ اس کلام بلاغت نظام
مین جو آپنے اپنی وزارت کو ارشاد کیا ہے وہ بر طبق اقتباس مذکور وزارت من حضرۃ النبوی
عہدہ عطیۂ الٰہی ہے اور یہانپر ذکر اس وزارت کا بکلام مختصر وارد ہی اور آنحضرت علیہ السلام نے
حدیث انشاد مین جو استدلال خلافت پر اس وزارت سے فرمایا ہی اوس مین وزارت کا
من عند الرسول حاصل ہونا مذکور ہی کما قال فانشدک باللہ الی الوزارۃ مع رسول اللہ
والمثل من ھارون من موسی ام لا قال ابوبکر بل لا وکما قال فی حدیث آخر فانشدک
باللہ الی الوزارۃ من رسول اللہ الخ ما قال اور فرمایا انا اخو رسول اللہ ووصیہ و
ولیہ ووزیرہ وصاحبہ وصفیہ وحبیبہ وخلیلہ الحدیث ہذہ فی کتب الاخبار
مثل الامالی لابن بابویہ والاحتجاج للطوسی وغایۃ المرام للہاشم البحرانی علیہم الرحمۃ پس اخبار
مذکورہ سے معلوم ہوا کہ قبل اس خطبہ کے آنحضرت اپنی اس وزارت کو دیگر مواقع پر از منہ
سابقہ مین بھی صاف فرما چکے ہین کہ میری وزارت من عند النبی ہی اور یہانپر اوسکو باعتماد
اظہار وتبیین ماسبق تکرر کے بالفاظ مختصر ارشاد کیا ہے اور یہ اصول مین مقرر ہے

علے کو برادر اور وصی اور وزیر اور پہونچانیوالا احکام شریعت کا نبی کی طرف سے گردانا بعد نبی کے خلق کی جانب
اور اپنا نائب اپنے بندون پر کیا تاکہ بیان کرے اونسے کتاب میری اور اونمین سلوک کرے میرے حکم کیساتھ
اور گردانا اوسکو علم اور نشان ہدایت کرنیوالا ضلالت کے راستہ سے قسم دیتا ہون تجھ کو اللہ کی وزارت پیغمبر کی
میرے لیے اور مثل ہارون کی موسی سے یا تیرے لئے ابوبکر نے کہا بلکہ تیرے لئے کہا مین بھائی پیغمبر کا اور وصی اور
ولی اور وزیر اور مصاحب اور صفی اور حبیب اور خلیل اونکا ہون۔

القران یفسر بعضہ بعضا و الحدیث یفسر القران والحدیث یفسر بعضہ بعضا

اور کلام موجز خام اس سے کہ قرآن ہو یا حدیث بلا توفیق دوسری آیت یا دوسری حدیث کے سمجھ لینا سخت دشوار ہے اور جو معنے کسی آیت یا کسی حدیث کے دوسری آیت یا حدیث کے معنی شامل ہو کر پیدا ہوتے ہین وہ اشارات لفظی سے ماخوذ نہین ہوتے ہین پس یہ کلام رشادت التیام انا لکم وزیرا خیر منی لکم امیرا آپکے اوس کلام ہدایت نظام و حجت انتظام سے توفیق و تطبیق کرنا چاہئے کہ جو قبل اس کے یوم شوری آپنے بنقل حدیث رسول خدا صلعم کی اپنے حق خلافت مین احتجاج پیش فرمایا ہی اور اوسمین ذکر اس وزارت کا بھی وارد ہی کہ قال صلعم علی اخی ووزیری ووارثی ووصیی وخلیفتی فی امتی وولی کل مومن من بعدی الحدیث کما رواہ ابراہیم بن محمد الحموینی وہو من اعیان محدثیہم فی کتاب فرائد السمطین جس سی معلوم ہوا کہ آپنے جو اپنی کو وزیر فرمایا ہی وہ اسی وزارت من عند النبی ہی نہ وزارت کسی خلیفہ سابق یا لاحق کی اور اسی ہونے سے جو وزارت کو بہتر ارشاد کیا ہی وہ یہ ہی خلافت من عند اللہ و وزارت من عند النبی ہی کما عرفت اور جس امارت سے کہ آپنے اعراض چاہا تہا وہ امارت دنیوی ہی جسکو صدر مین مفصلا نقل کیا گیا ہی اور وہ تابع امارت دینی کے ہے کہ خلیفہ نبی مستحق ہی اس امارت کا بحکم ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون کے ہے اور یہ امارت دنیوی ایک ایسا حق اختیاری ہی کہ مستحق چاہین اوسپر قابض ہون چاہین بمصلحت زمانہ

ف ۱ قرآن کی بعض آیات بعض آیتون کی تفسیر کرتی ہین اور حدیث قرآن کی مفسر ہے اور ایک حدیث دوسری حدیث کی مفسر ہے

اوسکو ترک کیے ہین و چھوڑ دین اور جب مناسب دیکھین اختیار فرمالین دیکھو حضرت خلیل جلیلؑ نے بقولہ رب ھب لی حکماً کی اور حضرت یوسفؑ نے بقولہ اجعلنی علی خزائن الارض کی درخواست کرکے تصرف وحکومت فی الارض کو اختیار فرمایا اور رسولخدا نے اوس میراث وحق تصرف کو ہجرت اختیار فرمالینے سے بلد الامین سے اوٹھالیا کیونکہ ہجرت اوسیکو کہتے ہین کہ جس مین تمام تعلقات اوطان سے ترک اختیار کرلیا جاوی پھر سال فتح مین اوسے بلد الامین کو آنحضرت صلعم نے اپنے تحت تصرف وحکومت مین اختیار فرمالیا جس سے صاف ظاہر ہوا کہ یہ حق ترک واخذ مین امر اختیاری انبیاء علیہم السلام کے رہا ہے اور اوسکی ترک سے ازالۂ حق جایز کا کبھی نہین ہوا ہے ویاتی بیانہ فی الباب الثانی مفصلاً پس آپنے اوس وزارت اور منصب کو بہتر امارت سے فرمایا کہ جو حدیث قدسی فجعلتہ اخاً ووصیاً ووزیراً ومؤدیاً عنہ الخ مین مذکور ہے اور اسی لئے امارت کو قبول نہین فرمایا تھا کہ طغیانی ظلم اہل زمانہ سے آپ بخوبی واقف تھے کہ موافق شریعت کے یہ لوگ سلوک کرنیوالے نہین ہونگے اور روزگار کی عدم مساعدت سے امارت کو استحکام نہ ہوگا تو آنحضرت ولایت منزلت کا اعراض فرمانا بالضرور حق وصدق اور عقلاً مناسب والنسب تھا اور جو آپنے امارت وخلافت کو قبول فرمایا وہ بکمال جبر واکراہ کے تھا جسکی خبر خطبہ شقشقیہ مین ماثور ہے کہ آپ فرماتے ہین والناس یہ عوون الی کعرف الضبع قد ثالوا علی من کل جانب حتی لقد وطی الحسنان وشق عطفای مجتمعین حولی کربیضۃ الغنم

ف۱ یعنے لوگون نے بیعت کرنے کی غرض سے میری طرف ہجوم بسرعت تمام کیا مثل ہجوم کرنے گلہ کے اور ہر طرف سے مجھپر اژدہام کرلیا یہانتک کہ حسنین بسبب کثرت ہجوم کے پامال ہوگئے اور شانہ میرا پھٹ گیا تو دیکھا کہ وہ لوگ مثل بکری کے میرے گرد جمع ہوگئے انتہی

بعد ملاحظہ کرنے واقعات مذکورہ کے کوئی شبہ قلوب مومنین مین باقی نہین رہسکتا
ولم یجعل لہ نورا فما لہ من نور اور جو امام زادے متصدی خروج خلفائے دوران
پر ہوئے اونکی سیرت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خلافت اجماعی اہل حق کو برحق
جانتے تھے ورنہ خروج خلفا مجمع علیہم پر نہ فرماتے اور جس خلافت کو کہ وہ خلفائے
اعصار سے اخذ کرنا چاہتے تھے وہ خلافت دنیوی ہی تھی اور یہ کہنا کہ وہ دینی یا دنیوی
خلافت کے مدعی استحقاق تھے یہ کہین ثابت نہین کہ جو اونکی خلافت کو من عند اللہ
سمجھکر مدعی اور متصدی خروج ہوئے ہون بلکہ خروج کرنا امام زادون کا حقیقتاً دم
اساس سقیفہ ہوا ہی اور اونکے اجبار و تعدی پر دفاع کیا گیا ہی والباقی سیاتی ....

باب سوم

ذکر مصالحت امام حسنؑ مجتبی مین امیر معاویہ سے ہی یہان اسقدر انتباہ کرنا کافی ہے
کہ یہ مصالحت و تفویض خلافت متعلق امارت ملکی و خلافت دنیوی کے تھی جسکو مبسوط
مالا کلام و بصراحت تمام صدر مین لکھا گیا ہے اور امر خلافت مین آپکا مذہب بنا بر
اجماع امت اسی امارت ملکی کی نسبت تھا کہ تصرف و تحکم بلا اتفاق رعیت و غلبہ استیلا
میسر نہین ہوتا اور باب اول مین مدللاً و مصرحاً عالی کیا گیا ہے کہ بیعت کر لینا کسی کا
بوجہ مغلوبی کے خلافت دنیوی پر کسی متغلب و ملک عضوض کے موجب خلع امامت
من عند اللہی کا اور ثابت کر لینے والا خلافت دینیہ اوس متغلب بیع کا نہین ہوتا

کیونکہ نفس بیعت علی ما افاد امامہم النووی صرف معاہدہ ہی محض اطاعت کے لئے اور اطاعت
بوجہ تاملوک دنیا کی بھی واجب ولازم ہوتی ہے کما عرفت پس مصالحت یا بیعت علیؑ
تارواہمجھ کر لینا امام حسن علیہ السلام کا اسی نوع سے تھا اسلئے کہ آپکے مضمون مصالحت سے
واضح ہوگا کہ آپنے معاہدۂ عدم منازعت پر بقبول خلافت تملکی امیر معاویہ کے فرمایا تھا
نہ باقرار خلافت دینے کے اور آپکے کسی کلام اور کسی عمل وسیرت سے خلافت دینیہ کا
باجماع امت متحقق ہونا ہرگز ثابت نہیں ہے اور واقعہ مصالحت اور تفویض خلافت
کا بحالت مجبوری وبملاحظہ شباب زمان الف شہر کے پیش آیا ورنہ کوئی وجہ نہیں تھی جو
بطوع ورغبت اختیار فرماتے اور اپنے کو خلافت سے خلع فرما لیتے اور امام معصوم کی یہ
مصالحت بہت مشابہ صلح حدیبیہ حضرت رسالتؐ سے ہے کہ رسالتمآب صلعم نے بھی بنظر
اصحاب ظاہر کے حدیبیہ کی صلح کو بزمان اقتدار وفتوحات دیار وامصار وغزوات قابل
یادگار وجمعیت لشکر بیشمار ۶ سنہ ہجریہ میں مفروریں بدر واحد وخندق سے اختیار
فرمایا اور اپنے حق انما الامر للہ ولرسولہ سے کما ہو فی سنن ابی داؤد اور تصرف
امور اہل مکہ ودخول بیت الحرام سے بہ تحریر صلحنامہ کے دست برداری فرمائی اس
مضمون سے کہ لشکر اسلام داخل مکہ نہوگا بلکہ مدینہ منورہ کو مراجعت کریگا اور مابین
مسلمین ومشرکین کے خلاف حکم قتال قاتلوا المشرکین کافۃ اور خلاف حکم بشارت
فان حزب اللہ ہم الغالبون کے مقاتلت ومحاربت نہوگی اور باہمد گر امن وسلامتی
کے ساتھ ایک فریق دوسرے فریق کے بلاد وامصار میں آمد ورفت رکھیں گے

۱۲ مقاتلت کرو تمام مشرکین سے ۲۲ تحقیق اللہ کا لشکر ہی غالب ہے

اور سال آیندہ جو مسلمان کہ مکہ مین بہ نیت مناسک حج آئین گے تین روز سے زاید
قیام نکرینگے اور ہتیار نہ باندہین گے اور جو شخص مکہ سے بلا اذن کفار قریش کے
بہاگ کر اہل اسلام کے سایہ حمایت مین آئیگا اوسکو اہل اسلام باوجود اوسکے مسلمان
ہونے کے حوالہ مشرکین کردینگے اور جو شخص بلا اذن اہل اسلام کے مشرکین سے جا ملیگا
اوسکو مشرکین واپس نکرین گے اور نیز رسولخدا صلعم نے برطبق تعرض کفار قریش کے
کتابت صلحنامہ سے بجاے تحریر محمد رسول اللہ کے محمد بن عبداللہ لکہا جانا ہی منظور
فرمالیا اور کتابت محمد رسول اللہ کو محو فرمادیا کما ہونی مدارج النبوۃ وغیرہ اسی مقام
پر فوائد عبارت صلحنامہ امام حسن مجتبیٰ کو لکہنا الغرض موازنہ مضمون ہر دو صلحنامہ سے
مناسب ہے امیر معاویہ نے عہدنامہ صلح مین اقرار اپنا یہ مندرج فرمایا تہا کہ ولیس لمعاویۃ
بن ابی سفیان ان یعہد الی احدٍ من بعدہ عہداً وعلی الناس امنون حیث
کانوا من ارض اللہ وعلی ان اصحاب علی وشیعتہ امنون علی انفسہم وامولہم
ونسائہم واولادہم پس اہل نظر بملاحظہ مضمون ہر دو صلحنامہ کے خود اندازہ کر سکتے
ہین کہ حفاظت مسلمین کی جان و مال و اولاد اور اونکی بود و باش مین امن و سلامتی
کونسی صلح مین مندرج تہی اور نکث و انحراف کا وہی فریق ذمہ دار ہو سکتا ہی جو اسکا
مرتکب ہوئی نہ فریق مقابل جو کبہی نکث اپنے عہد سے نکرے پس جس طرح سے کہ پیغمبر خدا

ع ا یعنے معاویہ کو یہ حق نہین ہی کہ کسیکو اپنا خلیفہ مقرر کرے اور معاندہ صلح اسپر ہے کہ لوگ مامون و محفوظ رہین
جس حیثیت سے کہ زمین خدا پر بود و باش رکہتے ہین اور اسپر صلح کیجاتی ہے کہ اصحاب علی اور شیعہ آپکے اپنے
نفوس و اموال و نسوات و اولاد کی طرف سے محفوظ و مصئون رہینگے انتہے کما فی مدارج النبوۃ

صلعم دست برداری تصرف ارض مقدس مکہ معظمہ اور اپنے حق جائز تسلط فی امور
الرعایا سے بروایتے تین سال و بروایتے دس سال کے لی جو یہ مدت آخر انتہائے عمر
شریف آنحضرت صلعم سے بھی متجاوز تھی اور محو فرمانے لفظ رسول اللہ سے معزول النبوۃ
نہین ہوئے کیونکہ یہ تصرف حق تفضلی بالائے منصب نبوت و منصب خلافت دینیہ
کے ہوتا ہی اسکی دست کشی سے اصل رسالت یا دینی خلافت مین کچھ خلل واقع
نہین ہو سکتا اسی طرح امام حسین علیہ السلام کی صلح کا حال مع شے زائد ہے کہ امام معصوم نے
اپنی دست برداری خلافت دنیویہ سے بشرط تحفظ نفوس و اموال مومنین کے
باندراج صلحنامہ اختیار فرمائی تھی اور جو صلح حدیبیہ مین تصرف علی الملک سے دست برداری
تھی وہی دست برداری اس مصالحت مین ہوئی نہ مغائر اوس جنس صلح حدیبیہ کے
اگر مصالحت امام حسنؑ کی موجب شہامت عوام الناس ہوئی زیادہ اوس سے صلح حدیبیہ
مین خواص صحابہ نے شہامت فرمائی تھی حتی کہ پیغمبر خدا کی نبوت و رسالت سے بداعتقاد
ہو گئے تھے حضرت عمر کا قول ماشککت منذ اسلمت الا یومئذ کتب اخبار
و سیر مین مسطور اور السنۂ اہل دین و دیانت پر مذکور ہی اور اب تک پیروان حضرت
عمر درباره صلح حدیبیہ کے طعنہ زن رسول ہا و ہین چنانچہ شیخ المحدثین عبد الحق مدارج النبوۃ
مین ذکر شرائط صلحنامہ مین لکھتے ہین و شرط دیگر عجب شنیع آنکہ ہر کہ از مابی اذن و بیخود
پیش شما بیاید او را پیش ما باز فرستاد اگرچہ مسلمان باشد و ہر کہ از شما پیش ما بیاید او را با

ع: مین نے کبھی امر رسالت پیغمبر مین شک نہین کیا جب سے کہ مین اسلام لایا ہون مگر اج شک کیا ہی

نفر ستیم مسلمانان ازین شرط تعجب کردند و گفتند سبحان اللہ چگونہ باز فرستیم کسی را کہ مسلمان آمدہ چون سہیل ذکر این شرط کرد حضرت فرمود ہمچنین باش عمر گفت الخ مانقلت عنہ اور یہ عجیب شنیع شرط نہ باعتبار شرط کرنے مشرکین کے ہے ہوسکتی ہے بلکہ اس شرط کو جبکہ رسول خدا صلعم نے قبول فرمایا اگرچہ پیش کردہ مشرکین تھی لہذا ہر طور اور ہر طرح حق و صدق ہی نہ عجیب ہوسکتی ہی نہ شنیع ورنہ قبول کرنا اوسکا بھی ماذا اللہ عجیب شنیع ہوجائیگا کیونکہ تقیہ شارع پر عند ہم جائز نہین ہی اور اگر صحت صلح حدیبیہ مین توجیہ ہی تو مصالحت امام حسنؑ مجتبی با معاویہ مین زیادہ تر توجیہات صحیحہ و مصالحہ ظاہرہ پائی جاتی ہین اسلئے کہ توجیہ قاضی کو امامہم نووی نے باب صلح حدیبیہ مین شرح صحیح مسلم کی بدین عبارت نقل کیا ہے ان للامام ان یعقد الصلح علی مایراہ مصلحۃ للمسلمین وانکان لا یظہر ذلک لبعض الناس فی بادی الرای وفیہ احتمال المفسدۃ الیسیرۃ لدفع اعظم منہا او لتحصیل مصلحۃ اعظم منہا اذا لم یکن ذلک الا بذلک انتہی یہان پر فوائد ہر دو صلح کے بنا بر مذاق اہل نفاق و اصحاب وفاق دکہلائے جاتے ہین کہ صلح حدیبیہ کی برکات سے فتوحات مابعد ہیبر گئین کما قالت العلماء اور یہ کہ حضرت عمر کی عقیدت باطنی کا راز کہل گیا جو قولہ ماشکت الخ سے ظاہر فرمادیا اور یہ کہ دیگر صحابہ نے اس عمل سے پیغمبرؐ سے ناخوش ہوکر اپنی خود رائی سے

ف۱ یعنے امام کے لئے جائز ہے کہ صلح کرے بنا بر اپنی مصلحت کے جو مسلمین کے حق مین مفید ہو اگرچہ بعض لوگون کے سرسری نظر مین وہ مصلحت نہ آوے اور اوس صلح مین مفسدہ خفیفہ کا احتمال ہووے اور مفسدہ عظیمہ اوس صلح سے دفع ہوتا ہو یا بغیر من حاصل کرنے ایسی مصلحت کے صلح کرے جو بمقابل مفسدہ صلح کے زیادہ تر مفید ہو بشرطیکہ وہ مصلحت مفیدہ بلا اوس صلح کے حاصل نہو سکتی ہو انتہے

اعتراض جمائے اور یہ کہ صلح باشرکین جبکہ حکم سیف نافذ ہوا ہی جائز و ثابت ہوئی اور یہ کہ
صلح باشرکین مین شرط امن و امان مسلمین کی ضرور نہین اور یہ کہ پیغمبرؐ یا امام اپنے جایز حق کو
جو تصرف فی امور الرعایا اور تسلط ملکی ہی چھوڑ سکتا اور دست بردار صلح مین ہو سکتا ہی
وہی مطمئو بنا اب سباب ضروری مصالحت امام حسنؑ کو بیان کیا جاتا ہی کہ امام معصوم نے بملاحظہ
غدر و بیوفائی اہل کوفہ کے اور اونکی سازش باامعاویہ سے مجبور اصلح اختیار کی تھی نہ بطوع و رغبت
جسکو مفصلاً عنقریب ذکر کیا جاویگا اور ظاہر ایہ مجبوری حدیبیہ مین پیش نہین آئی اور یہ کہ صلح
مین پاس و لحاظ نفوس و اموال مومنین و عامۃ الناس کا اول مرعی فرمالیا اور بالاتر انکہ
اس صلح مین بنظر تحفظ دماء مسلمین کے اپنے حق جایز تصرف ملکی سے قطع نظر فرمادے
اور یہ کہ حق مقطوع النظر خلافت دینویہ ہی تھا اور یہ امر احادیث کثیرہ و افادات معتقدین
معاویہ سے بخوبی واضح ہے مشتے نمونہ لکھا جاتا ہے کہ حدیث معتبر علے زعمہم و بسیار
مشہور بین الجمہور الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ ثم یکون ملک عضوض کما
فی الصدر مخبر ہے کہ زمانہ مصالحت پر خلافت ختم ہو گئی تھی بعد ازان تسلط ملک عضوض
کا ضروری تھا جو سنہ چالیس ہجری مین حادث ہوئی ہی کما سبق سابقا پس سال جماعت مین
جو عہد دولت امیر معاویہ کا ہوا بدو زمان ملک عضوض کا تھا اگر آپ صلح نفرماتے اور خلیفہ رہتے
تو معاذ اللہ آپ ہی مصداق ملک عضوض کے ہو جاتے اور جو حدیث امیر معاویہ کی محدث
ترمذی سے علامہ علاء الدین نے اپنی کتاب محاضرات الاوائل مین نقل کی ہی کہ ما زلت
اطمع فی الخلافۃ منذ قال لی رسول اللہ صلعم یا معاویۃ اذا ملکت فاحسن

کما ذکرتہ سابقا اوس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہی کہ خلافت امیر معاویہ ملک داری بنا بر حدیث نبوی کے تھی اور تملک و خلافت مرادف المعنے بھی ہین اس لئے کہ پیغمبر خدا نے بشارت مُلک کی سنائی اور امیر معاویہ نے جو مفوض الیہ خلافت تھے اوس ملک کو خلافت سے تعبیر کیا تو خلافت بمعنی ملک و سلطنت ثابت ہوئی اور قاموس مین بھی الخلیفۃ السُّلطان الاعظم لکھا ہی اور یہ حدیث صاحب اوائل نے ذکر تفویض خلافت امام حسنؑ مین بھی نقل فرمائی ہے جس سے مَلِک ہونا امیر معاویہ کا بعقیدت صاحب اوائل ثابت ہوا و فی تاریخ الخلفاء للسیوطی و اخرج ابی شیبۃ فی المصنف عن الشعبی قال دخل شاب من قریش علی معاویۃ فاغلظ لہ فقال ابرز الخی انما نحن عن السلطان ان السلطان یغضب بغضب الصبی و یاخذ اخذ الاسد کما مضی اس روایت سے واضح ہوا کہ امیر معاویہ خربًا و تقینًا اپنے کو سلطان دنیا جانتے تھے اور امام حسنؑ علیہ السلام نے بھی جو مُفوّض الخلافۃ تھے اوس خلافت مُفوّض کردہ کو ملک سے ہی تعبیر فرمایا ہی جبکہ کسی شخص نے مثل عمر خطاب طاعن صلح حدیبیہ کے حضرت امام حسنؑ سے کہا السلام علیک یا مُذِلّ المومنین تو آپ نے فرمایا لستُ بمُذِلّ المومنین و لٰکنّی کرھت ان اقتلکم علی الملک کما ھو فی تاریخ الخلفاء للسیوطی پس کلام مُفوّض و مفوض الیہ و نیز عقیدت پیروان مفوض الیہ سے ثابت ہوا کہ خلافت مفوضہ ریاست دنیویہ تھی نہ خلافت دینیہ اور جبکہ خلافت امیر معاویہ کو مخبر صادق نے سلطنت فرمایا اور مفوض اور مفوض الیہ نے بھی سلطنت

ہ علیہ السلام ہوای آذلیل کرنیوالے مومنین کے ۲ یعنی مین ذلیل کرنیوالا مومنین کا نہین ہون لیکن مین نے کراہت کی اس امر سے کہ مقاتلہ کرون تمکو اوپر ملک کے اور

ہی سمجھ کر دیا اور لیا تو وہ خلافت دینیہ کس طرح سمجھی جا سکتی ہی اور امام معصوم کیونکر خلافت
ناقابل لانتقال و ناقابل الخلع کو ممکن الایصال و سہل التفویض فرما سکتے تھے کہ تقرر اُسکا من
عند اللہ ہوتا ہی اور متصرف امور کے لئے وہ زمانہ ملک عضوض کا مقدر ہو چکا تھا تقدیر الہی مین
وہ زمانہ اندر الف شہر کے آگیا تھا یہ اُسکو کسطرح صالح خلافت حقہ دینیہ بنا سکتے اور یہ کہ امام معصوم
نے مصالحت کسی مشرک یا کافر معلن ہی نہین کی بلکہ طرف مقابل مسلمان صورت مدعی
اسلام تھے خلاف طرف مقابل صلح حدیبیہ کے کہ علی الاعلان مشرک و کافر تھے اور یہ کہ اس صلح کو
تا حیات معاویہ محدود فرمایا تھا دوامًا اوسکے اور اوسکی اولاد کے لئے خلافت کو تفویض نہین کیا
خلاف صلح حدیبیہ کے کہ معاہدہ دس سال کیلئے مشرکین سے کیا گیا گویا کہ اپنے بقیہ عمر کی مدت سے
رسولخدا صلعم نے کہین زاید قبول فرمالیا تھا کیونکر صلح حدیبیہ ۶ سنہ ہجری مین ہوئی اور وفات
آپکی ۱۱ سنہ کے اوائل مین حادث ہوئی جس مین دست برداری اہل اسلام کی تصرف و
تملک ارض مقدس بلد الامین سے بعد الرسالۃ بھی مستلزم تھی مگر تقدیر انیز دی نے اوسکو نافذ
نہین رکھا اور یہان امیر معاویہ نے اپنے نکث و تخلف و انحراف و غدر سے اوس خلافت
کو اپنی اولاد مین نافذ فرمادیا اور جماعت اسلام نے اس غدر کو جایز گردان لیا اب بنظر
توضیح و تصریح واقعہ مصالحت امام کو و نیز بعض وجوہ مصلحت و مجبوری کو اونحضرت علیہ
السلام کے ابو الحسن المدائنی سے جو ابن ابی الحدید نے سولھوین جزو شرح نہج البلاغہ مین
بعد نقل واقعہ بیعت اہل کوفہ کے لکھا ہی حالی کیا جاتا ہی ثم وجہ عبید اللہ بن عباس

۱؎ یعنے امام حسنؑ نے بعد بیعت لینے اہل کوفہ سے عبید اللہ بن عباس کو معہ قیس بن

ومعه قیس بن سعد بن عباده مقدمتہ له فی اثنی عشر الفا الی الشام هو یرید المدائن فظعن بساباط واشهب متاعه ودخل المدائن وبلغ ذلک معاویة فاشاع وجعل اصحاب الحسن الذین وجه مع عبید الله یتسالمون الی معاویة لوجوه وهن البیوتات فکتب عبید الله بن العباس بذلک الی الحسنؑ فخطب الناس وقال خالفتم ابی حتی حکم وهو کاره ثم دعاکم الی قتال اهل الشام بعد التحکیم فابیتم حتی صار الی کرامة الله ثم بایعتمونی علی ان تسالموا من سالمنی وتحاربوا من حاربنی فدا تانی ان اهل الشرف منکم قد اتوا معاویة وبایعوه الی ان نقتل عنه وارسل عبید الله بن الحارث بن نوفل الی معاویة یسأله المسالمة واشترط علیه العمل بکتاب الله وسنة نبیه ان لا یبایع لاحد من بعده وان یکون الامر شوری وان یکون الناس لهم آمنون اینما کانوا فاجابه الحاجة ابو الحسن الجملیس

عبادہ سردار لشکر دوبارہ ہزار محاربین کے شام کی طرف روانہ فرمایا اور خود حضرتؑ بعد روانگی لشکر کے مدائن تشریف لیجانے کا قصد کیا جسکے کہ اثنائے راہ مین بمقام ساباط زمنی کئے گئے اور مال ومتاع غارت کیا گیا اور آپ داخل مدائن ہوئے اور یہ خبر معاویہ کو پہونچی اسنے اسکو مشتہر کیا وہان لشکر مین عمائد اور اہل وجاہت نے معاویہ سے سازش وآمیزش کرلی اور یہ خبر سازش کی عبید اللہ نے خدمت مین امام ہمام کے لکھنہ بھیجی تو آپ نے خطبہ ادا فرمایا اور اہل کوفہ سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ تم وہ لوگ ہو کہ تمنے میرے پدر بزرگوار سے مخالفت کی یہانتک کہ قصۂ تحکیم پیش کیا کہ وہ جناب اُس سے کارہ تھے پھر اُن جناب علیہ السلام نے بعد قصۂ حکمین کے تمہین دعوت قتال کی اہل شام پر فرمائی اور تمنے اُس سے انکار کیا حتی کہ اُن جناب نے وفات پائی پھر تم نے میری خلافت پر بیعت کی اس شرط پر کہ جس شخص سے کہ صلح کرون تم بھی اُس سے صلح کرو اور جس کسی سے کہ مین جنگ کرون تم بھی اُس سے جنگ کرو اور مجھی خبر ملی ہے کہ تم مین سے اہل
فحرف نے معاویہ سے بیعت کرلی ہے انتہی

واقعہ کے نقل کیا ہی کہ آپنے معاویہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اس شرط کی ساتھہ کہ رعایا سے
برطبق احکام خدا اور رسول کے سلوک کرے اور یہ کہ اپنے بعد اپنا خلیفہ مقرر نکرے
اور یہ کہ تقرر خلافت کا برطبق مشورت مسلمین کے ہووے اور یہ کہ تمام لوگ مامون
اور محفوظ ظلم و جور و قتل و نہیب سے رہین انتہے اور ابن ابی الحدید نے دوسرے مقام
پر اپنی شرح مین مدائنی سے اس طرح بہی نقل کیا ہی جو فی الجملہ منافی روایت مذکورہ کی ہی
اور حاصل اوس روایت کا یہ ہی کہ جب امام ہمام نے خطبہ مین حال بیوفائی اہل عراق کو
اعلام فرمایا تو اہل ساباط نے آپکے قول انکم باعثمونی علی ان تسالموا من سالمت
و تحاربوا من حاربت سے یہ استنباط کیا کہ آپ معاویہ سے صلح کرنا چاہتے ہین
اس لئے شکایت بیوفائی اور ترغیب صلح کی فرماتے ہین حالانکہ یہ خطبہ ظاہر ہر دیدہ ور یافت
حال سازش کوفیان کے ارشاد فرمایا ہی اس روایت سے یہی ثابت ہوتا ہی کہ امام
علیہ السلام کو خبر سازش لشکر کی قبل اس خطبہ کے پہونچ چکی تہی اوسکی دریافت حال
مین آپنے استمزاجاً ذکر مصالحت کا فرمایا تہا چنانچہ قولہ قد اتوا معاویۃ و بایعوہ
جو شامل خطبہ مذکورہ ہے اسکا مخبر اور مظہر ہے پھر نہج اسپر وہ ساباطی بدگمان ہوگئی
فقال الناس ما قال ھذا القول الا و ھو خالع نفسہ و سلم الامر لمعاویۃ فثاروا بہ
فقطعوا کلامہ و انتہبوا متاعہ و انتزعوا مطرفا کان علیہ الی ان نقل و اختلف
الناس فصارت طائفۃ معہ و اکثرھم علیہ فقدموا سنان بن الجراح الاسدی الی
مظلم ساباط فاقام بہ فلما دنا معہ تقدم الیہ بکلمہ و طعنہ فی فخذہ بمعول طعنہ

کادت تصل الی العظم فغشی علیہ الخ اور واقعہ بدگمانی اور ضربت سنانی اور انتہاک حرمت بارتکاب غارت وغیرہ کا قبل از وقوع صلح کے ہے پس ان واقعات وحوادث ناہنجاران پر اگر آپنے نصرت اعوان سے قطع امید فرماکر مصالحت فرمائی بعد اسکے کہ آپکو قبل از انحراف اہل ساباط کے معلوم ہوچکا تھا کہ عمائد لشکر نے معاویہ سے آسیر مش کرلی ہے اور مصلحت صلح بنابر افادہ قاضی عیاض کے آنفاً معلوم ہوچکا کہ امام مجاز اوسکا ہے تو اس مجبوری پر کوئی سقم شرعی اور عقلی اس مصالحت مین نہین عاید ہوسکتا نہ اس مین تفویض خلافت دینیہ کی متوہم ہوسکتی ہے اور معاہدہ بیعت بھی بعد دریافت ہونے اقسام موسعہ بیعت کے کہ بیعت علی السلطنۃ وبیعت بالکراہت وبیعت علی الضلالۃ وبیعت فضولی وغیرہا بنابر سیرت صحابہ جائز ہین تو آپکا بیعت کرنا اگر ثابت ہووے تو وہ منحصر بیعت علی الخلافۃ الدینیہ کے نہین ہوسکتا اور جبکہ خلافت امیر معاویہ کی منصوص کثیرہ وافادات جمہ ریاست وسلطنت دنیوی تھی تو کسی معتقد کی بیعت علی الخلافت الدینیہ سے ایسی خلافت کی اور ایسے خلافت کیلئے جسکا کفر وفسق بھی مباح ہی قلب ماہیت نہین ہوسکتا کما فصلت فی الصدر تفصیلاً واضحا

پس یہ صلح حسب افادہ قاضی عیاض کے بھی موجب خلع امامت حقہ وخلافت

حاشیہ صفحہ ۸۰ آپ یعنے لوگون نے کہا کہ یہ کلام اونہون نہین ادا کیا مگر ہی ذات کو خلافت سے علیحدہ کرلیا اور معاویہ کو خلافت حوالہ کردی ہے پس وہ لوگ آپ پر ٹوٹ پڑے اور آپکا کلام قطع کردیا اور مال واسباب آپکا لوٹ لیا اور آپ کی چادر خز کو اوتار لیا اور یہ لوگ دو گروہ ہوگئے کچھ آپکے تابع رہے اور بہت سے لوگ آپ سے منحرف ہوگئے (قرآن مین بھی گروہ قلیل کی مدح اور طوائف کثیر کی مذمت جابجا وارد ہے) سنان بن ابراہ اسدی ساباط کی اندھیاری مین پیشقدمی کرکے جا کھڑا ہوا جب آپ اوسکے قریب پہونچے سنان نے طعن نیزہ سے اقدام کیا کہ جو آپکے فخذ مبارک پر زخم آیا قریب تھا کہ ہڈی تک پہونچے پس آپ غش ہوگئے انتہے

دینیہ نہین ہے وہو المطلوب اور بلا شبہ آپ اور دیگر حضرات امامت درجات خلافت
دنیویہ کو باعتبار قبض و تسلط کے اہلیت مین محدود نہین سمجھتے تھے بلکہ اہلیتؑ مین
مفقود دیکھتے تھے اور ہر غیر مقید شخص و طاغی و باغی کے بیعت طوعًا ناجایز اور کرہًا جایز
جانتے رہے ہین پس تابع خلفاے جور کے رہنا ائمہ طاہرین کا آپ حضرات کی امامت
حقہ و خلافت دینیہ کے فزیل و منافی نہین ہو سکتا حضرات انبیاء علیہم السلام اکثر
تابع ملوک و سلاطین دنیا کے رہے ہین مگر اونکی نبوت و رسالت مین شرعًا فرق نہین آیا
چنانچہ بعد انقراض زمانہ خلافت و نبوت حضرت آدم کے حضرت شیث پیغمبر کبیورث
بادشاہ کے بعد اور حضرت ادریس نبی بعد قلع و قمع کرنے اولاد قابیل کے اور حضرت نوح
بعد زوال سلطنت فرعان شاہ مصری کے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ بعد ہلاکت
نمرود بابلی کے اور حضرت یوسف نبی بعد وفات ریان بن ولید بادشاہ مصری کے اور
حضرت موسیٰ بن عمران بعد غرق ولید بن مصعب فرعون مصر کے اور حضرت یوشع بعد
قتل کر دینے بالق بادشاہ بلقان کے اور حضرت داؤد پیغمبر بعد قتل کرنے جالوت کے
اور حضرت سلیمان نبی اللہ بعد تسخیر جنات و طیور و غیرہا کے جامع النبوۃ و السلطنۃ
ہوئے ہین اور قبل اسکے اکثر حضرات ان مین سے اور دیگر انبیاء ذوی الاحترام اپنے اپنے
زمانہ نبوت مین تابع و مطیع و رعیت ملوک دنیا کے رہے ہین مثل حضرت الیاس و حضرت
الیسع کے کہ عہد سلطنت کیقباد کیانی مین تھے اور مثل حضرت ہود اور حضرت صالح کے
کہ زمانہ ملکت مین جمشید ملک عجم کے اور مصر بادشاہ مصر کے اور افریدون و آدیانی کے

اور مثل حضرت یونس و دانیال پیغمبر کے اور مثل حضرت ارمیا کے جو تابع سکندر کے تھے اور مثل حضرت زکریا و یحیی و حضرت عیسے کے عہد بادشاہت خاندان اشغانیہ کے بسر فرماتے رہے اور حضرت یوسف نبی اللہ تو عزیز مصر کے تابع و منقاد بحیثیت عہدہ وزارت و خدمت ملازمت کے رہے ہین جیسا کہ محاضرۃ الاوائل مین علامہ المتعصبین علاء الدین نے نقل کیا ہے و فرعون یوسفؑ الذی استوزرہ و ملکہ علی مصر مگر انبیاء کر سطیع ہونیسے وہ سلاطین عصر دینی خلیفہ نہین ہوئے حالانکہ جملہ حضرات انبیاء مستحق وراثت ملکی حضرت آدم و حضرت شیث و حضرت نوح کے بالقطع والیقین تھے مگر اون مین بعض جامع النبوۃ والسلطنۃ بعد از انقراض مدت نبوت کی ہوئی اور اکثر انبیاء کو سلطنت حاصل ہی نہین ہوئی بلکہ مفہوم آیہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ حضرات بحالت مغلوبی کے شہید ہو گئے پس یہ ہی حال حضرات ایمہ اطہار نوابان سید ابرار کا گذرا ہے کہ بعض حضرات جامع الامامۃ الحقہ الدینیہ والخلافۃ الحقہ الدنیویہ ہوے اور اکثر انمین کے مغلوبی کی حالت مین بسر کرتے رہے جس طرح انبیاء کی نبوت مین بوجہ حرمان سلطنت کے کوئی رخنہ نہین آیا اسیطرح حضرات ائمہ معصومین کی امامت دینیہ مین بوجہ فقدان تسلط و تصرف مذکور کے نقصان پیدا نہین ہوتا ہے جو تاریخ الانبیاء و کتب سیر و اخبار بامعان نظر دیکھے ہوئی ہے اوسکو امام ہمام کا معاویہ کے تابع ہو کر رہنے مین کوئی شبہ و سقط آپکی امامت حقہ مین عارض نہین ہو سکتا ہے اور حدیث صامنا احدٌ الا قمنا فی عنقہ بیعۃ لطاغیۃ زمانہ سے یہ متوہم نہین ہوتا ہے کہ بیعت کرنے سے ہر صاحب

شوکت خلیفۃ المسلمین ہوسکتا ہے بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہی کہ اگر بیعت طاغی زمان کرلیجاوے
وہ طاغی کا طاغی باقی رہتا ہے اوس مین کچھ تغیر نہین ہوتا اور یہ حدیث منافی احتجاج
انا احتج علیکم کما احتججتم کے بھی نہین ہے اسلئے کہ دعوی خلافت بنا بر قرابت
باعتبار استحقاق کے تہا اور تسلیم خلافت بسبب تغلب و استیلا کے واقع ہوئی
اور وہ متغلب بنی امیہ سے ہو یا بنی عدی سے اُسکے لئے خصوصیت کسی قبیلہ کی نہین
پس وہ بنی ہاشم سی کیلئے مختص و مخصوص ہوسکتی ہی اس مقام سی یہ مسئلہ بھی حل ہوتا ہی کہ جسطرح
بیعت اہل الحل والعقد سی خلافت حقہ کیا خلافت مطلقہ حاصل اس سے کہ علی السلطنۃ ہو یا
بنا بر عہد مستخلف کے ہو یا باطلہ متحقق نہین ہوتی کالبیعۃ للمعاویۃ فی قصۃ
الحکمین وبیعۃ مروان وعبدالملک فی زمان ابن الزبیر عندھم فھکذا بیعۃ
معاشر الخلفاء منھم عندنا اسیطرح تسلیم خلافت سی خلافت باطلہ منقلب انے بطلان
سے حق کی طرف نہین ہوتی ورنہ فضل فاضل کتاب ابطال مین نفرماتے واما معاویۃ
فانہ کان من ملوک الاسلام والملوک فی اعمالھم لا یخلون عن المطاعن فافھم
پس اگر امیر المومنینؑ و امام حسنؑ سبط خیر المرسلینؐ نے اون امراء کی بیعت بھی کرلی ہو جنکی
امارت کا ذکر اور جواز انکی بیعت کا احادیث ملاحم و فتن مین ماثور ہی جیساکہ پیغمبر خدا
صلعم نے بجواب ابوذر غفاری کے اطاعت امرائے جور مین حکم فرمایا کہ

ا جیساکہ بیعت معاویہ کے قصہ حکمین پر اور بیعت مروان اور عبدالملک کی حیات ابن زبیر خلیفۃ الاسلام مین
نزدیک اہلسنت کے بھی غیر موثر و باطل و عبث تھی پس اسیطرح بیعت معاشر خلفاء کے نزدیک ہمارے غیر موثر و باطل
ہوئی ہے ۲ معاویہ ملوک اسلام سی تھے اور ملوک اپنی حالات مین مطاعن سے خالی نہین ہوتے۔

تسمع وتطیع وان ضرب ظهرك واخذ مالك فاسمع واطع یعنی امرائے
جور کی اطاعت کر اگرچہ وہ تجھے ماریں اور تیرے مال کو غصب کرلیں تاہم اونکی حکم
کو بگوش تعمیل سن اور امتثالاً اطاعت کر انتہے اور معاہدہ بیعت مین بھی یہ ہی الفاظ
بالسمع والطاعة ہوتی ہین تو بعد از جواز شرعی بیعت امرائے جور کے آپ حضرات
کی بیعت کر لینے خلافت دینی اور امامت یقینی کو ثابت کرنے والی نہین ہی اول تو الفاظ
بیعت ہر دو حضرات کے کہین نقل نہین ہوئے ممکن ہی کہ وہ بیعت علی السلطنت
صرحتاً یا بیعت علی الخلافہ تجملاً و مبہماً ہون دوسرے عام لفظ بیعت کیلئے بالسمع والطاعة للخلیفہ
ہین جو واسطے خلیفہ دین و ملک دنیا کی مستعمل ہوسکتی ہین اسلئے کہ اطاعة السلطان واجبة بھی متفق علیہ ہے
اور حدیث ابوذر غفاری اوسکی موید ہے اگر بیعت مین لفظ صحیحہ شرعیہ و اشتمال ذلک بھی شامل ہوتا تاہم
بعد جواز اطاعت سلطان کے اطاعت اوسکی صحیحہ شرعیہ کبھی جاسکتی ہی چنانچہ اطاعت امراء وائمہ جبروت مین صحابہ نے
عبادت مین ترمیم کردینے کو جائز رکھا ہی اور امور ملکی معاہدات دنیوی مین بدرجہ اولے اطاعت کرنے امراء جور کی
شرعاً مشروط ہوسکتی ہی چنانچہ ازالة الخلفا مین ماثور ہی کہ صلی ابن مسعود بمنی مع عثمان اربعاً
فقیل له اتحدثنا ان رسول الله صلعم صلی رکعتین وابابکر وعمر فقال بلی ولکن عثمان امام اوآخالف
والخلاف شر واخوہ ہو کہ اس حدیث مین لفظ امام بسیاق لفظ شر کے بمعنی بادشاہ کے ہی اور صاحب تحفہ نے بھی حقیقة
ششم باب ہفتم مین یہ فائدہ فرمایا ہی کہ امامت نزدیک اہلسنت بمعنے پیشوائی در دین اطلاق کنند الی ان
قال ونگاہے امامت بمعنے بادشاہت وریاست نیز اطلاق کنند فتدبر

ابن مسعود نے (وہ اضحالی کالنعوم کے نجم طالع ہین) خلیفہ ثالث کے ساتھ بمقام منیٰ (کہ وہ
حالت سفر مین قصر نماز کی تھی) چہار رکعت نماز پڑہی آپ سے کہا گیا کہ آپ نے ہمسے نقل نہین کیا کہ سو خود آپ نے اور شیخین نے دو رکعت نماز پڑہی
ابن مسعود نے کہا کہ ہان لیکن عثمان بادشاہ ہی آپ بادشاہ کی خلاف کرنیوالا ہوسکتا ہون حالانکہ بادشاہ کی خلاف کرنے مین شر و فتنہ ہے انتہی

اور مثل اسکی روایت مشکوۃ شریف کی ہے کہ ابن عمر خلیفہ ثالث کیساتھہ چہار رکعت نماز
سفر اور تنہائی مین دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے اور سیرت صحابہ سی امر بالمعروف و نہی عن
المنکر خدمت مین سلاطین و ملوک اسلام کے ناجائز بلکہ موجب اہانت خدا قرار پا گیا ہے
کہ جو شخص بھی ارادہ نہی عن المنکر کا کرتا تھا حضرات صحابہ سے تخویف کیجاتی تھی کہ خدا اہانت
کرتا ہے اوسکی جس نے بادشاہ کی اہانت کی تو ایسے جلالت اور جبروت والے امرا اسلام
جنکے فسق پر نہی کرنا عند الصحابہ موجب اہانت خدا کا تھا باقتضای زمانہ بنظر تحفظ نفوس
واموال مومنین کے ایسے امرا جور واجب الاطاعۃ ضرور تھے چنانچہ مشکوۃ کی کتاب الامارۃ و
الخلافۃ مین زیاد بن کسیب عدوی تابعی سے منقول ہے قال کنت مع ابی بکرۃ تحت
منبر ابن عامر وھو یخطب وعلیہ ثیاب رقاق فقال ابو بلال انظروا الی امیرنا
یلبس لباس الفساق فقال ابو بکرۃ اسکت سمعت رسول اللہ صلعم یقول من اھان
سلطان اللہ فی الارض اھانہ اللہ رواہ الترمذی اور یہ ابن عامر صحابی ہی جو طرف سے
امیر معاویہ کی والی مصر و بصرہ تھا اور نام صحابی موصوف کا عقبہ بن عامر اور الجہنی باعتبار
نسب کے ہے اور بنا بر افادہ صاحب تقریب یہ صحابہ مین فقیہ و فاضل کہا جاتا ہی اسوجہ سے
کہ یہ از جملہ روسا محارمین امیر المومنین کے تھا اس روایت سے بھی ملک دنیا ہونا
والیان معاویہ کا دلیل سلطنت امیر معاویہ کی ہے اور ظہور فسق اونکا ظاہر ہے

۱؎ یعنی زیاد نے کہا کہ مین ابو بکرۃ صحابی کے ساتھہ تحت منبر ابن عامر کے بیٹھا تھا جبکہ وہ خطبہ پڑھ رہا تھا
اور باریک کپڑے پہنے ہوے تھا ابو بلال نے کہا کہ دیکھو ہمارا امیر لباس فساق پہنتا ہی ابو بکرۃ بولے
ساکت رہو مین نے رسولخدا سے سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ جس شخص نے سلطان خدا کی زمین پر تسلط ہوا ہو اہانت کی

اوسکی اللہ توہین فرماتا ہے انتہے

شاید کہ فسق موجب تفقہ فی الدین ہوا ہو ویسے پانچوین بیعت آپکی بالکراہۃ خلفائے جور سے کر لینے تمامتر اشکالات کو رفع کرتی ہے جس کے جوانکی اسناد مفصلاً صدر سین مذکور ہوئین ملاحظہ

باب چہارم

در توجیہ جہاد امام حسینؑ

ذکر امام حسینؑ کی بیعت اختیار نفرمانے مین ہے آپکا بیعت نکرنا اور امیر المومنین اور امام حسنؑ کا بیعت کر لینا علی ما تحدث العامہ کسیطرح متبائن فی السیرۃ نہین ہوسکتا نہ حدیث الخلافۃ محرمۃ علی ولد ابی سفیان و حدیث ما منا احد الا تقع فی عنقہ بیعۃ لطاغیۃ اہل زمانہ باہم معارض ہین کیونکہ باہم متعارض نہونا ہر دو حدیث کا تو اسوجہ سے ہے کہ خلافت حقہ صادقہ ضرور اولاد ابو سفیان پر حرام ہے اور جہانتک کہ ثابت ہوا اونکی امارت دنیویہ ہی ہوسکتی ہے اوسمین بھی ریاست صادقہ دنیویہ بوجہ اونکی ضلالت اور تابع شریعت نہونے اور علی الاعلان فسق و فجور کرنے کے صادق نہین آسکتی ہے اور اونسے بیعت کرنا بنفس فعل بیعت کے صحیح خلافت کسیطرح نہین کما ذکرت مکررا کیونکہ فسق خلیفہ اور اوسکی بیعت عمل صحابہ و تابعین سے جمع ہونی پائی گئی ہین کما نبہت علیک مرارا آپس تناقض و تعارض ہی کیا ہوسکتا ہے اور تبائن فی سیرۃ الائمہ نہونا بیعت کرنے اور بیعت نکرنے سے اقسام خلافت و بیعت سے بھی ظاہر ہوچکا ہے اور جواب اسکا پانچ فصلونمین مذکور ہوتا ہے فصل اول جواب اجمالی مین فصل دوم جواب تفصیلی مین فصل سوم مین جواب آیات قرآنی سے دیا ہے فصل چہارم مین جواب لفظ بلفظ حسب احکام

ظاہری کے ہی فصل پنجم مین جواب حسب احکام باطنی کے دیا گیا ہے

فصل پہلی

اولاً اجمالاً حالی کیا جاتا ہی کہ حقیقت بیعت عہد خلافت یزید و عبدالملک کے تو معلوم ہوگئی کہ اوسمین اقرار و معاہدہ عبدیت لیا جاتا تہا اور داغ غلامی بیعت کرنیوالون کے ہاتہون اور گردنون پر لگائے جاتے تہے اور امام حسین کا یہ فرمانا کہ لا واللہ لا اعطیتکم بیدی اعطاء الذلیل ولا اقر لکم اقرار العبید اوسی بیعت کیطرف دلالت کرتا ہی جسمین بندگان ذلیل مثل بہائم کے داغ لگائے جاتے تہے اور اقرار رقیت و عبدیت کا لیا جاتا تہا اور جس خلافت پر کہ بیعت امام حسین سے طلب کیجاتی تہی وہ عہدنامہ امیر معاویہ با امام حسن سے بالکل خلاف تہی اسلئے کہ بعد امیر معاویہ کے خلافت کا تقرر بربناے شوری ہونا چاہئے تہا جو امیر معاویہ نے برخلاف اوس نامہ کے یزید کو خودرائی سے خلیفہ اپنا مقرر کردیا اور لوگون سے جبراً و کرہاً و تحذیراً عن الفتن بیعت لیلی جو یہ خلافت شرعاً بیعت طلب اور مستحق للبیعۃ قرار دیجاوی اور حدیث ابن عمر جو صدر مین گذری انکان بلاء صبرنا اوس بیعت بالکراہۃ والبلاء و تحفظا عن الشرور کے تصدیق کرنیوالی ہی اور خلافت امام حسن تک بیعت مین یہ اختراع رقیت و داغ غلامی کا نہین ہوا تہا پس مابین سیر تہا ہی

ع۱ یعنے قسم بخدا مین اپنا ہاتہہ تمہارے ہاتہہ مین مثل ہاتہہ دینے ذلیل لوگون کے نہ دونگا اور تم سے لونگا مثل اقرار کرنے غلامون کے نکرونگا ع۲ اگر خلافت یزید کے بلا ہووے تو ہمنے اوسکی ہاتہہ بیعت کرلینے پر صبر کیا

ائمہ کے منافات بوجہ تغیر حیثیت معاہدہ سبعیت کے نہین ہوئی ممکن ہی کہ یہ اختراع اگر عہد
امامت امیر المومنین یا عہد خلافت امام حسنؑ علیہما السلام مین واقع ہوتا تو یقین ہے
کہ وہ حضرات بھی ہرگز اختیار نفرماتے جو یہ معاہدہ رقیت و داغ غلامی کسی ملت و دین
مین فی وقت من الاوقات انبیا نے بھی بحالت تابع سلاطین ہونے اور اپنے ضعف
و اضطرار کے کبھی جایز تجویز نہین فرمائی ہین تو امام پر ایسی سبعیت کا کرنا جو احاد الناس
کے لئے بھی اہل اسلام سے کوئی تجویز نہین کر سکتا کس طرح اختیار کرنا تجویز ہو سکتا ہی
کہ بظاہر اسلام رقیت کا اقرار و اطلاق ہر مسلمان پر روا نہین ہو سکتا نہ غیرت عرفی نہ
حمیت شرعی اسکی موئد ہو سکتی ہے اور علاوہ ناجوازی رقیت المسلم اور غیرت متحتم کے
دیکھا جاتا ہی کہ شخص واحد بھی باختلاف اوقات و ضرورت احوال متغیرہ کے متصدی
افعال متنوعہ کا ہوتا ہے اور سجایا حضرات ائمہ معصومین کے مطابق سیرت حضرات
مرسلین و برطبق سنت ختم النبیین تھے اور انبیا علیہم السلام کے بھی حالات اور واقعات
باعتبار حوادث واقعہ کے یکسان حالت پر نہین رہی صدر مین گذرا کہ حضرات انبیاء
مین بعض جامع النبوۃ والامارۃ اور بعض صاحب الرسالۃ فقط ہوئے ہین اب مع شے
زاید کہا جاتا ہے کہ حضرات انبیاء مین مثل زکریا و یحیی کے جو رات سے شہید ہوئے
اور حضرت جرجیس پیغمبر فلسطین کو بادشاہ موصل نے طرح طرح کے عقوبات سے اور مہرقا
سلطان بابل نے دانیال پیغمبر کو سخت ایذاؤن سے شہید کیا اور حضرت عیسی پیغمبر
کی رسالت پر نطیخس بادشاہ انطاکیہ بہدایت شمعون نائب عیسی کے ایمان لایا یوبال حق

نمائندگان ملائکہ

وہ حضرت یہودیون کی شقاوت سے اس دار دنیا سے اوٹھا لیگئے اور بادشاہ انطاکیہ
کچھہ بھی امداد نکر سکا اور نجاشی سلطان حبش رسالتمآب پر اسلام لایا مگر اعانت اسلام مین
کفار قریش کو مستاصل نکر سکا محاربات بدر واحد وخندق مین ہواکین اور آخر حدیبیہ مین
صلح باہم اسلام وکفر کی بمذاق صاحب المدارج کے عجیب شنیع ہوگئی اور بعد عزت وغلبہ اسلام
وحکم قتال وعلی رءسہم بعد رفع حکم تقیہ کے واقع ہوئی ہے اور بعض انبیاء مخالف ملوک ہے
جن مین اکثر قتل ہوگئے اور اکثر موافقانہ بسر فرماتے رہے حضرت یعقوب وحضرت ایوب
از انجملہ ہین چنانچہ علماے سیر نے وجہ نزول مصائب حضرت ایوب مین لکھا ہے کہ جسوقت حضرت
شعیب دربار شاہ مین بغرض دعوت اسلام تشریف لیگئے تو حضرت ایوب اوسکی مجلس
مین رونق افروز تھے حضرت شعیب نے دعوت اسلام کی اور ملک نے ناشنوائی کی حضرت
ایوب نے کچھہ تائید حضرت شعیب کے در بارہ دعوت اسلام کی نہ فرمائی کما فی تاریخ الکامل لابن
اثیر جو اس روایت سے مجلس ملوک کفرہ مین شریک ہونا انبیاء کا اور اونکے ساتھہ معاشرت
رکھنا ثابت ہوتا ہے ایک کیخسرو بادشاہ مجوسی تھا جسنے چار سو نبی قتل کر ڈالے پس کہان
معاشرت اور کہان مخالفت اور وہ معاشرت بھی کیسی کہ امر معروف اور انکرین اور
مخالفت بھی کیسی کہ خود قتل ہوجاوین اور حفظ نفس کو جو واجب ہے بجا نہ لاسکین جو فرار
وغیرہ سے میسر آسکتا تھا یہان پر سیر تھا مختلفہ انبیاء مین تباین کا احتمال کب ہوسکتا ہے
بلکہ ہر نبی کو جو مقتضاے وقت تھا بجالانا اوسکا حتماً لازم وواجب تھا انبیاء اللہ کی
سیرتون اور خصلتون اور عملون کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ایک وقت

ہین عاجز و ناچار دوسرے زمانہ مین ذی اقتدار ہوئے ہین پس نبی واحد کی اوں خصائص
وشمائل واعمال واقوال ہین جو بزمانۂ عاجزی اور مصلحت زمان کی اونسے ظہور مین آئے
اور وہ سیرتین اور خصلتین جو بزمان اقتدار بضرورت مقام اونسے ظاہر ہوئیں اونمین
باہمد گر تناقض وتباعد ومبائنت بوجہ تغیر مصلحت اوقات کے متصور نہین ہوسکتی یہی
حال سیر وآثار حضرات ائمہ کا ہے اور عہد رسالت ختمی منزلت مین تمام احکام شریعت
قبل از ہجرت نازل ہو چکے تھے مگر حکم زکوۃ ومناسک حج وحکم قتال اوسوقتمین بمعرض
التوا ے رکھی گئی جو نفاذ اونکا بعد از ہجرت سنہ ۲ ہجری مین بدر کبری سے شروع
کیا گیا چنانچہ تفسیر اتقان سیوطی مین منقول ہے اخرج ابن ابی حاتم عن ابن مسعود
فی قولہ جاء الحق وما یبدی الباطل وما یعید قال السیف والایۃ مکیۃ
علی فرض القتال ما اخرجہ الشیخان من حدیثہ ایضاً قال دخل النبی صلعم
مکۃ یوم الفتح وحول الکعبۃ ثلاثمائۃ وستون نصباً فجعل یطعنہا بعود
کان فی یدہ ویقول جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا
جاء الحق وما یبدی الباطل وما یعید وقال ابن الحصار قد ذکر اللہ القرقۃ
فی السور المکیات کثیرا تصریحا وتعریضا بان اللہ تعالی سینجز وعدہ لرسولہ
ویقیم دینہ ویظہرہ حتی تفرض الصلوۃ والزکوۃ وسائر الشرائع ولم توخذ
الزکوۃ الا بالمدینۃ بلا خلاف الی ان اورد من ذلک قولہ تعالی
واخرون یقاتلون فی سبیل اللہ اور اسی قسم سے یکیہ ہے آیہ وافی ہدایہ

ولاخرون یقاتلون فی سبیل اللہ الی آخرہ جو سورہ مزمل مین وارد ہی اور اوسوقت
حکم قتال نافذ ہے نہین ہوا تھا پس سیرت باہمدگر انبیا مین تناقض یا تباین یا تخالف
اور امتثال امر شریعت مین حضرت رسالتؐ کے مناقلت کو یا اور کچھ کہا جا سکتا ہو لو جہ
تغیر احوال اور عدم مساعدت روزگار کے نہین کہا جا سکتا ہے نہ کلام ایزد باری پر
ایراد ہو سکتا ہی کہ قبل از فوت بصیغۂ مضارع یقاتلون فی سبیل اللہ کیون حکم نازل کیا
اور آیہ لولا رجال مومنون ونساء مومنات الی قولہ لو تزیلوا لعذبنا
الذین کفروا منھم عذابا الیما تو بعد از نزول آیات قتال و بعد از نفاذ جہاد
شتے صلح حدیبیہ کے مصلحت مین خود خداوند تعالے نے ہی نازل فرمائی ہی پس چاہیے
کہ احکام خداوندی مین بھی تشتت اور تباین اور تناقض کا اعتراض وارد کیا جاوے
جو عین کفر ہے اور اصل مایہ المدعا اس شان نزول آیات سے تغیر حالات زمان کو
دکھلاتا ہے کہ حضرت رسالتؐ نے باوجود نزول حکم قتال کے قبل از ہجرت جہاد نکیا
اور بعد ازان اختیار کیا اور ہر دو عمل سغمبر کو متباین نہین کہا جا سکتا ہی پس اسیطرح

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۱۹ ملخص ترجمہ یہ ہے کہ آیہ جاء الحق حکم قتال مین ہے اور یہ مکیہ ہے اور سو خدا صلعم جب یوم فتح داخل
مکہ ہوے تو اصنام جو گرد کعبہ تھے اس چھڑی سے گرائے جاتے تھے جو آپکے ہاتھ مین تھی اور یہ آیہ قتال کی تلاوت فرماتے جاتے تھے (جس سے معلوم ہوا کہ بعد انقراض زمان نزول حکم جہاد ہی فرمایا گیا) اور ابن عباس نے
کہا کہ اللہ تعالے نے زکوۃ کو سورہ تمہاے مکیہ مین بیان فرمایا ہے بہت جگہ اجمالاً و تصریحاً اور یہ کہ
قریب وعدہ پورا کریگا اللہ اپنے رسول کے واسطے اور دین قایم کریگا اور ظاہر فرماویگا یہانتک کہ
نماز و زکوۃ اور تمام احکام مفروضہ شریعت فرض کیے گئے اور زکوۃ نہین لیگئی مگر مدینہ مین بعد اگر کفار مین مرد و عورتین مومن
ملی ہوتی نہوتین بالی قولہ اگر مومنین مشرکین سے جدا ہو جاتے البتہ ہم مشرکین پر عذاب الیم کرتے اور محتمل ہی کہ مراد یہ ہی ہو کہ اگر اصلاب
کفار مین مومن نہوتے اور اگر جدا ہو کر جدا ہوتے تو ہم کفار پر عذاب دردناک کرتے

اگر ایک وقت مین حضرت امام حسن نے مصالحت کو اختیار کر لیا اور دوسرے
وقت مین امام حسین نے اوسکو اختیار نفرمایا تو ہر دو امام کے اختیار کرنے و نکرنے
پر (مثل سنن مختلفہ پیغمبر خدا کے جو ایک وقت مین جہاد نکیا اور زکوۃ کے احکام
جاری نفرمائے اور مناسک حج ادا نہ کئے اور دوسرے وقت مین وقتاً فوقتاً جاری
کئے اور پھر بعد از نفاذ جہاد کے حدیبیہ مین صلح فرمالی و پس ازان وہی احکام جہاد
جاری کر دیئے پس انقلابی حالت مین باقتضاے وقت کچھ اختلاف عملی نہین کہا
جا سکتا ہے ؎ و اندان کس کہ فصاحت بکلامی دارد ✦ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے
دارد ۔ اور جس طرح ان للامام ان یعقد الصلح قاضی عیاض نے بعض آیات
قتال کے فرمادیا ہے یہانپر باتباع حکم قتال کے کہا جاتا ہے کہ کافی حق امام کو پہنچتا ہے
کہ علی ما رآہ مصلحۃ للاسلام قتال کو باوجود قلت انصار کے اختیار
فرماوے و انکان لا یظھر ذلک لبعض الناس و فی بادی الرای ایضاً
وفیہ احتمال المفسدۃ الیسیرۃ لدفع اعظم منھا او لتحصیل مصلحۃ اعظم
منھا اذا لم یکن ذلک الا بذلک بل اقول ان للامام ان یجاھد مع
قلۃ الانصار علی ما رآہ مصالح للبقاء الاسلام و انکانت لا تظھر لبعض
الناس فی بادی الرای و فیہ مفسدۃ بینہ لدفع المفاسد التی تکون اعظم
منھا و لتحصیل الفوائد الاقصی منھا اذا لم تکن تلک المصالح الا بذلک
اور مقصود اس تقریر سے یہ ہے کہ جس طرح قاضی عیاض اور اونکے اہل النحلہ کے مذہب

عین امام کے لئے صلح کرلینا مشرکین سے بنا بر مصلحت واحدہ خفیہ کے جائز ہے اگرچہ اوس صلح مین مفسدہ یسیرہ ہو بغرض دفع کرنے اوس مفسدہ کے جو اوس مفسدہ صلح سے زیادہ ہووے یا واسطے تحصیل ایسی مصلحت کے جو وہ مصلحت اوس مفسدہ سے زیادہ ہووے اور وہ مصلحت زیادہ نہوتی ہو مگر جبکہ وہ صلح مفسدہ والی اختیار نکیجاوے تو مین کہتا ہون کہ امام کے لئے حق پہنچتا ہے یہ کہ جہاد معہ قلت انصار کے بنا بر ملاحظہ مصلحت بقاے اسلام کے فرماوین اگرچہ وہ مصلحتین بعض لوگون پر سرسری نظر مین ظاہر نہون اور اگرچہ اوس جہاد مین مفسدہ ظاہر اپنے تلف نفس وتاراجی خانمان کا ہووے بغرض دفع کرنے بہت سے مفاسد کے کہ جو اسلام مین طاری ہونیوالے زیادہ اوس سے ہون اور واسطے حاصل کرنے بہت سے فائدون کے کہ جو نہایت درجہ کے اوسکے مقابلہ مین ہون اور بلا اختیار کرنے اوس مفسدہ بینہ کے وہ فوائد حاصل نہو سکتے ہون اور جو طریقہ اتر سنت امام حسین کو دربارہ جہاد وعدم بیعت کے دیکھا جاتا ہے تو آپنے ایسا ہی اختیار فرمایا کہ اگر آپ تلف نفس وتاراجی خانمان کو اختیار نہ فرماتے تو تمام ریاضت نبوت حضرت رسالت کی برباد ہو جاتی اور اسلام منقلب بکفر صریح ہو جاتا اور فوائد اقصی بھی حاصل نہوتے۔

فصل دوسری

اب ہم جواب تفصیلی کو بعض دفع مفاسد عظیمہ اور بعض تحصیل فوائد فخیمہ کے بیان سے بھی شروع کرتے ہین کہ دین حضرت رسالت مآب ہے کہ جسکا بقا ونفاذ تا قیامت ثابت ہے اور بعد ختمی نبوت کے

بموجب حدیث متواتر و مشہور انی تارک فیکم الثقلین اہلبیت و عترت پیغمبرؐ مین اصحاب
کسا بس چار باقی رہے تہے جنکے ساتہہ حکم تمسک کرنیکا امت کو دیا گیا ہی کیونکہ شان نزول
آیہ تطہیر سے بروایت صحیح ترمذی دریافت ہوا کہ رسول خدا نے بس اونہین چار پر انحصار
اپنے اہلبیت کا بقولہ ہولاء اہلبیتی فرمایا اور ام المومنین ام سلمہ نے اپنا شامل ہونا
اوس کسا مین چاہا تو آنحضرت صلعم نے انت علی خیر فرماکر شامل کسا نہ فرمایا اور وہ چار علیؑ
و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہی تہے نہ غیر اونکے اور رسولخدا نے بارہا حکم تمسک کرنے ثقلین کا امت
کو ارشاد فرمایا ہے حتےٰ کہ آخر تکلم رسول امم یہ ہی وصیت تہی کما فی الصواعق المحرقہ پس
بعد وفات سرور کائناتؐ کے زمانہ دوار نے بفحوا سے آیہ رائی ہابیہ افان مات او قتل
انقلبتم علی اعقابکم کے ظہور انقلاب کا دکہلایا کہ بیعت سلاطین کی جبراً و قہراً بجائی شرع
ہوگئی اور ان سلاطین کو خلفاے دینی اعتقاد کرنا بالحتم قرار پاگیا تو اسوقت منقلب مین
جناب امیر و حضرت امام حسن علیہما السلام نے بملاحظہ قہر و استیلا و تہدید احراق بیوت کے
اور نیز بلحاظ معلومی قوم انصار کے کہ سعد بن عبادہ کو پائمال کر ڈالا اور اوس صحابی بدری
کے حق مین قتلہ اللہ کہا گیا مصالحت اختیار فرمالی تہی اور جناب سیدہ نے بمصداق روایت
بخاری لم تتکلم حتےٰ ماتت کے خلیفہ وقت کی اطاعت و بیعت وغیرہ ولو کانت علی السلطنۃ
ہرگز قبول نہ فرمائی اگر جناب سیدہ کے عقیدہ مین خلیفہ سقیفہ کی امارت حقہ و امامت دینیہ
و خلافت صادقہ ہوتی تو بنا بر حدیث متفق علیہ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات

ع۱ پس اگر پیغمبر وفات پاوی یا قتل کیا جاوی تو تم اپنی ایڑیون پر پچہلے پاؤن اسلام سے کفر کی طرف پھر جاؤگے

میتۃ جاھلیۃ کے بیعت خلیفہ سقیفہ مین کبھی درنگ نہ فرماتین چہ جائیکہ ترک بیعت حتی ماتت پس امر خلافت مین طریق واضحہ مذبذبین کی نظر مین ملتبس رہا اور یہ اونکو اپنی کتب صحیحہ سے منکشف نہ ہوا کہ جناب امیر نے مصالحت یا بیعت بلحاظ اونکی خلافت حقہ دینیہ کے بالرضا فرمائی تھی کما نقل السیوطی فی تاریخ الخلفاء وابن الحجر فی الصواعق المحرقہ قال لقد امر النبی ابابکر ان یصلی بالناس فرضینا لدنیانا ما رضی بہ النبی لدیننا یا یوجہ اضطرار کے جیسا کہ بخاری نے نقل کیا ہے فلما ماتۃ (فاطمۃ) انصرفت وجوہ الناس عنہ (عن علی) الی ان روی فلما رای علی انصراف وجوہ الناس عنہ ضرع الی مصالحۃ ابی بکر الخ یا آپنے بغرض وغایت محافظت وبقاے نام اسلام اور بخوف ارتداد کے اونسے مصالحت کو مخالفت سے بدل فرمادیا جیسا کہ ابن عبد البر صاحب استیعاب نے ترجمہ رفاعہ بن رافع انصاری مین نقل کیا ہے کہ فرمایا جناب امیرؑ نے ان اللہ عزوجل لما قبض رسولہ قلنا نحن اھلہ واولیاءہ فلا ینازعنا سلطانہ احد فابی علینا قومنا فولوا غیرنا وایم اللہ لولا مخافۃ الفرقۃ وان یعود الکفر ویبور الدین لغیرنا فصبرنا علی بعض الم الحدیث یا بنا بر خلافت حقہ دینیہ کے

(ترجمہ) تحقیق رسول خدا نے حکم دیا ابوبکر کو یہ کہ لوگونکو نماز پڑھا دین پر ہم راضی ہوے اپنی دنیا وی خلافت پر ابوبکر کیلئے جو رسول خدا ہماری دینی عبادت کے لیے راضی بامامت ابی بکر ہوے تھے (یعنی جب سیدہ کی وفات ہوگئی تو لوگون نے رو گردانی جناب امیرؑ سے منہ موڑ لیا تب آپ مصالحت ابوبکر پر مضطر ہو گئے) ہر اینہ اللہ جب ہاشمی ٹھہرایا تو ہمنے کہا کہ ہم اہل اور اولیا پیغمبر کے ہین ہم سے کوئی نزاع نہ کریگا پس ہمپر ہماری قوم نے انکار کیا اور ہمکو غیر کو والی قرار دیدیا قسم بخدا اگر خوف تفرقہ اسلام اور عود کفر اور بربادی دین کا نہوتا تو البتہ ہم بدل ڈالتے اور قلب دیتے پس ہم نے صبر ہی بعض الم پر اختیار کیا بسبب نوت امر مذکور کے۔

جسکے ثبوت مین اجتک کوئی قول کوئی حدیث کوئی کلام ماثور نہین ہے بعد اسکے زمانہ
عہد خلافت شاہ ولایت ونیز عہد امامت امام حسنؑ سبط رسالت منقرض ہوگیا اور
اوس انقلاب زمان نے پوری ترقی حاصل کرلی اور شباب ایام الف شہر کا شروع ہوگیا
کما قال اللہ تعالے لیلۃ القدر خیر من الف شہر وقال انا اعطیناک الکوثر محدث
جامع الاصول نے صحیح ترمذی سے نقل کیا ہے کہ مراد الف شہر سے زمانہ خلافت بنی امیہ کا
ہے اور رسولخدا کو بنظر تسلیہ خاطر کوثر عطا ہوا ہے جو آپ کو بمعاندہ تسلط بنی امیہ کے بعالم
خواب حزن وملال عارض ہوا تھا جس سے معلوم ہوا کہ نظام عالم مین حکمرانی بنی امیہ کے
مقدر بالحتم ہوچکی تھی اور رسولؐ محبوب خدا کے رفع ملال کا تسلیہ کوثر کی عطا سے کیا گیا
مگر بنی امیہ کی ریاست کو ملتوی یا برطرف نہین فرمایا اور امارۃ بنی امیہ کے شرور اور فتن
جو اخبار ملاحم مین ماثور ہین اور ظہور مصائب ومحن اونکے جو وقت سے جو اہل زمن کو پہونچے
اور انقلاب شریعت جو اونکے آثار سے ہوا وہ زمانہ پر مخفی نہین ہین کہ اونکا سلوک طریقہ
اور اونکی سیرت ظلمت شیم اور اونکی تقلیب ضلالت مجسم تھی اور کلام منقول فضل فاضل
صاحب ابطال الباطل کہ عامۃ الناس یاخذون المذاہب من السلاطین[1]
وسلوکہم والناس علی دین ملوکہم الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وقلیل
ماہم ہی عادۃً ورسمًا وطوعًا وکرہًا مسلّم ومتحتم ہے پس اونکا زمانہ پر از جور وجفا و

[1] عام الناس سلاطین کا ہی مذہب اختیار کیا کرتے ہین اور اونہین کے مسلک پر سلوک کرتے ہین اور
آدمی دین ملوک پر ہی ہوتے ہین مگر وہ لوگ جو ایمان لائے ہین اور اعمال صالحہ بجا لائے ہین اور وہ
بہت تھوڑے ہین

مخالف شریعت غرّہ ضلالت افزا اخباراً و واقعاً ضرور ہوا ہے اگر مثالب امراء بنی امیہ مین
بکیہ احادیث صحاح کی نقل کیجاوین تو اصل مقصد سے بُعد ہوجاتا ہے فمن شاء فلیرجع الی
کتب الامامۃ والخلافۃ وکتب الفتن والمدوحہ من صحیح البخاری والمسلم اور واسطے
ابقاے اسلام و ادامت شریعت خیر الانام ضرورت تھی کہ ایسا شخص جو ماحی بدعات
اور نافی ضلالات اور محرف محدثات و مصرف مبطلات بنی امیہ ہووے اور جو بمصداق
حتے یمیز الخبیث من الطیب کے فارق حق و باطل اپنی سیرت و اثر سے ہوجاوے
منجانب شارع مامور ہو اور اہل عالم کو اپنے طریقہ عمل سے بتلادے کہ راہ مستقیم کہان ہے
اور شرور کی راہین کونسی ہین اور مامور ہونا من جانب الشارع حدیث فی کل خلف من
امتی عدول من اہل بیتی ینفون عن ہذہ الدین تحریف الضالین وانتحال
المبطلین وتاویل الجاہلین کما فی الصواعق المحرقہ سے بخوبی واضح ہے اور اوسوقت
مین بعد وفات شاہ ولایت اور سبط اکبر نبوت پس امام حسین ہی بقیۂ اصحاب کساء تھے
جو یہ عہدہ تحریف ضالین کا اسوقت مین آپکی ذات سے مختص ہوگیا تھا اور حالت یہ تھی کہ عامۃ
الناس باعتقاد صحیح اوسیکو خلیفہ برحق و امام صدق علے العموم سمجھنے لگے تھے کہ جس کے
ہاتھہ پر بیعت کرنا جبراً و طوعاً و عارضاً جس طرح پر ہو واقع ہوجاوے پس اہل انصاف تجویز
فرماوین کہ کیا سبیل تھی تحریف ضالین اور انتحال مبطلین اور ابطال خلافت مضلین

ع۱ یعنے ہر پچھلے زمانہ مین میری امت مین عدول میرے اہلبیت سے ہونگے پس وہ دور کرینگے اس دین سے تحریف و
تبدیل گمراہون کو اور مبطلین و مفسدین کی اوس نسبت کو جو وہ اپنے حق مین کہین گے کہ ہم خلفائے نبی ہین اور
جاہلون کی تاویلات کو

مبدعین ومحدثین کے اگر امام حسینؑ بقیۂ اصحاب کسا بیعت یزید کی اختیار فرما لیتے
اور نفی تحریف وتصحیف وتاویل کو بجا نہ لاتے تو کیا یہ اسلام اور یہ ایمان جو آج دنیا مین
فرقہ شیعہ مین پایا جاتا ہے صفحۂ عالم سے یک لخت برخاست نہو جاتا اور تمام محنت
رسالت برباد نہو جاتی اندریصورت اصحاب نصفت ہرگز یہ تجویز نہ کرین گے کہ سوائے
ابطال خلافت اور انکار بیعت اہل بدعت کے کوئی سبیل ابطال باطل واحقاق حق کی ممکن
تہی بلکہ اسلام مین آیندہ کے لئے اگر امام حسینؑ بیعت اختیار کر لیتے تو دیگر حضرات ائمہ
طاہرین کا قول جنکو درجہ صحابیت مین نہین لیا گیا کب قابل پذیرائی ہوتا حالانکہ اسوقت
تک جناب امیر کے فتوی کو بھی بمقابلہ رجل یوال علے عقبہ کے ترک کیا جاتا ہے کما فی نور الانوار
فی اقسام السنۃ مین شمار فلیرجع الیہ بہ ترک کرنا قول جناب امیر تو چشم انصاف مین
علے الرغم پایا ہی جاتا ہے مگر امام حسین کی بیعت یزید کی خلافت پر اسلام کو ضرور مضمحل
کرنے والی تہی اسی لئے بغرض اد امت ایمان وابقاے اسلام وشریعت خیر الانام
کے خروج فرمانا خلیفہ مجبر علیہ پر آپنے بغرض ابطال خلافت اجماعی وریاست قہری کے
واجب سمجھا اگرچہ اوسکا نتیجہ تلف نفوس وتاراجی خانمان تہا اور وہ پیش نظر بہی تہا مگر اسکو
بمقابلہ مصلحت ابقاے اسلام کے سہلتر گردانا اور ابقاے دین محمدی کو گران تر ولقد ما
احسن ماقال من قال ؎ سر داد ونداد دست در دست یزید ؛ حقا کہ بنای لا الہ است حسین
کیونکہ اوسوقت مین خلافت یزید پر موجود مین صحابہ نے جنمین بدریین ورضوانین وسابقین
ومہاجرین وانصار والذین اتبعوہم حاضرین سقیفہ وتابعین خلیفہ بہی شریک ہو گئی تہی

اور عبداللہ بن عمر اپنے حشم وخدم بلکہ اہل عالم کو یزید کی مخالفت پر تخویف فرما رہے تھے کہ میں نے سنا ہے کہ رسول خدا صلعم فرماتے تھے ینصب[1] لکل غادر لواء یوم القیمۃ اور اس حدیث کو انحراف بیعت یزید پر اس طرح منطبق کرتے تھے کہ ہمنے یزید کی بیعت کرلی ہے اور میں نہیں دیکھتا ہوں اس انحراف سے زیادہ کوئی غدر کہ ایک شخص کی بیعت کیجاوے پھر اوسی شخص سے مخالفت ومحاربت کریں انتہے اس تمام قصہ تخویف کو امام بخاری نے نافع سے نقل کیا ہے تو خلافت حقہ دینیہ نظر عوام وگروہ انام میں بعد اس اجماع صحابہ وتخویف غدر صحابہ لامحالہ حق خالص ملوک جبابرہ وسلاطین فجرہ وامرائے فساق واصحاب نفاق کا قائم ومستحکم قرار پاتا اور انحراف کو اونکی امارت سراسر ضلالت سے موجب غدر اعظم حسب تہدید صحابی معظم جزماً ویقیناً سمجھا جاتا پھر تو سیرتین اور خصلتین اون خلفائے جبائرہ اور امرائے فسقہ کے اگر امام حسین کا جہاد اور اختیار فرمانا مصائب کا درمیان میں نہوتا ضرور واجب الامتثال ہوکر تمام امت بین داخل دین رسالت اور اون اصحاب فجور کی اطاعت فی المعصیۃ وسنت وسیرت مشحونہ الضلالۃ عین عبادت رب العزت وہم درجہ سنت حتمی منزلت اور ہر قول وہر فعل فجرہ فسقہ کا سلف سے خلف تک مستحبات اور واجبات میں شمار ہوا کرتا پس ایسی حالت التباس وامر حق دور از قیاس میں اگر اصحاب کسا کلہم اطاعت ومصالحت کے لباس میں خلفائے وقت سے معاشرت رکھتے تو کیا کیا کچھ اصل شرع میں افراط وتفریط مستقر وقایم ہوتی اور سراغ حقیقت دین مبین

[1] یعنے ہر غادر اور بدعہد کا بروز قیامت جھنڈا نصب ہوگا۔

خدا کار روز قیامت تک دقیق نظرون کو بھی نہین ملتا اور حضرات ائمہ طاہرین آخرین
کی کوئی بھی نہین سنتا کہ اونکو بھی بسبب استیلاے بنی امیہ و بنی عباس کے حق تصرف
کافی امور الرعایا میسر نہین آیا جو اونکی شوکت سے لوگ شنوائے حق ہوتے یہ امام حسینؑ کا
ہی کام تھا کہ باوجود قلت اعوان دین خدا کو تمام کیا اور حق کو باطل سے اپنے طریقہ عمل
محاربت و خروج علے الخلیفۃ الجبر جلیہ سے متمیز فرما دیا اور یہ تمیز بین الحق والباطل کبھی بھی حاصل
نہوتے تا ہنگامیکہ امام حسینؑ اس بار عظیم شہادت کو اختیار نہ فرما لیتے ولقد ما احسن
ما قال من قال ؎ کارے کہ حسین اختیارے کردی ٭ در گلشن مصطفے بہارے کردی
از ہیچ پیمبرے نیامد این کار ٭ واللہ کہ ای حسین کارے کردی

فصل سیزدہم

آپکے عدم بیعت اور قصدی محاربت مین اور بھی وجوہ عدیدہ و اسباب سدیدہ اور
تحصیل فوائد جدیدہ ہین لاکن یہان پر آیات سے شروع کیا جاتا ہی فوائد جدیدہ باسناد
اخبار کے بعد ازان نقل کیجائیگی از انجملہ قولہ تعالے وتبارک مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ
فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ[1] الایۃ
جبکہ مصیبت کا مقدر ہونا پیدایش سے پہلے بنص قرآن مقرر ہو چکا تھا اور امام حسینؑ کو
اس واقعہ سے اطلاع دیگئی تھی اور اوسکی قبولیت کا میثاق لیا گیا تھا کما یاتی بیانہ لہذا

[1] یعنے کوئی آفت ملک مین اور تمہاری جانون پر نہین پڑی مگر وہ لوح تقدیر مین لکھی گئی تھی پہلے اسکی پیدایش سے اور یہ خدا پر آسان ہے انتہ

آپ بعلم تقدیر مذکور کے جواب مین اپنے خیر اندیشون کے اسی آیہ وافی ہدایہ کے مفہوم اور ماحصل اور معنے کو مختلف الفاظ مین ادا فرماتے تھے چنانچہ وقت رخصت فرمانے کے جب ام المومنین ام سلمہ نے فرمایا کہ مین نے تمہارے دادا رسولخدا سے سنا ہے کہ میرا بیٹا حسین ارض عراق مین قتل کیا جائیگا اوس جگہہ کو کربلا کہتے ہین پس اے بیٹا مجھے اپنے سفر عراق سے غمناک نکرنا آپ نے فرمایا یا امہ[1] وانا واللہ اعلم ذلک وانی مقتول لامحالۃ ولیس لی من ھذا بد وان لم یخرج الی العراق یقتلونی ایضا وانی واللہ لاعرف الیوم الذی اقتل فیہ واعرف من یقتلنی واعرف البقعۃ التی ادفن فیھا وانی اعرف من یقتل من اھلبیتی وقرابتی وشیعتی الروایۃ اور بطن عقبہ مین جبکہ عمر بن یوذان نے سفر بجانب کوفہ سے منع کیا اور حالات آمادگی اہل کوفہ بیان کیے تو آپنے یہ فرمایا کہ لیس یخفی علی الرای[2] اور فرمایا واللہ لایدعونی حتی یستخرجوا ھذہ العلقۃ من جوفی کما فی اعلام الوری اور یہ روایت ناسخ التواریخ مین بسند دیگر بدین الفاظ ماثور ہے کہ لیس یخفی علی الرای[3] ولکن اللہ تعالے لایغلب علی امرہ الخ اور جو کوئی اپنی تدبیر یا کسی حیلہ وغیرہ سے بچنا چاہئے تو حکم الٰہی خالی نہین جاتا ضرور

[1] یعنے اے نانے صاحبہ اور مین بھی قسم بخدا جانتا ہون کہ لامحالہ مین قتل ہونگا اور اوس سے مجھے کوئی چارہ نہین ہے اور اگر مین عراق کو نہ جاونگا تاہم مجھے وہ قتل کرینگے اور مین قسم بخدا البتہ جانتا ہون اپنے روز قتل کو اور اپنے قاتل اور مقتل کو اور اپنے مدفن کو اور مین جانتا ہون ان ملاعنہ کو جو قتل کرینگے میری اہلبیت اور میرے قرابتدارون اور میرے شیعونکو الخ

[2] یعنے مجھپر یہ رائے مخفی نہین ہے قسم بخدا وہ لوگ بنی امیہ کے مجھے نہ چھوڑینگے یہان تک کہ میرا دل یا فرمایا میرا جگر میرے جسم سے نہ نکال لین [3] یہ امر مجھپر پوشیدہ نہین ہے لاکن اللہ تعالے اپنے نفاذ حکم مین مغلوب نہین ہوتا ہی انتہے

اسپر جاری ہوتا ہی اور اسی طرح آپنی اپنی ہمشیرہ صدیقہ صغری زینب کبری سے تسلیۃً ارشاد فرمایا کہ یا اختاہ کل الذی قضی فھو کائن اور مخفی نرہے کہ مابین من یعلم ومن لایعلم کے بہت فرق ہے عارف امور شدنی کا وہی کیا جاتا ہی کہ جو قضاو قدر پر رضاو تسلیم اپنا شعار رکھتا ہووے اگر اعرف امور شدنی سے گریز کرجاوے وہ حکم مقدر تو محو نہوگا بلکہ ضرور جاری ہوگا مگر صابرین کی فہرست سے نام اوسکا محو وحک کردیا جاتا ہے کما فی روضۃ الشہداء فی قصۂ زکریا علیہ السلام کہ از سر اوقات غیبی ندائے بزکریا رسید کہ ہا تا توانی فغانی وآہنے بکنی کہ نامت از جریدۂ صابران محو کنم انتہے اسمقام پر شبہ مشہور کو رفع کرنا ضرور ہے اور وہ مسئلہ جبر واختیار مین ہی کہ جو ہر موقع پر مشتبہ ہوتا ہے یہانپر اسیقدر رفع شبہ کافی ہے کہ نزول مصائب وورود بلایا کا سبب دو وجہ پر پایا جاتا ہے ایک موافق اس آیہ کریمہ الا فی کتاب من قبل ان نبرأھا[1] کے دوسرے برطبق مفاد آیہ وافی ہدایہ وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوعن کثیر کے اور دونون مقام پر نزول بلایا کے تقدیم نہین ہوا کرتی تاہنگامیکہ موافق الافی کتاب من قبل مین فائدہ فرید اس مصیبت سے جو مقرر ہوئی ہے اسکے یا اوسکے منصب کے لئے مقدر نہوجاوے اور دوسری جگہ کسب اعمال کی بعد نہ قبل حدوث اوسکے لان اللہ لیس بظلام للعبید آیات قرآنی سے ثابت اور متحقق

---

[1] یعنے ای خواہر وہ امر کہ حکم قضا اوسپر جاری ہوگیا پس وہ ضرور ہونیوالا ہے انتہے [2] تمہین کوئی مصیبت نہین پہونچتی مگر وہ جو تمہارے ہاتھون نے کسب کیا ہے اور اللہ بہت سے کسب معاصی سے درگذر بھی فرمادیتا ہی [3] اسلئے کہ اللہ ظالم اپنے بندون کے حق مین نہین ہے -

ہی اور دوسری آیہ کے مفاد سے ظاہر ہے کہ نزول مصائب کا مکافات اعمال نہین
کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہین اور اس شہادت امام حسینؑ کے بعض مقاصد و نکات جو
بیان ہوئے اور جو بعض آیندہ بمعرض تحریر آتے ہین وہ نزول مصائب کی وجہ کو بخوبی
منکشف کرنیوالے ہین کہ خداوند تعالے انبیاء اور اولیاء پر جو مصائب مقدر کرتا ہے
سبب اسکا فائدہ فرید سے خالی نہین ہوتا خواہ وہ فائدہ مصیبت زدہ کی ذات سے
متعلق ہو یا اسکے منصب اور عہدہ کے مقتضی ہو دوسری آیہ قل ان کانت لکم الدار
الآخرۃ عند اللہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین
ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیہم واللہ علیم بالظالمین سے شبہ وارد رفع
ہوتا ہے اس آیہ کے مفاد سے نیز آیہ قل یا ایہا الذین ہادوا ان زعمتم انکم
اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین کے مفاد سے مستدرک
ہوتا ہے کہ موت سے بھاگنا اور کراہت کرنی ظلم ہے اور تمنا کرنا موت کا عند اللہ صادقین
کا مرتبہ ہے نہ عامۃ الناس کا اور جنکے لئے دار آخرت ہوتا ہے اور وہ عارف ما یکون
ہوتے ہین وہی لوگ موت کی آرزو کیا کرتے ہین اور اسی تمنائے موت کے معنے مین صحابہ
عظام سے معاندہ بیعت لیا جاتا تھا کما فی المسلم فی روایۃ سلمۃ انہم بایعوہ یومئذ
یوم الحدیبیۃ علی الموت اور مفسرین نے مثل علامہ زمخشری و ثعلبی و امام الرازی

۱؎ کیونکہ مفاد آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ کہو اے پیغمبر کہ اگر دار الآخرۃ اللہ کے نزدیک مخصوص تمہارے لئے ہے اور دیگر مردمان اس سے بے نصیب ہین تو تم موت کی آرزو کرو (تاکہ بہشت مین پہونچ جاؤ) اگر تم سچے اپنے دعوے مین ہو اور وہ لوگ دعوی کرنیوالے دار آخرۃ کا ہرگز موت کی کبھی تمنا نہ کرینگے بسبب اس سیاہ کاری کے جو انکے ہاتھون نے اقدام اسکا کیا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے ظلم کرنیوالونکو انتہے۔

۲؎ کہو اے پیغمبر ہو سکے کہ اگر تمنے زعم کیا ہے کہ ہم اللہ کے دوست ہین نہ اور لوگ پس تم موت چاہو اگر تم سچے ہو۔

ونظام الدین نیشاپوری وقاضی بیضاوی ومسعودی وبغوی صاحب معالم التنزیل
کے آیہ موصوف کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ کان علی ؑ یطوف بین الصفین بصفین
فقالت لہ ابنۃ الحسن علیہ السلام ماھذا انبری المحاربین فقال علیہ السلام
یابنتی لایبالی ابوک سقطت علی الموت او سقط الموت علی وزاد الحافظ ابونعیم وابن
ابی الحدید بسندہ فی ھذا الکلام واللہ ان ابن ابی طالب یلعب بالموت کما یلعب الصبی
بثدی امہ اور اس آیہ کریمہ سے مفرورین جہاد کا موت سے ہرب کرنا دلیل اونکے ظالم ہونیکی
بھی پائی گئی اور ظالم کو بحکم لاینال عہدی الظلمین کے منصب امامت نہیں پہونچتا ہی پس
جو لوگ کہ غزوات سے بھاگے وہ ظالم تھے نہ امام عالم اور امام حسینؑ نے موت سے فرار نہیں کیا
اور مثل شیر خدا کی بقولہ سقطت علی الموت او سقط الموت علی کے مصداق ہوکر اپنے کو امام
ہونا ثابت کر دیا اور مدارج صادقین کو تمنائے موت سے زینت فرما دی پس امام حسینؑ کا
موت کی طرف جانا ممدوح ہی نہ معیوب اور یہ فعل بظاہر آیہ کریمہ شریفہ کے اور یہ منافی قولہ
تعالے ولاتلقوا بایدیکم الی التہلکہ کے نہیں کہا جا سکتا چند وجہ سے از انجملہ اس
تہلکہ سے حکم حذر کرنے کا ہے کہ جس میں سوائے ہلاکت کوئی فائدہ ظاہری یا باطنی نہو
مثل خودکشی کے اور بلا ضرورت کے وہ عمل کرنا کہ جو تلف جان ومال کا باعث ہو اور ثواب
اوسپر مترتب نہ ہو بلکہ عدم فعل اور عدم اظہار کسی قول اعتقادی کا مرخص ومباح ہووی

لہ یعنی جناب امیرؑ جنگ صفین میں دونوں صفوں کے درمیان باریک لباس پہن کر آتے تھے امام حسنؑ نے عرض کیا کہ یہ محاربین کی شان نہیں آپ نے فرمایا کہ
اے پسر کہ تیرا باپ ناپاک نہیں کہتا ہے خواہ میں موت پر گر جاؤں یا موت مجھ پر گرے قسم بخدا ہر آئینہ پسر ابوطالب موت سے اس طرح کھیلتا ہے
جیسے طفل شیر خوارہ اپنی ماں کی پستان سے کھیلا کرتا ہے انتہے ۔ ۱۲ ترجمہ صفحہ ۲۵ پر گذرا

تو ایسے عمل سے حذر کرنا تحت حکم آیہ ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکہ کے آسکتا ہی اور اسی بے سود موت کیلئے کہا جاتا ہے ؎ گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد ٭ تو مرو در دہان اژدرہا ۔ کیونکہ دہان اژدر مین بالقصد جانے اور مرجانے سے جزا اور مدارج علیا نہین ملتے بلکہ موجب مواخذۂ اخروی ہے لہذا یہ آیہ اس مقام پر صادق نہین آتا ورنہ جو حضرات انبیاؑ و مرسلین ظلم و تعدی منکرین اور اشقیاے امت کے ہاتھ سے بجرم دعوت اسلام کے شہید ہو گئے وہان بھی بدلیل آیہ شریفہ کے کہا جا سکتا ہے کہ بجاے دعوت اسلام کے اپنے گھر خاموش کیون نہین بیٹھے رہے اور اگر دعوت کرنے اسلام کی واجب تھی بعد ادا ے حق دعوت فرار کیون نہین فرمایا اور ایسے موقع پر کیون نہین چپ رہے جو قاتلین کو اون مواقع پر دسترس سے نہوتی یہ سفسطیات جو امام حسینؑ کی جناب مین عاید کیجاتی ہین وہ سب اون حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان مین بدرجۂ اولی صادق آسکتی ہین جنکا ذکر آیہ شریفہ ویقتلون الانبیآء بغیر حق مین آیا ہے تفسیر صافی آیہ وانی ہدایہ ولنبلونکم شیئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون ہے ہوئی اسکی آیات دیگر ہین جنسے ضروری ہونا امتحان اہل ایمان کا پایا جاتا ہے قال اللہ تعالی احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا

تفسیر آیت

۱؎ اور البتہ ہم امتحان کرین گے ضرور تمہارا ساتھ کسی شے کے از قسم خوف اور گرسنگی اور نقصان اموال و تلف نفوس و ثمرات کے اور بشارت دی اے پیغمبر صابرین اور ثابتین کو کہ جب اونکو مصیبت پہونچتے ہی تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہین وہی لوگ ہین کہ انپر صلوٰۃ ہے اونکے رب کی جانب سے اور رحمت ہی اور وہی لوگ ہدایت پائے ہوئے ہین انتہو

وھم لا یفتنون وقال اللہ تعالی امر حسبتم ان تترکوا ولما یعلم الذین جاھدوا منکم
وقال اللہ تعالے ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین منکم والصابرین بلکہ بہشت برین
کا داخلہ مومنین کا امتحان جہاد پر ہے پایا جاتا ہے چنانچہ آیہ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ
ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ویعلم الصابرین اس معنی مین ناطق ہے
وقال ومن الناس من یقول امنا فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ
الآیۃ اور آیہ مستدلہ بشان امام مظلوم بالکل مطابق ہے جسکی تفسیر علمائے شرح وبسط سے فرمائی ہے
مگر اس مقام پر احتجاج بنوع دیگر مطلوب ہے کہ قولہ تعالے ولنبلونکم سے یہ امر محکم پایا گیا کہ نزول
مصائب کا بغرض امتحان اہل ایمان کے بحکم واجب الاذعان ایزد سبحان کے بھی ہوتا ہے پس امام حسینؑ
نے بلحاظ امر مقدر کے جو متحتم طریقہ پر آپکو اپنے جد بزرگوار سے معلوم ہوگیا تھا توکل الذی یقضی
فھو کائن فرماکر اپنی معذوری کو ظاہر فرمایا اور بغرض حصول مراتب صابرین وبشارت رحمت
وصلوات کے کہ یہ مدارج مخصوص انہین لوگون سے ہوسکتے ہین جو جامع مصائب مذکورہ
الآیہ ہون تمام مصائب امتحانی کو اختیار کرلیا اور جامعیت اسکی بلا اختیار کرنے مصائب
واشجان ونوائب وامتحان تشنگی وگرسنگی وقتل ونہب اموال وتلف اولاد کے جو ثمرات
قلب ہین ممکن نہین وہین بتی لہذا آپنے جملہ تکالیف ناقابل برداشت کو اپنے لئے آسان
کردکھلایا اگر آپ صبر وثبات ورضا وتسلیم کو کام نفرماتے اور قتل نفوس اور تاراجی اموال
اور بھوکہ وپیاس اور طرح طرح کے جراحات لسانی اور بار زبانی فرقہ اشرار کا تحمل نفرماتے
اور خوف وہراس الیحرم کا کرتے تو یہ جامعیت آپکی مصائب مین کہان حاصل ہوسکتی

اور چشم نابینا مین جو آپ کس طرح مستحق صلواۃ ورحمت پروردگار کے دکھلائی دیتے یہان
پر بھی موازنہ حضرت شعیا پیغمبر اور امام حسینؑ سبط پیغمبر کی سیرت اور اسوہ مین دکھلایا جاتا ہی
کہ حضرت شعیا پیغمبر کما فی التاریخ الکامل لابن الاثیر الجزری جبار بنی اسرائیل کے خوف سے
درخت کے تنہ مین جا چھپے اوس درخت کو اشقیاے امت نے مع آنحضرت کے چیر ڈالا اور
امام حسین نے ان مصائب کو جو اذا اصابتکم مصیبۃ مین مقدر کی گئی ہین بلا ہی
عذر اور روپوشی کے عارفانہ برداشت کر لیا اگر آپ بھی اختیار نفرماتے تو بھی مثل حضرت
شعیا پیغمبر کے آپکو اون بلاؤن سے گزیر نہوتا اور مصداق لایدعوننی حتی یستخرجو
ھذہ العلقۃ من جوفی صادق آتا اور حکم لاکن اللہ نعم یغلب علی امرہ کا اور کل
الذی قضے فھو کائن کا ضروری جاری ہوتا فالعاقل تکفیہ الاشارۃ والا لایکفی لہ
البشارۃ چنانچہ حضرت عثمان غنی نے کیا کیا انتظام اپنی حفاظت کا نہ فرمایا آیہ لاتلقوا
بایدیکم الی التھلکۃ کو پیش نظر رکھکر ہلاکت اور موت بالشہادۃ سے بچنا چاہا اور
اور حویلی مین چھپے بیٹھے رہے اور میدان مین مردانہ جانا اور بلوائیون سے مقابلہ کرنا باوجود
حشم وخدم کی کثرت کے مصلحت نہ سمجھا اور بالاے بام سے ہی کلمات مصالحت خیز
وموافقت آمیز ادا فرمایا کئے اور بکمال مرتبہ تقیہ بجالاے جو انپر حرام کہا جاتا ہے حتی کہ عطیات
بنی امیہ کی واپسی کا بھی وعدہ ذاتی مال سے اور معزولی عمال بنی امیہ کا اقرار بتقرر عمال صدیق
صلحار کے ارشاد کیا اور ہر قسم کی رضاجوئی فرمائی کما ہو مذکور فی تاریخ الاعثم الکوفی مگر وہ
حذر اور وہ تقیہ اور وہ دھکا اور وہ رضاجوئی کسی طرح سودمند نہوئی اور قضاء الٰہی

جاری ہوگئی پس اس مرنے سے تو مرد شجاع کا کارزار مین بفجوائے یقتلون ویقتلون کے قتل کرنا اور قتل ہونا ہے باظہار شجاعت مبہر ہے اور شجاعت بھی وہ جو امام حسینؑ نے اور آپکے انصار قلیل التعداد نے لاکھون کے مقابلہ مین بحالت عاجزی ومجبوری وگرسنگی وشدت تشنگی کے دکھلادی کہ جو بہادران عراق اور شہوران آفاق اُنکے آب شمشیر سے سیراب ہوکر عالم گرمائے جہنم مین پہونچے اور بیوفایان کوفہ وساباط اونکی ثابت قدمی سے بتیاب ہوکر پسپا ہوگئے مگر یہ کہ سیرت عثمانی محبوب ومحمود ہو اور شجاعت امام حسینؑ نامرغوب ومقدوح ہو آخر اسچہ علاج یہ ہی اختلاف مابین صحابہ وائمہ کا تباین مذہبین کے ثبوت مین کافی ہوسکتا ہے کہ جو اس سیرت عثمانی کو امام حسینؑ نے اختیار نہین کیا اگر موت بالسیف سے چھپ کر مکہ یا مدینہ کے امن مین محصور رہتے اور خون شجاعت بہاتے اور آبرو مردانگی کی کھوتے تاہم امر شدنی کُلُّ الَّذِیْ قَضٰی فَھُوَ کَائِنٌ پیش آتا ایسے مواقع کے نسبت امام حسینؑ نے فرمایا ہے ؎ فَاِنْ تَکُنِ الدُّنْیَا تُعَدُّ نَفِیْسَۃً ۔ فَدَارُ ثَوَابِ اللّٰہِ اَعْلٰی وَاَنْبَلُ وَاِنْ تَکُنِ الْاَبْدَانُ لِلْمَوْتِ اُنْشِاَتْ ۔ فَقَتْلُ الْمَرْءِ بِالسَّیْفِ فِی اللّٰہِ اَفْضَلُ اور فضل ہونا اسی وقت صادق آئیگا جو جہاد سے فرار نکرے اور بلاختیار خود محاربت کو اختیار کرے اور صبر وثبات پر قائم رہے نہ یہ کہ جو سر پر آجاوے اور اُسکے

را یعنی اگر دار دنیا نفیس سمجھا گیا ہے پس دار ثواب جو خدا کا ہے اُس سے اعلیٰ اور بزرگ تر ہے اور اگر رزق بندگان کا مقدر ہوچکا ہے تو قلیل کوشش کسب معاش میں زیادہ جمیل ونیکو ہے اور اگر انسان کے بدن موت کیلئے پیدا ہوئے ہین کہ کل من علیھا فان اونپر جاری ہوتا ہی) تو راہ خدا مین قتل ہونا افضل اور بہتر ہے انتہے

لئے موقع عذر کا نہ ملے اور گریز کرنے کے حیلے معطل ہوں پس اوسوقت وہ فضیلت
نہین ہے جو بحالت قدرت کے اختیار کرنے مین ہے اور عبداللہ بن زبیر نے مکہ
معظمہ مین جو بحکم من دخلہ کان اٰمنا کے مامن عام مسلمین کے لئے ہے اپنی حفاظت
اور خلافت مین بمخالفت یزید کے کافی ترقی حاصل کرلی تھی اور عبداللہ بن حنظلہ
نے مدینہ منورہ مین علم محاربت یزید کی مخالفت پر اوٹھایا تھا اور باجماع اہل مدینہ
و بقایاے صحابہ اپنی قوت کو بیعت عامہ سے جمع کرلیا تھا اور ان دونون ذی شوکت
رئیسون نے حرمین کو اپنا جاے پناہ گردانا تھا مگر الف شہر کی تاثیر نے باوجودیکہ
کسی نے ان مین سے باہر حرمین سے قدم نہین نکالا دونون کو تہ و بالا کردیا کہ یکے
بعد از دیگرے قتل کردیئے گئے اور موجب ہتک حرمت حرمین شریفین کے
ہوگئے اور جو جو خرابیان انکی اقامت کی وجہ سے حرمین شریفین مین یزیدیون اور
لشکر عبدالملک کی بدکاریون سے ظہور مین آئین اہل سیر نے انکو مجمل و مفصل
لکھا ہے اگر امام حسینؑ بھی ایسا ہی عمل فرماتے تو امر کائن تو ضرور پیش آتا مگر ایکی
اقامت بھی سبب ہتک حرمت کسی حرم کا حرمین سے ہوجاتی اب ہم مجموع ایات
کو کہ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ
اَنْ نَّبْرَاَهَا الخ و قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ
دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ الخ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ
الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ الخ سے قدراً مشترکاً و نیز مجموع

اُن آیات سے جو ذیل آیہ ولنبلونکم بشئی کی نقل کی گئین ہین ایک آیت احسب الناس ان یترکوا دوسری ام حسبتم ان تترکوا تبیری ولنبلونکم حتے نعلم المجاھدین منکم چوتھی ام حسبتم ان تدخلوا الجنتہ پانچوین ومن الناس من یقول اٰمنّا الآیہ ہین تحصیل مصالح وفوائد ودفع فتن ومفاسد کو جو قاضی عیاض نے امام مصلح کیلئے جایز تجویز کی ہین اس شہادت امام حسینؑ مین ثابت کرتے ہین پس مخفی نرہے کہ آیات کریمہ سے قدرًا مشترکًا مصائب کا اہل ایمان کے لئے مقدر ہونا بلا مکافات کے اور امتحان کا ضروری لیا جانا اور امتحان مین تمنائے موت وجہاد مفنی جان وخوف وجوع ونقصان مال ونفوس وثمرات کا شامل ہونا اور جنت مین بلا امتحان کے داخل نہونا پایا جاتا ہے انبیاء علیہم السلام جنکے مدارج کہین مومنین سے اعلی وارفع ہین طرح طرح کے مصائب ونوائب مین مبتلا ہوتے رہے اور قتل ہوا کیے جو مصداق من عبادہ المومنین کے امتحان سے مستثنی نہین کے گئے بلکہ ابتلاء انکا عام مومنین سے زیادہ تر ہوتا رہا ہے حدیث البلاء موکل بالانبیاء ثم الاوصیاء ثم الاولیاء ثم الامثل فالامثل فی درجات العلا اسکی شاہد ہے مگر حضرت ابراہیم خلیل جلیل کا امتحان ذبح اسمعیل مین جسکی خبر آیہ قال یبنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری مین آئی ہے بحکم محکم وفدیناہ بذبح عظیم کے سبب بفدیہ عظیم ہوگیا چونکہ حضرت تقدس وتبارک وتعالے نے اوس فدیہ کے واقع ہونیکو فرمادیا تھا اور ظہور اوسکا بفحوائے کل الذی قضے فھو کائن کے لابدی تھا اور فدیہ اسمعیل کے لئے اولاد اسمعیل ہی سزاوار تھے نہ اولاد حضرت اسحاق سے لہذا انبیاء بنی اسرائیل مین جو شہید ہوئے وہ فدیہ اسمعیل

مدا بلا مقرر کی گئی انبیاء کیلئے پہر اوصیاء پہر اولیاء پہر اونکی امثال اور اونکی امثال کیلئے درجہ بدرجہ عنے کہا ابراہیم نے ای میری

نہین قرار پائے پس وہ عظیم فدیہ از منہ انبیا مین سلف سے خلف تک ملتوی ہوتا چلا آیا حتے
کہ حضرت عبداللہ پدر عالی قدر پیغمبر بھی وہ فدیہ مقرر ہوئے آخر وہ بھی مستثنی کر دیئے گئے
اور تصدیق کریمہ صدقت الرؤیا کے عالم شہود مین بوجہ فدیہ عظیم مقرر ہونیکی نہوئی
کہ فدیہ معصوم کا معصوم سے مقبول درگاہ و منظور نظر بارگاہ قدس تھا پس بدستور وہ فدیہ عظیم
ظہور مین نہ آیا لاکن اس فدیہ کی خبر حضرت زکریا پیغمبر اور ہمارے نبی آخر الزمان کو کہ بعض مین دی گئی
ہے چونکہ سرور عالم سید ولد آدم ختم المرسلین جامع فضائل اولین و آخرین تھے اور انبیاء و
مرسلین مین اکثر حضرات انبیاء امتحان شہادت مین کامیاب ہوے تو وہ فدیہ عظیم بعرض
حاصل ہونے جامعیت کمالات مدارج انبیاء کے بھی آنحضرت صلعم کیلئے زیبا اور ضروری
تھا ورنہ وہ جامعیت صادق نہ آسکتی تھی مگر آنحضرت صلعم بھی بوجہ ختم نبوت و بقاے
دین تا یوم قیامت کے درجہ شہادت سے باز رکھے گئے تاکہ کوئی معاند اسلام و ستمگر از گروہ
ظلام نہ کہہ سکے کہ مسلمانون کے پیغمبر نے دعوی نبوت کیا تھا آخر اپنے دعوے مین
سچے نہین تھے احقاق حق نکر سکے لہذا قتل کر دیئے گئے اوسوقت بنا بر اس اعتراض کے
تمام نظام شریعت رب العزت جسکا بقا الی یوم القیامۃ ہے اور رہیگا بوجہ قتل پیغمبر کے
درہم و برہم ہو جاتا اور مثل قصۂ اُحد کے هَلُمَّ اِلَی اَدْیَانِکُمْ خاص و عام پکارنے لگتے
اس التوا سے شہادت نبی ؐ کے سبب ضرور تھا کہ بدل مین آپکی فدیہ قرار پانیکے کوئی ہم مثل
آپکا فدیہ کر دیا جاوے چونکہ آپنے بحق امام حسین مِنِّی وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ فرمایا ہے لہذا معلوم
ہوا کہ وہ ہم مثل آپکا بس حسین ؑ ہی تھی جو فدیہ کے لئے آپکے بدل قرار پائی اور یہ آنحضرت صلعم

ع ۱ اپنے پہلے دین کی طرف پھر جاؤ ۲ حسین مجھ سے ہی اور مین حسین سے ہون

کا امتحان مثل دیگر انبیاء سلف کے امر شہادت مین باقی رہگیا تہا اسی لئے آپکے کمالات
جامع مین بمقابلہ شہدائے مرسلین کے کمی تہی اوسکو امام حسینؑ کی شہادت نے پورا کردیا گویا
کہ امام حسینؑ متمم کمالات رسالتمآب ہوگئے اور رسالتمآب نے اسی لیجہتی و نیز دیگر مدارج متعدد
کی نظر سے حسینؑ منّی وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ فرمایا ہے اگر آپ بھی ذبح عظیم نہ کرتے اور وعدۂ شہادت
کا نہ فرماتے تو فدیۂ عظیم ٹلنے والا نہین تہا اور جمیع ہونا کمالات سابقین و لاحقین کا جو خاتم
وخاتم النبیئن ہین ضرور تہا تو وہ فدیہ یا ذات بابرکات سرور کائنات کے ہونے یا بوجہ
محذورات صدر کے آپکی ذریت طیبین مصداق اوس فدیۂ عظیم کے کیجاتے کیونکہ اب
موقع اوس فدیہ کے ملتوی رہنے کا آیندہ کے لئے باقی نہین رہا تہا اور خداوند تعالےٰ
قد صدقت الرویا الی قولہ وترکنا علیہ فی الاخرین فرما چکا تہا لہذا واقع ہونا اوسکا
لابدی وضروری حتماً وجزماً ہوگیا تہا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اور کوئی مصداق اس فدیہ
عظیم اسمعیل کے لائق بھی نہین تہا اوسکو بس خاسر آل عبا نے ہی اختیار فرمالیا پھر جو
بذبح اسمعیل مین واقع ہوا تہا اور خداوند تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کی امتثال مین امر خواب کے
قد صدقت الرؤیا تا آیہ وفدیناہ بذبح عظیم وترکنا علیہ فی الاخرین فرمایا ہے
اوسکو کہیعص پر عالم اعیان مین ظاہر کردیا کما مضی مکرراً جو ان حروف مقطعہ مین کاف
سے کربلا اور حرف ہا سے ہلاکت اور یا سے یزید اور عین سے عطش اور صاد سے صبر حسینؑ
مراد ہے اور خبر اس فدیہ کی حرف مقطعات مین اس وجہ سے صادر فرمائی اور واضح
ارشاد نکیا کہ یا مرشدی عالم اسباب مین رمز خفی رہے تاکہ حکماء اپنے افعال کو عالم تکلیف

ا تو نے ای ابراہیم اپنی خواب سچی کردی ۱۲ اور ہمنے بچھلوں کو پیچھے اوسپر باقی رکھا ۱۳ اور فدیہ دیا ہمنے اسمعیل کا بہت بڑے عوض ۱۲

ہین تابع مشیت الٰہی نہ سمجہ لین غرضکہ یہ حادثہ شہادت کا بوجوہ عدیدہ ناگزیر تہا اور گریز کرنا خاصان خدا کے خواص و شعار سے لامحالہ محال عادی ہے ۵ اگر زکوہ فرو غلطد آسیا سنگی ؛ نہ عار ہست کہ از راہ سنگ برخیزد ۔

فصل چوتھی

اب ہم بعد شواہد قرآنی کے بعالم اسباب ظاہری کے امام حسینؑ کی مجبوری کو ثابت کرتے ہین کہ آپ کو بلا اختیار کرنے سفر عراق و ورود کربلا کے و بلا اختیار کرنے مقاتلت کے چارہ کار ہی نہین تہا اس وجہ سے کہ بعد تسلط یزید کے مدینہ منورہ مین آپ اس خوف سے اقامت نہ کر سکتے تھے کہ جناب امیرؑ نے جو زمان خلافت ابوبکر کے اہل مدینہ سے خانہ نجانہ تشریف لیجا کر اپنی نصرت کی ترغیب دی تو سوائے وعدہ ہاے زبانی کے کسی نے انصار سے آپ کی نصرت نہ فرمائی کما رواہ الجوہری فی کتابہ السقیفہ و فدک نقلہ ابن ابی الحدید عنہ فی شرح علی نہج البلاغہ اور مکہ معظمہ مین بہی آپ کے جان نثارون مین کوئی سوائے خیر طلبان زبانی کے موجود نہین تہا بلکہ کلہم منحرفین مبغضین دونون مقام پر بلکہ اکناف و اطراف عالم مین پہیلے ہوئے تھے چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی نے ابوجعفر اسکافی سے نقل کیا ہے کہ کان[1] اہل البصرۃ کلہم یبغضون علیاً و کثیر من اہل المدینۃ و اما اہل مکۃ فکلہم یبغضونہ قاطبۃً و کان قریش علی خلافہ اور ابن حجر نے صواعق محرقہ مین نقل کیا ہی اخرج[2] السلفی فی الطیوریات عن عبداللہ بن احمد بن حنبل انہ قال سألت

[1] و [2] کا ترجمہ صفحہ ۱۴۳ پر مذکور ہے

ابی عن علی ومعاویۃ قال منؑ اعلم ان علیاً کان کثیر الاعداء چونکہ دونون حرم مین آپ کو ہتک حرمت کا بھی پاس ولحاظ بمعانہ امر شدنی شہادت کے بہت تہا جو وہ عبداللہ بن حنظلہ وعبداللہ بن زبیر کی اقامت مین پیش آیا مذکر حالہما اور یمن اور حوالی یمن مین اس وجہ سے اقامت کو قبول نہین رکھا کہ جنگ جمل کا منبع وفساد یمن ہی تہا ابو یعلے بن منیہ یمن سے ہے وہ جمل لائے تھے جسپر ام المومنین سوار ہوکر میدان جنگ مین آئین تہین اور ابو یعلی کی کمک پر طلحہ وزبیر مرادان جنگی ہوگئے تھے ہر نوع یمن مین مبغضین کا مجمع بجیلہ خون عثمان کی مستشہر تہا کما ہو فی کتب السیر مذکور مفصلاً پھر کس طرح ہوسکتا تہا کہ آپ الفرار من المطر والقیام تحت المیزاب کی مثل یمن تشریف لیجاکر اختیار کرتے اور باقی ممالک اسلام بہی تسلط بنی امیہ سے مبرا نہین تھے سوائے اسکے کہ بعد شہادت امام حسنؑ کے بس اہل عراق نے ہی سلسلہ جنبانی نصرت واعانت کی جناب امام حسین سے کی تہی چنانچہ ابو مخنف نے لکھا ہے کہ تحرکت الشیعۃ بالعراق وکتبوا الی الحسینؑ بعد قتل اخیہ فی خلع معاویۃ والبیعۃ لہ وجلد عاشر سجارین اس طرح مذکور ہے وبلغ اہل الکوفۃ ہلاک معاویۃ وعرفوا خبر الحسینؑ فاجتمعت الشیعۃ فکتبوا الیہ ثم سرحوا بالکتاب مع عبداللہ بن مسمع وعبداللہ بن وال الی ان نقل ثم لبثوا اہل الکوفۃ یومین بعد ستہ بالکتاب وانفذ واقیس بن مسہر وعبدالرحمن بن عبداللہ وعمارہ بن عبداللہ الی الحسینؑ

ملخص ترجمہ صفحہ ۱۴۲ ہر دو روایت کا یہ ہے کہ کل اہل بصرہ اور اکثر اہل مدینہ اور کل اہل مکہ وقریش جناب امیر کے عدو تہے اور جناب امیر کے بہت سے دشمن تہے انتہے ۱۲ یعنی بعد شہید ہونے امام حسنؑ کے اہل عراق نے درخواستین خدمتین امام حسینؑ کی درباب خلع معاویہ اور خلع کرنے بیعت کی اسکی خلافت سے بہیجین جسنے کہ معاویہ کا انتقال ہوگیا ۱۲ یعنے اہل کوفہ کو مرگ معاویہ

ومعہم نحو مائۃ وخمسین صحیفۃ من الرجل والاثنین والاربعۃ وھوؑ مع ذلک یتانّی
ولا یجیبھم فورد علیہ فی یومٍ واحدٍ ستۃ مائۃ کتاب وتواترت الکتبُ حتی اجتمع
عندہ فی ثوب متفرقۃ اثنا عشر الف کتاب الخ پس روایات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ
اہل عراق نے حیات امیر معاویہ سے ہی خلع بیعت معاویہ پر ارادہ کر کے امام حسینؑ سے
اجازت چاہی تھی اور بعد معاویہ کے تو اونکی اصرار نے کوئی حد ہی نہین رکھی آپ کہانتک
حجت خدا کو تمام نہ فرماتے خصوصًا ایسی حالت مین کہ اطراف ممالک اسلام مین تو آپکی
معاند جمع تھے مدینہ منورہ چھوڑ کر اونکی طرف کس طرح جاتے اور یہان اہل عراق اپنی حجت
خطوط متواترہ کے ذریعہ سے تمام کر چکے تھے پس بحکم شریعت ظاہرہ امام حسینؑ ضرور مجبور تھے
کہ بغرض اتمام حجت عراق ہی تشریف لیجائین دیگر مقامات کی طرف نہ جائین اور بسبب
ظاہر اونکی طلب پر کوئی وجہ انکار کی پیدا ہی نہین تھی مگر آپکے حضرت مسلم کو بغرض
تفادی قلوب اہل عراق کے بھیجا امامہم شعبی سے مروی ہے قال بائع الحسینؑ
اربعون الفًا من اھل الکوفۃ علی ان یحاربوا من حارب ویسالموا من سالم

کی خبر پہونچی اور اونہین دریافت ہوا کہ امام حسینؑ مدینہ سے مکہ مین تشریف لے آئے ہین تو شیعان کوفہ جمع ہوئے اور
آپ کو خطوط طلب ہین لکھے اور ہمراہ ابن سمیع اور ابن والی کے بھیجے پھر دو دن کے بعد ڈیڑھ سو خط قیس وعبد الرحمن
وعمارہ کے ہاتھ ایک ایک اور دو دو چار چار شخصون نے لکھکر روانہ کئے اور امام حسینؑ خطون کے پہونچنے
پر تامل کنان تھے اونہین جواب نہین دیتے تھے اسپر چھ سو خط ایک دن مین آپکی خدمت مین پہونچے اور متواتر
خطوط آتے رہے یہان تک کہ متفرق بستون مین بارہ ہزار خط جمع ہو گئے ۱۲ یعنے امام حسینؑ کی بیعت پر بیس
ہزار اہل کوفہ نے اس معاہدہ پر کی تھی کہ جس سے امام حسینؑ لڑین ہم بھی لڑینگے اور جس سے صلح کرین
ہم بھی صلح کرینگے ۔ اسکے بعد اخبار صحاح پر آپ اعتماد کر کے کسطرح نقض عہد مسلمین کو ملحوظ فرماتے

جب آپ کو خبر بیعت اہل کوفہ معلوم ہوگئی اور مکہ مین اشرار خونخوار لیباس حجاج جمع ہونے شروع ہوگئے تو پاس حرمت حرم آپنے فرما کر سفر عراق اختیار فرمالیا پس آپکا عراق کو تشریف لیجانا باسباب ظاہر بوجہ مامون نہونی صفحات اسلام بخوف تعرض عامل مدینہ وبدخواہی والی مکہ اور بوجہ طلب واتمام حجت اہل کوفہ اور بغرض ہدایت امت اور مخلصی رعیت کی بچہ اہل ضلالت سے ضروریات سے ہوگیا تھا نہ یہ کہ اپنی تنہائی اور اہل کوفہ کی بیوفائی پر بھی آپنے قصد جہاد مورد ایراد مصمم و متحتم فرمالیا تھا جو محل اعتراض ہوسکی پس اس مقام سے وہ شبہ بوجہ احسن مرتفع ہوتا ہی کہ جو مفاد آیہ قاتلوا الذین یلونکم من الکفار[1] ہی اور اثنار راہ مین جو اخبار بیوفائی اہل کوفہ آپکو معلوم ہوئین تو ایسی حالت مین کہ آپکے لئے کہین جگہ رستگاری کی نہین تھی تمام عالم دشمن تھا یا گروہ عہد شکن تھا کہ نصرت پر آپکی آمادہ نہوا کیونکہ اہل مکہ واصحاب مدینہ سب جانتے تھے کہ یہ سفر آپکا خالی ہلاکت سے نہین ہی مگر کوئی ان مین سے سوائے عزیز و قریب قلیل العدد کے ہمراہ نہوا آپ کہان واپس تشریف لیجاتے [illegible] اہل کوفہ ہی تھے کہ جنکو غیرت دلاکر تابع فرما سکتے اور او نہین رجحت اپنی طلب کی ختم کرسکتے اور جب وہ حضرت

[1] ترجمہ صفحہ ۲۶ پر ہے

قریب کوفہ پہونچے اور نوبت داخلہ شہر کوفہ کی نہین پہونچی تھی کہ وہ امر تقدیری آپکو
مقام کربلا پیش آیا جو رسولخدا کو حدیبیہ پیش آگیا تھا کہ ناقہ سواری پیغمبر کا یکایک بیٹھ
گیا صحابہ نے بہ چندا تکو سر زنش کیا مگر وہ نہین اُٹھا اوسوقت آپنے فرمایا ماخلأت
القصوٰی وما ذالت لها یخلق ولکن حبسها حابس الفیل ثم قال والذی نفسی بیدہ
لایسألونی خطة یعظمون فیها حرمات الله الا اعطیتهم ایاها الخ کما فی المشکوٰة
رکوہ حالت آپکو ذوالجناح کے رُک جانے، مقام کربلا پیش آیا کہ ہرچند آپنے ذوالجناح کو
بڑھانا چاہا اوسنے ایک قدم بڑھنا نچاہا کما فی روضة الشہداء پس جس طرح رسولخدا نے
اپنے ارادۂ دخول حرم کو بوجہ مانع پیدا ہونے امر تقدیری کے ملتوی فرمایا اور خلاف مصالح
ظاہری جسکو تاہ بینان کے نہ حکم سیف جاری کیا نہ داخل حرم ہوئے اسیطرح امام
حسینؑ نے حکم تقدیری کی امتثال مین قیام کرکے اقامہ کربلا کی اختیار فرمائی اور کوئی
حیلہ یا دوسری جگہ اختفا کی تلاش نہ کی کیونکہ امام حسینؑ کے مرکب کا کربلا مین رکنا اور
آگے نہ بڑھنا مصداق ماخلأت القصوٰی کے واقع ہوا اور جس طرح پیغمبر خدا نے
حدیبیہ کی صلح پر فرمایا تھا کہ مین وہی منظور کرونگا جو شرکین چاہینگے جس مین تعظیم کعبہ
رہے اسی طرح امام حسین نے بھی یہ باور فرمالیا تھا کہ اشقیا کو میرا قتل کرنا مقصود ہے
اور بیعت وغیرہ کا بہانہ ہے کیونکہ امام حسنؑ مصالحت کرکے سم قاتل سے کب بچے

---

۱ یعنی ناقۂ قصوٰی کی عادت ایسی نہین تھی تھک رہنے کی مگر اسکو اُسنے روکا ہے جس نے فیل ابرہہ
کو روکا تھا اور قسم بخدا کہ قریش کچھ خواہش مجھسے نہ کرینگے کہ جس مین تعظیم حرم ہو مگر یہ کہ مین اُسے
قبول کرونگا انتہے

جومین بعد بیعت محفوظ رہونگا پس ای راہ قتال کو مصمم و منظور فرمالیا تہا اور یہی امر تقدیر سے آپکے لئے مقدر ہوچکا تہا لقد ما احسن ما قال من قال ؎ چلتے چلتے جو رکا اسپ تو حضرت نے کہا ٭ نہین معلوم کہ اس دشت کو کیا کہتے ہین ٭ آئی ہاتف کی صدا گھوڑے سے اوتر و شبیر ٭ یہ وہ صحرا ہے جسے کربلا کہتے ہین ۔ یعنے وہ کربلا جس کا پتہ تمکو رسولخدا صلعم نے دیا تہا کہ وہ تمہارا مقتل ہے پس نوبت یہ آئی کہ آپ افواج یزیدی کے ہجوم مین محصور ہوگئے اسوقت بہی آپنے لڑائی سے بغرض اتمام حجت کے بہت بچنا چاہا لاکن سوائے دفاع کے کوئی چارہ کار نہین ملا اور اسکے ثبوت مین ایک روایت ہے جس مین عمر سعد نے ابن زیاد کو نامہ لکہا ہے بدین مضمون کہ ھذا حسینؑ قد عطانی عھدا ان یرجع الی المکان الذی اتی منہ وان یسیر الی ثغر من الثغور فیکون رجلا من المسلمین لہ مالھم وعلیہ ما علیھم وان یاتی الی امیر المومنین یزید فیضع یدہ فی یدہ فیری ما لما بینہ وبینہ وفی ھذا رضا وللامۃ صلاح پس یہ نامہ شاہد ہے کہ امام حسینؑ نے انتہا درجہ پر چہت اشتیاق اصلاح امت پر یہ طرح سے ختم فرمادی تہی حتی کہ پسر سعد شقی نے بہی اوسکو تسلیم کرلیا تہا

؎ یعنے یہ حسین مدینہ مین البتہ مجہ سے انہون نے پیمان کرلیا ہے کہ اپنے وطن کو واپس جائینگے یا کسی سرحد کو کفار کی تسلط مین سے چلے جائینگے اور آپ شخص معمولی عام لوگون مین مسلمانون کے ہونگے اور اونکے لئے وہی حق ہوگا جو عام مسلمانون کے لئے ہے اور اونکے ذمہ پر وہ واجب و لازم رہیگا جو عوام مسلمانون کے ذمہ ہے اور اگر یزید خلیفہ کے پاس جائینگے تو اپنا ہاتہ اوسکے ہاتہ مین دیدینگے اسوقت یزید جو امر درمیان اپنے اور اونکے مناسب سمجہیگا اوسی کی موافق ہوگا اور اس مین رضائے الہی اور امت کی صلاح ہے انتہے

یہان پر یہ شبہ البتہ سخیف ہوسکتا ہی کہ آپکے لئے واپسی وطن کی اور اطراف عالم کی
پر خطر تھین تو آپنے وعدہ رجوع اور واپسی کا کس منشاء پر فرمایا اور جب آپ خلافت
اولاد ابوسفیان کو حرام جانتے تھے اور داغ غلامی کو کسیطرح گوارہ نفرماتے تھے
تو یہان اوسکو کیون قبول فرمایا پس بنا بر صحت روایت کے کہا جاسکتا ہے کہ یہ سب
معاہدے حقیقۃ منظور نہین تھی صرف اتمام حجت تھا کما احسن ما قال ؎ حسین
اور طلب آپ سے معاذاللہ ؛ تمام کرتے تھے حجت سوال آپ تھا۔ اسیطرح اقرار بیعت
بغرض اتمام حجت کیے تھا ورنہ معاذاللہ اور اس وجہ سے بنی امیہ کی شقاوت وعداوت
کو اس انتہاے اقرار سے عالم پر ظاہر کردینا تھا تاکہ اہل زمانہ حلانیہ طور پر جان لین
کہ مابہ النزاع جو امر بیعت کو کہا گیا تھا وہ بھی بنی امیہ کو مد نظر نہین تھا بلکہ خون عثمانؓ
کا بہانہ دل مقصود تھا جیساکہ عبیداللہ بن زیاد کے جوابات سے بنام ابن سعد کے
یہ منشاء دلی انکا ظاہر ہوتا ہے چنانچہ عمر سعد کا نامہ جب اس شقی ازلی کے پاس پہونچا تو
یہ شعر سنتے پڑھا الآن[1] قد علقت مخالبنا بہ یرجوا النجاۃ ولات حین مناص
اور عمر سعد کو لکھا انی لم ابعثک الی الحسینؑ لتکف عنہ ولا لتطاول لہ ولا لتمنیتہ السلام
ولا لتعذر لہ ولا لتکون لہ عندی شافعا الخ اور ایک خط مین ابن سعد کو تحریر

---

[1] یعنے اب تحقیق طور پر کہ چنگل ہمارے اونکے بدن مین گھپ گئے اوسپر وہ آرزو نجات کی رکھتے ہین حالانکہ
وقت رستگاری نہین رہا [2] یعنے مین نے تجھکو ہرگز امام حسینؑ کی طرف نہین بھیجا تاکہ تو دست کشی کرے
اسکتے اور نہ اس لئے بھیجا ہے کہ تو اونکے بارہ مین فکر کرے اونکی رستگاری مین نہ اسلئے بھیجا ہے کہ اونکے واسطے
سلامتی کی خواہش کرے اور نہ اسلئے کہ اونکے واسطے مدت مہلت چاہے اور نہ اسلئے کہ تو مجھسے اونکی شفاعت کرے الخ

کیا کہ ان حل بین الحسین واصحابہ وبین الماء فلا یذوقوا قطرۃ کما صنع بالتقی
عثمان بن عفان اور ایک خط میں ابن زیاد نے رقم کیا اذا ورد کتابی فامنعہم من خفر الآبار
ما استطعت وضیق علیہم ولا تدعہم یذوقوا الماء وافعل بہم کما فعلوا بالزکی ۱۲ ان
عثمان یہ مکتوبات ابن زیاد کے بعد اسکے کہ وہ حال اطاعت اور وعدہ بیعت امام حسینؑ
سے مطلع ہو چکا تھا علی الاعلان منادی کنان ہین کہ اگر امام حسینؑ تقیۃً وتحذراً نفس
بیعت بھی فرما لیتے تاہم شر بنی امیہ سے جان بر نہوتے امام حسن نے مصالحت فرما لی تو وہ
کب شہید ہونے سے محفوظ رہے اور عبداللہ بن جعفر طیار کا امان نامہ عامل مدینہ سے
لکھوا کر پاس امام حسینؑ کے بھجوانا اور قیس بن اشعث کا انزل علی حکم من شئت کہنا
لن یریث وابت الا ما تحب باعتبار اثر نجات کے بمقابل معاہدہ تحریری صلحنامہ
غال المومنین امیر معاویہ باحضرت امام حسنؑ کے گیڈر کا فرمان اور بادشتران تھا
ہیں لئے کہ امیر معاویہ کی عظمت اور عدالت اور دینی صلاحیت کے سکے سواد کثیر
کے قلوب پر اب تک منقش ہین اونکا معاندہ بھی واجب التعظیم اور واجب الاذعان
ہونا چاہیے اور عامل مدینہ تو وہی شخص اموی تھا کہ جس نے خبر شہادت امام حسینؑ سنکر
شعر عجیت نساء بنی ہاشم عجۃ ۔ کجمیع نسوتنا غداۃ ارنبٌ پڑھا تھا اور انما الدمۃ بلدۃ والصدر

۱ یعنے درمیان حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کے اور درمیان آب کے حایل ہو کہ وہ ایک قطرہ بھی پانی کا نہ چکھین جیسا کہ کیا گیا
ساتھ پرہیزگار عثمان بن عفان کے ۲ یعنے جبکہ میرا نامہ پہونچے تو امام حسینؑ اور اون کے اصحاب کو تکنوتین
ہو دینے سے حتے المقدور باز رکھ اور اوپر تنگی کر اور اونکو مہلت نہ دے کہ وہ پانی چکہ لین اور اون کے
ساتھ وہی عمل کر جیسا کہ اونہون نے عثمان پاک کے ساتھ عمل کیا ہے انتہے ۳ ملخص حبکا یہ ہے کہ فتان
بنی ہاشم کا گریہ مثل گریہ زنان بنی امیہ کے روز قتل عثمان کے ہے اور اونکے نوحہ وزاری کے عوض مین صدمہ عثمان کا ہے

کھا تھا پس ایسا شخص اپنے امان نامہ کی کیا تعمیل کرتا بجز اسکے کہ خدع و مکر سے شہید کر دیتا
اور قیس بن اشعث خارجی ابن خارجی کا قول و بول برابر تھا اور جبکہ امیر معاویہ صحابی
عادل نے اپنے عہد نامہ پر وفا نفرمائی بلکہ عکس و نقیض سے کام لیا تو یہ گروہ عصوص
عامل مدینہ ہوں یا سردار لشکر خلیفہ کب وفا کر سکتے تھے مضمون صلحنامہ امیر معاویہ سابقا
گذرا کہ اسمیں یہ اقرار انکا مندرج ہوا تھا کہ ان الناس آمنون حیث کانوا من ارض
اللہ و ان اصحاب علی و شیعتہ آمنون علی انفسہم و اموالہم الخ کما فی الصواعق
جو اس صلح کی بنا پر جملہ گروہ صحابہ اور شیعہ علیؑ کا تابع و منقاد انکا ہو گیا تھا اور کوئی
ان میں مدعی خلافت اور داعی بغاوت نہیں ہوا لاکن ایفا اوس معاہدہ امن و امان
مروان و شیعان شاہ مردان کو امیر عادل نے کس طرح نکشے سے پورا کیا ہے کہ رشید
ہجری اور حجر بن عدی الکندی کو جو ذوی الوجوہ اصحاب امیر المومنین سے تھے
سب جماعت شیعہ و اتباع امیر المومنین علیہ السلام کے بجرم شیعیت قتل کر دیا
کہ عراق میں کوئی نام اور شیعان علی سے نہیں چھوڑا مگر یہ کہ اوسکو زیاد بن سمیہ
عامل معاویہ نے قتل کیا یا اوسکے ہاتھ پانوں کاٹ ڈالے یا اوسکی آنکھیں نکال لیں
یا اسکو سولی دیدی اور بقیۃ السیف کو عراق سے خارج کر دیا اس واقعہ کو ابن ابی الحدید نے
گیارہویں جلد شرح نہج البلاغہ میں ابو الحسن المدائنی صاحب کتاب الاحداث سے شناعت
امیر معاویہ میں بسط و اطناب کے ساتھ نقل کیا ہے اور عبارت موجزہ ملخصہ اسکی یہ ہے کان[۲] اشد الناس[۱] علی

---

[۱] بحقیق مردان محفوظ رہیں گے جیسے کہ اب مامون ہیں خدا کی زمین میں اور اصحاب اور شیعہ علیؑ اپنی جان اور مال سے محفوظ رہیں گے [۲] یعنے امیر معاویہ کے عہد سلطنت میں شدید تر

حینئذ اھل الکوفۃ من بھا من شیعۃ علی فاستعمل (معاویۃ) علیھم زیاد بن سمیہ وضم الیہ البصرۃ فکان یتتبع الشیعۃ وھو بھم عارف فقتلھم تحت کل حجر ومدر واخافھم وقطع الایدی والارجل وسمل العیون وصلبھم علی جذوع النخل وطردھم وشردھم عن العراق فلم یبق بھا معروف منھم انتھے اور امام حسینؑ تو ہادی اور پیشوائے شیعان تھے وہ بعد اختیار کر لینے صلح کے ناکثین عہد اور مغضبین خواہان دم عثمان کے ظلم وجور وتعدی سے کس طرح مصئون رہ سکتے اونکے دعوے امامت کرنے نکرنے پر کچھ تعدی منحصر نہین تھی اُنکا امام شیعہ ہونا ہی حیلۂ قتل کو کافی تھا یہانتک جواب باسباب ظاہر اور مطابق شریعت مطہر حالی کیا گیا ؛

فصل پانچوین

اب باحکام باطنی بنا بر بشارات واخبار رسول نیز دانی وبر طبق سجایائے انبیاء علیہم السلام کے تکالیف مقربین کو بیان کیا جاتا ہے جس سے مامور ہونا امام حسین کا اخذ شہادت کے لئے ثابت ہوتا ہے مخفی نرہے کہ تکالیف مخصوصہ بندگان مقربین کیواسطے مقرر ہوتی ہین جو عامہ آدمیین سے وہ بالکل متعلق نہین گنگئین اور حضرات مقربین

ترجمہ بلا اہل کوفہ تھے کہ اسی جگہ کثرت شیعان علیؑ کی تھی پس امیر معاویہ نے اُنپر اور اہل بصرہ پر زیاد بن سمیہ پدعلیہ اللعنہ ملعون کو عامل مقرر کیا اور وہ شیعان علیؑ کو خوب جانتا تھا اُسنے تتبع کر کے یعنی ڈھونڈ ڈھونڈ کر پتھر اور ڈیلون کے نیچے شیعونکو قتل کیا اور اُنکو خوفناک کر دیا اور ہاتھ پاؤن اُنکے کاٹ ڈالے اور آنکھین اُنکی نکال لین اور شاخہائے خرما پر اُنکو سولی دیدی اور عراق کے ملک سے انکو بدر کر دیا اونمین سے کوئی مشہور شیعہ عراق مین باقی نہین چھوڑا انتھے

علے قدر مراتب اُن تکالیف خاصّہ کے مکلّف کئے گئے ہین حضرت آدم ابو البشر
جنّت ادنی مین جو باغہائے دنیا سے تہا اکل گندم سے ممنوع کئے گئے حالانکہ گیہون
از جملہ ماکولات طیّبہ کے ہے اور خداوند تعالے فرماتا ہے الطیّبات للطیّبین اور
حضرت آدم ضرور معصوم اور طیّب تہے تاہم ماکول طیّب سے ممنوع کی گئی اور نہی آلہی از جملہ
احکام شرعیہ ہی باقی نوع بشر مین کسیکو شریعت مین اس ماکول حلال سے ممانعت
نہین ہوئی اور ممنوع ہونا آپ کا دلیل مکلف ہونے کی ہی اور مکلف ہونا اُنکی دار تکلیف
مین ہونے کی ہی اور خلد بریں دار التکلیف نہین ہے پس وہ بہشت آدم باغہائے
دنیا سے تہا ورنہ شیطان رجیم کا خلد بریں مین داخل ہونا اور اُنکو یا حضرت حوا کو اغوا کرنا
اور اُن دونون مین سے کسیکا فریب مین آنا اور مرتکب ترک اولی ہونا بفحوائے
خَطَّةٌ يَلِجُ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ محال ہی اور فریب وارتکاب وغیرہ خلد بریں سے
تعلق نہین رکھتا جیسا کہ حضرت آدم وحوّا اور شیطان سے ظہور مین آیا نہ کوئی خلد بریں
سے خارج ہوتا ہے حالانکہ حضرت آدم وحوّا جنّت سے نکالے گئے اور ابلیس ہمیشہ داخل
ہو گیا تہا معہ طاوس خارج از جنّت کیا گیا اور صاحب مواقف نے بہی تنزیہ حضرت
آدم مین آپکا نبی ہونا زمانہ قیام جنّت کے اور حضرت حوا کا آپکی امت مین ہونا
بیان کیا ہے اور نبوت اور نبی ہونا اور انکی امت کا موجود ہونا جنّت مین دلیل
کامل دار التکلیف ہونے اوس جنّت کی ہے ہر نوع حضرت آدم پر نہی اکل گندم

ع۔ تے کہ اونٹ سوئی کے ناکے مین کو نکل جاوے

کی دار التکلیف مین وارد ہوئی اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اپنے فرزند اسماعیل کی قربانی پر مامور ہوئے کما مضی ذکرہ اتفاقاً یہ حکم قربانی کا مخصوص او منہین حضرت کی ذات خاص سے تنہا ورنہ انسان کی قربانی شریعت الٰہی مین بوجہ عام جاری نہین ہوتی اگر یہ حکم داخل ملت حنیفی ہوتا تو تمام اسلام و یہود و نصاری انکی اقتدا کرتے چنانچہ آیہ فبھدیھم اقتدہ آیا ہی او حضرت موسی کلیم اللہ جنگ عمالقہ مین بلا شرط وجود لشکر کم و کمتر و بیش و بیشتر کے مامور ہوئے تھے اور حکم محکم ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین پر آپکا جہاد منحصر نہین تھا اگر نبی اسرائیل ہمراہ آپکے لڑائی مین شریک ہوتے یا وہ شریک نہوئے او قولہ تعالے سقوا عنھم اذھبت والھلت وانا ھھنا قاعدون کھہ کر بیٹھہ رہے ہر حالت مین آپ مامور بجہاد تھے تھے کہ آپکو تن تنہا عمالقہ سے لڑنا لازم ہو چکا تھا چنانچہ آپ بذات واحد عوج بن عنق کے مقابلہ مین تشریف لیگئے اور اسکو قتل کیا اگر آپ قتل ہو جاتے تو بوجہ خصوصیت حکم جہاد کے کسیطرح مطعون نہوتے تھے اور حضرت داود پیغمبر نے بہی لشکر جالوت سے تنہا ہی مقابلہ کیا تھا اور تاریخ کامل ابن اثیر مین منقول ہی کہ حضرت ایوب پر جبکہ مصائب کے شدائد ہوئے تو انکی بی بی نے کہا کہ تم مستجاب الدعوات ہو دعا کرو کہ یہ مصیبتین ٹل جاوین حضرت ایوب نے قبول نہین کیا اور صبر کرنا ہی ان مصائب پر اختیار کیا کیونکہ آپ مرتبہ رضا و تسلیم مین فرد کامل تھے لہذا مال و اولاد و زراعت و مویشی کے تلف و ہلاک ہو جانے کو اپنے نفس پر آسان کر لیا اور دعا سے حذر فرمایا تاکہ جریدہ صابرین مین نام مندرج رہے اور رسول خدا صلعم

عد اترجمہ صفحہ ۲۹ پر گذرا ۲ تم اور تمہارا اگر لڑنے جاؤ اور ہم یہان بیٹھے ہوئے ہین

بھی بعض تکالیف عبادتی ہین مخصوص تھے اور خصائص آنحضرت صلعم بہت ہین جو امت
سے علحدہ ہے ازانجملہ آیہ لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج
ہین آپکے لئے ممانعت ہے اور امت کیلئے تبدیل بدل ازواج کے مباح ہی اور
امہات المومنین ازواج ختم المرسلین کے لیے بھی آیہ یا نساء النبی من یات منکن
بفاحشۃ مبینۃ یضاعف لھا العذاب ضعفین وکان ذلک علی اللہ یسیرا
ومن یقنت منکن الی قولہ نؤتیھا اجرھا مرتین الآیہ ہین عذاب وثواب المضاعف
مقرر ہوا ہے جو عامہ امت کی عورتین اور مرد اس مضاعفت سے بوجہ عام بری اور محروم
ہین اور ان تکالیف مخصوصہ مین وہ امتحان بھی شامل ہوئے ہین جو ما فوق الاحرج
فی الدین کے ہین کما عرفت مفصلا فبناء علی ذلک حضرت امام حسین علیہ السلام
بھی خروج الی العراق اور محاربت اہل شقاق پر پہلے ہی سے مامور ہو چکے تھے جو بحسب
شرع شریف کے وہ محاربت حکم دفاع کا رکھتی ہے اور تکمیل مدارج حجتی رسالت
اور شفاعت عظمت وفدیہ عظیم صاحب خلت اسپر متوقف تھی اس مقام پر شواہد
دعوی شفاعت و مدارج صاحب شہادت کو نقل کیا جاتا ہی حدیث صحیحین وارد ہے
کہ قال[1] جبرئیل یا نبی اللہ ان اللہ قد حکم علیھما ان الحسن یموت مسموما
والحسین یموت مذبوحا وان لکل نبی دعوۃ مستجابۃ فان شئت کانت
دعوتک لولدیک الحسن الحسین فدعا اللہ تعالی ان یسلمھا من ان تسم
والقتل وان شئت کانت مصیبتھما ذخیرتک للعصاۃ من امتک یوم

[1] حاصل ترجمہ یہ ہے کہ جبرئیل امین نے کہا کہ یا نبی اللہ سر اللہ تعالے نے مقدر کیا ہے ان دونون

القیہ تد فقال النبی یا اخی جبرئیل انا راض بحکم ربی لا اریدالا ما یرید ہو
قد احببت ان تکون دعوتی ذخیرۃ لشفاعتی فی العصاۃ من امتی ویقضی
اللہ فی ولدی ما یشاء کما فی المنتخب للفخری اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ رسولخدا
نے قبل از واقعہ شہادت ہر دو صاحبزادگان کی بغرض شفاعت امت کے شہادت
کو قبول فرما لیا تھا پس شہادت سبطین گویا مونہہ مانگی مراد رسول الثقلین کی تھی
اور رسولخدا کی مصلحت اور اقرار اور قبول بالرضا امام حسین کے اختیار فرمانیسے
بدرجۂ اقصے اصلح وانسب و مفید تر ہے لہذا امام حسین کو قبولیت اپنے جد بزرگوار
کی واجب الامتثال اور لازم التعمیل تھی ہر چند بلا اجر شفاعت ہوتے اگر محض رضا و
تسلیم ہے اس میں ملحوظ ہوتی تاہم ضروری ولابدی تھی اور جبکہ اوس شہادت میں
ذخائر شفاعت اور حصول مدارج بھی مکنون ومضمون تھی تو اسکا اخذ فرمانا بدرجۂ
اولیٰ واقضیٰ وبمرتبۂ اعلیٰ وقصوی امام حسینؑ کو بطیب خاطر وشوق مافوق واجب
ولازم ہو گیا تھا اور یہ ہی وجہ تھی کہ امام حسینؑ روز عاشورا، بدا کا خوف فرماتے
تھے کہ کہیں ایسا نہو کہ شہادت میری ملتوی ہو جاوے اور شہادت امام حسین کی

کے لئے یہ کہ حسنؑ زہر سے شہید ہوں اور حسینؑ ذبح کئے جاویں اور پیغمبر کے واسطے دعائے مستجاب ہے
پس اگر آپ چاہیں تو دعا کیجئے گا کہ حسنؑ اور حسینؑ کو خداوند جلیل زہر اور قتل سے بچا دیوے اور اگر آپ چاہیں
تو یہ مصیبت اون دونوں کی شہادت کی آپ کی امت عاصی کے لئے ذخیرہ شفاعت بروز قیامت ہووے
پس رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اے بھائی جبرئیل میں حکم رب سے راضی ہوں اور میں وہی ارادہ کرنیوالا ہوں جسکا خداوند
عزوجل نے ارادہ فرمایا ہے اور میں دوست رکھتا ہوں یہ کہ میری دعا امت عاصی کی شفاعت میں نفوذ ہو جو خدا نے میرے دونوں کے
حق میں مقدر فرمایا ہے وہ جاری ہو کر رہے

خبر بدت معتمد قتل واقعہ سے اسرار مخفیہ وامور باطنہ سے نہین رہی ہے کہ زمانہ خلافت
ظاہری جناب امیر مین زبان زد عوفا ، وقرع سمع اشقیا ہوچکی تھی جناب امیرؑ نے راہ صفین
مین بمقام کربلا پہونچکر اس واقعہ کے اطلاع اپنے اصحاب کو دی اور آپکی صحابہ جب
عمر سعد کو مسجد کوفہ مین داخل ہوتے دیکھتے تھے تو کہا کرتے تھے کہ ھذا قاتل الحسین
ابن علی بسپر عمر سعد نے امام حسین سے کہا کہ سفہاء مردم ایسا زعم کرتے ہین کہ مین آپکو قتل
کرونگا امام حسین نے فرمایا انھم لیسوا السفھاء ولکنھم حلماء اما انہ تقر عینی ان لا تاکل
بر العراق بعدی الا قلیلا[1] کما فی الارشاد للمفید رح تو یہ خبر مشتہر مسلمات سی ہوچکی تھی جسکے
واقع ہونے کا یقین متحمات سے مستقر تھا اس مین کوئی حیلہ جابزی کا متصور نہین ہوتا تھا
نہ یہ امور باطنی سے رہا تھا جسکو احکام ظاہری سے معارض ومخالف توہم کیا جاوے
اور جلد عاشر بحار مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام حسین نے جب یزید
کا فرمان در بارہ طلب بیعت یا قتل کر دینے کے عامل مدینہ سے سنا تو آپ اپنے
جد امجد کے روضہ مین شب کے وقت تشریف لیگئے اور شکایت امت اور طلب
رخصت فرمائی اور خداوند عزوجل سے مناجات کی کہ آلہی اس معاملہ مین جو تیری
رضا ہو وہی مین اختیار کرون اوسوقت امام حسین خضوع وخشوع مین
مصروف بکا تھے اور قبر مطہر رسول دا ور پر اپنے سر مبارک کو رکھے ہوے مناجات

[1] ہر آئنہ وہ لوگ سفیہ نہین ہین بلکہ عاقل وعارف ہین خبردار ہو کہ میرے خنکی چشم کا باعث ہو کہ تو میرے
بعد عراق کی گیہون نہ کھائیگا مگر تھوڑی یعنے میرے بعد دنیا مین کم مدت متمتع ہوگا ۔

فرما رہے تھے کہ جو آپ کی آنکھ اُس حالت خشوع مین جھپک گئی تو عالم رویا مین دیکھا
کہ یکایک پیغمبر خدا صلعم تشریف فرما ہین اور ملائکہ آپکے یمین و یسار اور سامنے حاضر ہین
اور آپ فرماتے ہین حبیبی یا حسین اراک عن قریب مرھلا بدما ئک مذبوحا[1]
بارض کرب و بلا من عصابۃ من امتی وانت مع ذلک عطشان لا تسقی وظمان
لا تروی حبیبی یا حسین ان اباک وامک واخاک قد موا علیّ وھم مشتاقون
الیک وان لک فی الجنان لدرجات لن تنالھا الا بالشھادۃ فجعل الحسین علیہ السلام
فی منامہ ینظر الی جدہ ویقول یا جداہ لا حاجۃ لی فی الرجوع الی الدنیا فخذ الیک
ادخلنی معک فی قبرک فقال رسول اللہ صلعم لابد لک من الرجوع الی الدنیا
حتی ترزق الشھادۃ وما قد کتب اللہ لک فیھا من الثواب العظیم اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ امام حسینؑ نے مناجات مین اپنا معاملہ بطبق تعدی اشقیاء کے خداوند
تعالے کی رضا پر منحصر فرما دیا تھا جو رویا سے صادقہ مین اپنے جد بزرگوار رسول مختار
سے امر تقدیری کو سُنکر یا کہ بخبر انی خبر عالم قدس سے آپکو حالی فرما دی کہ مین تجھے

[1] یعنے پیارے میرے اے حسین مین تجھے دیکھتا ہون کہ عنقریب تو اپنے خون مین آلودہ ہے اور اُس حالت مین تو
پیاسا ہے اور سیراب نہین کیا جاتا ہے (کہ اشقیائے امت سے کوئی تجھے پانی نہین دیتا ہے) و ہر آئنہ پیارے
میرے اے حسین باپ اور ماں اور بھائی تیرے میرے پاس آئے تھے اور وہ تیرے دیدار کے اور تیری
ملاقات کے مشتاق ہین اور ہر آئنہ تیرے لئے جنت مین البتہ درجات عالیہ ہین کہ تو اُن مقامات پر فائز نہوگا تا نہ
شہید نہووے اس رویاے صادقہ مین امام حسین اپنے نانا کو دیکھتے تھے اور کہتے تھے یا جداہ مجھے دنیا
کے جانے کی ضرورت و حاجت نہین مجھے اپنی اس قبر مین لیلیجئے رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ تجھے چارہ نہین ہے کہ تو
دنیا مین نہ جاوے یہانتک کہ شہید کیا جاوے اور وہ ثواب عظیم جو خداوند تعالی تیرے لئے مقرر فرمایا ہے تجھے ملے اسلئے

خون بھرا اور پیاسا اور مذبوح دیکھتا ہوں بمقام کربلا کے اور تجھے بلا اخذ شہادت کی چارہ
نہیں ہے پس امام حسینؑ سفر عراق اور فوز شہادت سے بعد اطلاع پانے امر تقدیر الٰہی کے کس طرح
باز رہ سکتے تھے جن حضرات اور جن اشخاص نے کہ اپنے کو ہلاکت سے بچانا چاہا چار و ناچار
امر قضا انپر بھی جاری ہو گیا کما مر بہت علیک سابقاً اور جو امام حسینؑ نے خود برضا و رغبت
اسکو اختیار فرمایا تو آپکے مدارج عالیہ وس سے ظاہر ہوئے کہ رسولخدا صلعم نے حسین
منی وانا من حسین فرمایا پس امام حسینؑ کا طرف کربلا کی جانا بر طبق اسوہ ہای اولوالعزم
انبیاء کے دو نو وجہ پر صادق آتا ہے ایک یہ کہ اگر آپنے حرمین سے بہ نیت حذر از ہتک
حرمت حرمات اللہ و خوف جان و مال و کف بیعت جو سفر اختیار کیا تھا تو حضرت ابراہیم
خلیل اللہؑ نے ایک مرتبہ خوف آرز سے کوہستان ایران کو ہجرت فرمائی دوسری مرتبہ
بخوف نمرود کے طرف شام و مصر کی ہجرت اختیار کی کما فی کتب السیر اور حضرت موسیٰ نے
بخوف فرعون کے سفر شام کا اختیار فرمایا دوسری مرتبہ بیت المقدس سے بصرہ تشریف
لے آئے کما قالہ محمد الحنفیہ فی احتجاج ہجرتہ الی جبل العقیق اور رسالت مآب صلعم نے
بخوف قریش مکہ کے چند مرتبہ طائف وغیرہ آخرش مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی جو سراقہ
بن جعشم نے پیغمبر خدا صلعم کا بہ نیت قتل تعاقب کیا مگر تقدیر ایزدی سے اوسکا ارادہ
پورا نہوا ورنہ مثل حادثہ امام حسینؑ کے یہی سانحہ بسبب عدم نصرت مصاحب کے رسولخدا صلعم
کو بھی پیش آجاتا اس واقعہ سے ظاہر ہوا کہ مطلق ہجرت فرمانا اور سفر عراق اختیار کرنا
معیوب نہیں تھا ایسے مواقع پر ہجرت حضرات انبیاء پہلی اختیار کر چکے ہیں اونکی جان بسلامت

رہنے اور امام حسین کا شہید ہو جانا نہ اونکے قبضہ قدرت مین تہا نہ آپکی اختیار مین تہا
بلکہ یہ امور تقدیری ہین اور اگر آپنے شہادت کو جانکر سفر کیا تو آپکا جانا مثل تشریف لیجانے
حضرت اسماعیل کے بغرض قربانی بجانب منی کے تہا کہ جس طرح ذبیح اللہ اپنے حال قربانی
سے مطلع ہوکر تشریف منی کو لے گئے اور اثنا ے راہ مین اغوای ابلیس پر ملتفت
کچہہ بہی نہوئی اسی طور پر امام حسینؑ نے بملاحظہ مصالح و فوائد و حصول مدارج و شفاعت
امت کے یہ سفر اختیار فرمایا اور جو اخبار موحش بیوفائی اہل کوفہ کے اثنا ے راہ مین آپکو معلوم
ہوئی تہین وہ تمام مصدق آپکی تعبیر رویا کے تہین جسپر کہ آپ مامور ہوئے تہے
تو وہ خبرین آپ کیلئے موجب انصراف کیونکر ہوتین بلکہ سبب زود روی کا طرف
شہادت کی سمجہی چاہئین آپ تو مبشر بہ شہادت تہے اور امر تقدیر الٰہی پر شاکر اور راضی بر رضا
اوتعالی ہو چکے تہے اس مین تو آپکا مرتبہ عرفان من اعلی و ارفع ظاہر ہوتا ہی اور حال رضا
تسلیم اور پیشقدمی فرمانی آپکی انصار جان نثارونکا دیکہنا چاہئے کہ باشتیاق تقرب
الٰہی کے پیش قدمی شہادت کیلئے فرماتے تہے اور اپنے سینون کو تیر و سنان مین دیکر جہاد
مین غرق بخون و آلودہ بخاک ہو جاتے تہے پس امام حسینؑ اس ماموری شہادت پر مین
شہرین مین یا مین یا سواد و بطاح بلاد مین کس طرح اقامت اختیار فرما سکتے تہے کہ خود عالم
رویا مین رسول خدا صلعم سے بشارت شہادت کی معہ تعیین مقتل کے پا چکے تہے اور اوسکا
لابدی ہونا معلوم فرما چکے تہے بلکہ اثنا ے سفر مین جو اخبار بیوفائی اہل کوفہ آپکو ملتی تہین
وہ محض مثل اس عرض مصلحت کی ہوگئین کہ جو حضرت اسماعیل کو راہ منی مین منع قربانی

ہین بمقام حمیرہ اولیٰ و وسطیٰ و اخریٰ کے حالی گئی نہین اور اسیوجہ سے امام حسین اپنے
خیر اندیشون سے بر طبق بیوفائی اہل کوفہ کے فرماتے تھے کہ انی رأیت رسول اللہ فی المنام
وامرنی بما انا ماضٍ لہ[1] اور یہ بھی فرماتے تھے کہ للہ الامر من قبل ومن بعد وکل یوم
ربنا ھو فی شان ان نزل القضاء بما نحب فنحمد اللہ علی نعمائہ وھو المستعان وعلی
اداء الشکر وان حال القضاء دون الرجاء فلم یبعد من کان الحوبۃ نیتہ والتقویٰ
سریرتہ اسیکا ترجمہ ہے جو صدر مین گذرا کہ ع اگر زکوۃ فرو غلطد آسیا سنگی ۔ نہ عارف
است کہ از راہ سنگ بر خیزد اور امام حسین کا رخصت کی اجازت دینا اپنے رفیقون کو
لقولہ ع فمن احب منکم الانصراف فلینصرف غیر حرج فلین علیہ ذمام بوجہ عام
نہین تھا بلکہ یہ خطاب حقیقۃً اونہین لوگون سے تھا کہ جو اثنائے سفر مین آپکے
عزم کوفہ اور بیعت اہل کوفہ بدست حضرت مسلم و مرگ معاویہ کو سنکر بامید واری سناخت
امارت کے ساتھہ آپکی ہوگئی تھی اور نام اونکی آپکو معلوم تھے کہ فہرست شہدا مین تقدیر
نے درج نہین کئے ہین ایسے طماع لوگ اگر حاضر رہتے تو انسے اندیشہ مخالفت کا تھا
اور وہ زیادہ موثر ہوتا اب ملخص جواب دربارۂ اختلاف سیر تہائی ائمہ علیہم السلام
کے یہ ہے کہ متتبع کتب اخبار و سیر پر پوشیدہ نہین ہے کہ اثار حضرات صحابہ مین بلا اعوا
حرج و مرج بحالت اختیار و اقتدار کے مہبت سے تعارض و تناقض ہین جو اس سال

[1] یعنے ہر آئنہ مین نے رسول خدا صلعم کو خواب مین دیکھا ہے اور مین اُسے بجا لاتا ہون جو مجھہ حکم دیا ہے اور ہر امر اللہ ہی کی قبضۂ قدرت
مین ہے قبل سے اور بعد سے اور ہر یوم کی نئی شان اوسکی ہی حکم سے ہے اگر حکم قضا نازل ہو وہی جسکو کہ بندگان مرغوب
رکھتے ہین پس ہم اللہ کی حمد اوسکی نعمتون پر کرتے ہین اور وہی مدد گار ادائے شکر مین ہے اور اگر قضا خیلو تہ کرے خلاف امید کے پس
وہ شخص کہ نیت اس شخص کی حق کے ساتھہ ہے اور اسکی خصلت مین ہے بیزاری ہے اس قضا سے عذر نکریگا ۔

ع ترجمہ صفحہ ۲۸ پر گذرا

مختصر دین بالاستیعاب نقل کرنا موجب طوالت ہی پس ایسے ایرادات واہیہ تقدماً بالحفظ
ہو رد فعاً للمدخل فی الصحابہ حضرات ائمہ طاہرین پر وارد کئے جایا کرتے ہین تاکہ طرف مقابل
سے کوئی معترض سیرت صحابہ پر نہ ہووے حالانکہ مابین آثار صحابہ اور اسوہ ہائے
ائمہ طاہرہ اسیقدر بون بعید کافی وبس ہی کہ حضرات ائمہ طاہرین بنا بر تغیر حالات
وتقاضائے مقامات وبضرورت اوقات بسر فرماتے تہے جو بحالت متغیرہ وضرورت
وقتیہ کے طریقہ عمل آپ حضرات کی مختلف فیہ نظر آتے ہین حالانکہ اصل شریعت سی
کوئی فعل کوئی اثر انحضرات کا متجاوز نہین ہوا جیساکہ مفصلاً گذرا اور بادی النظر مین
بلا لحاظ مراتب بندگان مقربین وبلا اعتبار مدارج انبیاء وائمہ طاہرین کے کہ اونکے لئے
احکام مخصوصہ اور خصائص مختصہ ہین اگر باحکام ظاہر امر بیعت ومصالحت فی امر
الخلافۃ کو دیکہا جاوے تو یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ جس طریقہ بیعت کو علی زعمہم امیر المومنین
وسبط اکبر ختم المرسلین نے اختیار کر لیا تہا وہ بیعت علی السلطنۃ تہی اور معاہدہ سلوک
کا اس مین بنا بر حکم قرآن وسنت کے مشروط ہوتا تہا اور حضرات مبیعین باسباب ظاہر
مرتکب فسق وفجور کے حین مصالحت ومبایعۃ نہین تہے اور یزید کی بیعت بمعاہدہ
عبودیت بلا شرط وشروط کے کیجاتی ہے اور یزید جیسا خلیفہ تہا ضرور ننگ اسلام و
ننگ اہل اسلام وموجب ہتک شرع خیر الانام وسبب شماتت کفرہ ظلام تہا اسکی بیعت
بین علانیہ مخالفت احکام ملک علام لازم تہی جسکی خبر مخبر صادق مصدوق نے
حدیث اذا بلغ بنو ابی العاص ثلثین مین بقولہ عباد اللہ خولاً کے اعلام فرمادی تہی اور

لہ جبکہ اولاد ابو العاص ۳۰ نفر ہوجاوین گے بندگان خدا کو خدا تعالیٰ رد غلام بناوین گے

اسی خبر کے ترجمہ کو امام حسینؑ نے فی قولہ لا واللہ لا اعطیکم بیدی اعطاء الذلیل ولا اقر لکم اقرار العبید بیعت نکرنیمین یزید کے ارشاد فرمایا تھا لہذا اس مبائعت مزعومہ اور اس مبائعت مختومہ مین کہ جو داغ غلامی ہی لگائے جاتے تھے تباین کلی ہو اور اوسکے اختیار کرنے اور اسکے اختیار نہ کرنے مین منافات متوہم بھی نہین ہوتے خصوصاً دربارہ خلافت دنیویہ کے جس کا اخذ کرنا اور ترک کردینا اور اختیاری تھا اور ترک اوسکا منافی شان خلافت دینیہ کے نہین تھا جیساکہ گذرا کہ رسولخدا صلعم نے تصرف وحکمرانی بلد الامین کو صلح حدیبیہ مین فروگذاشت فرمادیا تھا تاہم حضرت رسالت نبی اللہ متحققاً وحجۃ اللہ متحققاً اگرچہ شاک فی النبوۃ شک کنان رہے اسیطرح ائمہ طاہرہ کی ترک حکمرانی سے اگرچہ تابعین مشکک صلح حدیبیہ آنحضرت علیہم السلام کی امامت سے انکار کرین مگر عند اللہ اونکی امامت متحقق ہی ہر خلافت قول وفعل حضرات صحابہ کے کہ بلا تغیر احوال وبلا توجیہ مآل از عہد گر مخالف فی الفتوی وفی الاعمال ظہور پذیر ہوتے رہے ہین یہانپر بفحوائے مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے چند تا اختلاف بطور نمونہ از خروارے حالی کیجاتی ہین سابقاً ارشارۃً مذکور ہوا کہ حصص غنائم مین مابین سنت شیخین کے بون بعید تھا کہ جو عہد رسالت مین اور زمانہ ابوبکر مین مسلمانون کو علی السویہ تقسیم ہوا کیا وہ عہد خلافت فاروق اعظم مین مبدل ہوگیا کہ حصے مہاجرین اولین کے آخرین سے اور انصار سے اور اونکے حصے تابعین سے از عہد گر متمیز فرملوگئے کما نقلہ ابن ابی الحدید فی الجزو السابع من شرح علی نہج البلاغہ اور عثمان غنی نے

تو سب سے علحدہ سنت مقرر فرمائی کہ اپنی قوم کے حقوق کی افزائش مین ایسے بڑھے کہ خزاین
ارض اونکے ہی ہاتھہ مین دیدیئے اور فرماتے تھے کہ لو کان بیدی مفاتیح الجنۃ لاعطے
بنی امتہ اور امر استخلاف مین بھی ایسا ہی تبائن رہا کہ جمہور صحابہ اور مسلمین نے جنکا اجماع
علی خطاء علی اعتقادہم واقع نہین ہوسکتا حضرت عتیق کو خلیفہ بنایا اور حضرت رسالت
صلعم کی نسبت کہا جاتا ہی کہ استخلاف من عند النبیؐ و نیز من عند اللہ موجب ہرج
و مرج و سبب فتنہ و فساد کا ہوجاتا جیسا کہ صاحب تحفہ نے عقیدہ اول و چہارم مین
مین اس ہرج و مرج کو بسط و اطناب سے افادہ فرمایا ہے جس سے واضح ہوتا ہی کہ خلیفہ باقی
رعایا و برضاے برایا ہی مقرر ہونا چاہیے چنانچہ صاحب تحفہ نے عقیدہ چہارم مین تصریح
استخلاف مین جو باتفاق رعایا ہو یہ فقرہ تعریضاً بالثلاثہ توجیہ نفادہ ہی حوالہ قلم کیا ہے
زیرا کہ نصب او بر ذمہ مکلفین واجب است کہ وقت حاجت بر وفق مصلحت آنوقت
یکے را از خود رئیس سازند پس تعیین آن رئیس مفوض بصواب دید ایشان باشد تا در اطاعت
او قصور نکنند و مثل مشہور کہ نواختہ را باید انداخت ملحوظ دارند انتہی بقدر الحاجۃ
اور افسوس صد افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ یہ مصلحت وقت حاجت کی ملحوظ خواطر
حضرات ثلاثہ نہوئی کہ خلیفہ اول نے نصب او کو ذمہ مکلفین کے واجب بجانا اور
اس مثل نواختہ را باید انداخت کو فراموش فرماکر استخلاف من شخص واحد دون الرعایا
کو اپنی خود رائی سے اختیار کرلیا اور سنت نبوی کی حرمت بھی علی العموم ترک استخلاف
مین بادہوائی فرماوی اور خلیفہ دوم نے تو سب سنتون کو بالاے طاق رکھہ کر

استخلاف کو بھی قایم رکھا اور اُسکو ترک بھی کر دیا اور مصلحت ذمہ مکلفین کو بھی ملحوظ رکھا اور اسے ترک بھی فرمایا نہ حق استخلاف ادا کیا نہ ذمہ رہا یا اُسکو چھوڑا بلکہ جلسہ شوری پر نصب امام کو منحصر کیا اگر خلافت عثمان غنی کی بر طبق اجماع مکلفین کے ظہور مین آتی تو مصداق نواختہ را نبا بد انداخت کے ہرگز نوبت بلوی کی نہ آتی لہذا شوری بحکم اجماع امت کی نہین ہوسکتا اور خلیفہ ثالث فی باوجود یقین کر لینے اپنی موت کے ایک سیر کو بھی شیخین کی اختیار نکیا چالیس روز تک محصور رہے اور کسیکو اپنا خلیفہ مقرر نکیا نہ کسیکا استحقاق خلافت بیان فرمایا تا امت اُسکو اپنا خلیفہ بنا لیتے نہ امر خلافت کو شوریٰ پر چھوڑا یہ ہو نہ چال سیر تہائے ثلاثہ حضرات کے اگر صاحب تحفہ کو مد نظر ہوتین تو ہرگز نصب امام کو صواب ابدید مکلفین کے افادہ نفرماتے مگر وہ کیا کرین ایک قاعدہ بنا بر عمل ایک خلیفہ یا بر طبق جماعت صحابہ کے مقرر کرتے ہین وہ دوسرے خلیفہ یا دوسری جماعت صحابہ کے عمل سے منتقض ہوتا ہی کہان تک اُن مین بے جوڑ سیرتون کو صحابہ کی جمع کر سکتے ہین کہ ہر ایک متعارض و متناقض ہے ہین یہان تو امیر خسرو کا بھی دم بند ہی کہ کسی بیت مین آثار متبائنہ صحابہ کو خسرو نے باقتضای عاجزی و بے چارگی جمع نہین کیا

باب پنجم

بیان مین اولاد ائمہ طیبین کے دربارۂ دعوے خلافت و انحراف از امامت ائمہ ہدا کے

ـــ جاننا چاہی کہ خروج فرمانا صاحبزادگان ائمہ معصومین کا دلیل اونکے دعوی امامت
کی نہین ہی اور دعوے خلافت کرنا مجز خلافت حقہ دینیہ کے نہین ہو سکتا کیونکہ علانیہ خروج
اُنکا متغلبین پر بنا بر دفاع مظالم کے تھا یا بغرض انتزاع خلافت دنیویہ مغصوبہ کے ہوا ہے
جس خلافت کو کہ وہ حق ثابت سادات کا جانتے تھے اگرچہ فقہا سے تھے اور خود فقیہ
رہتے تاہم یہ امر غیر ثابت تھا کہ اُنہون نے اذن تصرف ائمہ معصومین سے پایا تھا
بلکہ ممکن تھا کہ اوسوقت مین تصرف اونکا باذن آنحضرات کے بطور جایز نہوتا
نہین ہوا لہذا محض خروج پر اُنکے مذہب کو محمول کرنا بنا بر خلافت اجماعی کے درست
نہین ہوتا اور دعوے خلافت اولاً غیر ثابت ہی ثانیاً خلافت باعتبار معنی کے مفید
بوجہ عموم کو ہے ممکن ہی کہ دعوے سلطنت کا کیا ہو وی اور خلافت دنیویہ کو اونہون نے
حسب استعمال وعرف کے خلافت سے تعبیر کیا کیونکہ اونکے عہد مین بادشاہون کو اسلام مین خلفا ہی
کہتے تھے چنانچہ عہد خلفا عباسیہ مین دو دو وتین تین وچار چار فی وقتٍ واحدٍ خلیفہ
ہوئے ہین چونکہ اُن سلاطین کی بھی سلطنت باجماع امت اور برطبق بیعت از یوم
خلافت مرسوم ہو گئے تھے تو اُن دو دو وچار چار خلفائے دنیویہ کی خلافت وسلطنت
پر عامۃ الناس کے بیعت ہوتی رہی وہو خلف الدینہ دیکھو اوائل صدی ثالث مین عباسی بغداد
کے خلفا اور سادات طبرسا نے ملک ری ودیلم کے خلفا اور طباطبائی علوی حسینی
سادات یمن کی خلفا اور اموی اندلس کے خلفا قائم ومستقر تھے کما فی تاریخ الخلفا
للسیوطی پس اسی عہد اور اسی رسم پر اگر دیگر سادات اولاد ائمہ نے بھی سلطنت چاہی

از نام خلافت فرمائی اور اونکے غیر وقتاً فوقتاً سادات اور غیر سادات سے فی وقت واحد خلفا ہوتے رہے تو یہ خروج اور یہ دعوی اُنکا کسیطرح اور کسی طور پر موہم اُنکی خلافت دینیہ کیلئے نہین ہوسکتا اور چونکہ امارت دنیویہ مین بھی حقیقت بنہج خاص ہے کما سبق فی الصدر اگر اولاد ائمہ نے اس امارت کو اپنا حق ہی سمجھ لیا ہو وے اور اپنی امارت کو دینی ہی کہا ہو تو امارت حقہ دنیویہ کے اعتبار سے تاہم محل اعتراض نہین کہ ائمہ اربعہ کوفی واصبحی و شافعی و شیبانی اس امارت کبرے و خلافت عظمی کے ممہدہ اور تیار کردہ قواعد اہلسنت سے محض مخالف اور منکر یا نابلد رہے ہین حتی کہ بحالت مخالفت و انکار یا عدم معرفت اور شناخت امام زمانہ کے ہے قضا کر گئے اور حدیث من مات[1] ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ پر کچھ التفات نفرمایا بنا بر سیرت ابن عمر صحابی جلیل کے کہ اونہون نے بیاس حدیث مذکور کے حجاج بن یوسف کے پاون پر عبد الملک مروانی خلیفہ کے بیعت فوری کرلی کما نقلہ ابن الحدید فی الجزو الثالثہ عشر من شرحہ علی نہج البلاغۃ اور موکد اسکی حدیث آخر فانہ لیس احد من الناس یخرج من السلطان شبرا فمات علیہ الا مات میتۃ جاہلیۃ کما فی الصحیح لمسلم ہی دیکھو خلفاے بنی امیہ و بنی عباس جو ائمہ اربعہ کے امام زمانہم تھے اور جنکی خلافت باحادیث متوافرہ مرویہ کنز العمال و کتاب الاناقہ و تاریخ الخلفا للسیوطی اور نیز حسب افادت قاضی عیاض و شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی کے خلافت بنی امیہ

[1] جو شخص بغیر جانے اپنے امام زمانہ کے مرجاوے تو وہ کافر مرا ۱۲ ترجمہ اسکا صفحہ ۶۳ پر گذرا

مسلم الثبوت اور بنا بر اعتراف ابو شکور صاحب کتاب التمہید کے خلافت
عباسیہ داخل شریعت حقہ اور نافذ بغیر وہ عیوب تھے وہ ایمہ اربعہ کے مذہب مین
ظالم و لصّ و متغلب تھے اور اوپر خروج کرنا مسلمانون کو واجب تھا چنانچہ علامہ زمخشری
نے تفسیر آیہ ولا ینال عہدی الظالمین مین لکھا ہے کہ وکان ابو حنیفہ رحمہ اللہ
یفتی سرا بوجوب نصرۃ زید بن علی رض وحمل المال الیہ والخروج معہ علی اللصّ
المتغلب لیتسمی بالامام والخلیفہ کالد وانفی واشباھہ وقالت لہ امراۃ اشعرت
علیا بی بالخروج مع ابراھیم ومحمد ابنی عبد اللہ بن الحسن حتی قتل فقال لیتنی
[illegible] وکان یتوں فی المنصور واشیاعہ لو اراد وا بناء مسجد وارادونی
علی ذلک اجرہ لما فعلت اور محمد شہرستانی صاحب ملل نے ترجمہ فرقہ جارودیہ مین لکھا
ہے وکان ابو حنیفہ رحمہ اللہ علی بیعتہ (ای علی بیعۃ الامام محمد بن عبد اللہ بن الحسن) ومن
جملہ شیعتہ حتی رفع الامر الی المنصور فحبسہ حبس الابد حتی مات فی الحبس ولما قتل محمد بالمدینۃ
بقی الامام ابو حنیفۃ علی تلک البیعۃ انتھے اور مذہب امام مالک کا باب اول

ع۱ ابو حنیفہ پوشیدہ نصرت زید کی واجب ہونیمین فتوی دیتے تھے اور زید کی نصرت مین اور خروج کیلئے خلفاء پر مال بھیجتے تھے کہ وہ دونون
دین اور ستولی بقہر نام رکھتی تھی ساتھہ امام و خلیفہ کے مثل دوانقی کے اور اوسکے جو مشابہ خلافت اجماعی پر ممتاز ہوئی (زید
بن علی نے ہشام بن عبد الملک پر اور محمد و ابراہیم نے دوانقی پر خروج کیا تھا) اور ایک عورت نے ابو حنیفہ سے کہا کہ تمنے میرے
بیٹے کو ابراہیم و محمد پسران عبد اللہ بن الحسن بن امام حسن کے ساتھہ خروج کرنیکا اشارہ کیا تھا جسکے کہ وہ بیٹا میرا قتل ہو گیا فرمایا
کہ کاش مین تیرے بیٹے کی جگہ ہوتا اور ابو حنیفہ فرمایا کرتے تھے منصور دوانقی اور اوسکی مشاجخلفاء کی حقین کہ اگر یہ لوگ مسجد بنانے کا ارادہ
کرین اور وہ مجھ اوسکی خشت شماری پر مامور کرنیکا ارادہ فرمائین تو مین بجانہ لاونگا ۲ ابو حنیفہ بیعت پر امام محمد بن عبد اللہ بن
حسن کے اور اونکی شیعون مین تھی تھے کہ امر طرف منصور کے مرتفع ہو گیا پس ابو حنیفہ کو منصور نے دائم الحبس کر دیا یہانتک کہ قید مین ہی ابو حنیفہ
مر گئے اور جب امام محمد مدینہ مین قتل کئے گئے تو ابو حنیفہ اونکی ہی بیعت پر ثابت رہے اور منصور دوانقی کی بیعت اختیار نہین کی

ذکر بیعت مکرر مین مین مذکور ہوچکا ہی بلکہ امام مالک بیعت عامہ وخلافت ہر بے گانہ کو دیکھکر اصل طریقہ خلافت اجماعی واستخلاف اہل الحل سے بدل ہوکر خلافت مروجہ الوقت مین تمیز شخصے فرماتے تہے چنانچہ ابن الزبیر کی خلافت کو مروان بن الحکم خلیفہ سبع ومجمع علیہ الامۃ اور عبدالملک مروانی کی خلافت پر کہ جو یہ خلفاء اثنا عشر سے شمار کیا گیا ہی ترجیح دیا کرتے تہے کما نقلہ ابن عبدالبر صاحب الاستیعاب فی ترجمۃ ابن الزبیر حالانکہ یہ انکا عقیدہ مخالف مذہب جمہور محدثین اہلسنت اور منافی اونکے قواعد وآئین شرائط امامت کی ہے اسلئے کہ عبدالملک مروانی کو بافادہ راس المحدثین قاضی عیاض وشیخ الاسلام ابن حجر کے خلفاء اثنا عشر مین منسلک کیا ہی اور خلافت مروان کی بالقطع والیقین منوال سقیفہ پر منسوج ہوئی ہے اور جو شرط دعوے امامت مع السیف کے خلیفہ وامام کے لئے متحقق اہلسنت ہی وہ مروان کی فتوحات اور تسلط ممالک اور تسخیر صفحات اسلام اور قبل ازین بیعت اہل الحل والعقد سے بعمدہ وجہ ثابت ہی چنانچہ علامہ دمیری نے حیوۃ الحیوان مین تحت لغت اُود کی خلافت مروان کو سلسلہ خلافت ثلاثہ مین بعد معاویہ بن یزید کے اس طرح لکھا ہی ثم قام مروان بن الحکم بویع له بالخلافة بالجابیة ثم دخل الشام فاذعن اهلها له بالطاعة ثم دخل مصر بعد حروب كثيرة فبايعه اهلها اور امام محمد بن ادریس شافعی اپنے امام زمانہ ہارون رشید کی خلافت سی مثل سادات

ع۱ پھر مروان بن الحکم قایم ہوا بعد معاویہ بن یزید کے اور اوسکی خلافت پر بیعت بمقام جابیہ کی گئی پس ازان مروان داخل شام ہوا اہل شام نے اوسکی اطاعت قبول کی پھر وہ بعد محاربات کثیرہ کے داخل مصر ہوا اوسوقت اہل مصر نے بھی مروان کی بیعت کرلی ؛

بنی فاطمہ کے منحرف تھے چنانچہ بجرم انحراف ہمراہ سادات کے یمن سے گرفتار ہوکر رشید خلیفہ کے حضور مین دس دس ملزم کے شمول مین پیش ہوئے امام رازی رسالہ فضائل امام شافعی مین نقلاً عنہ لکھتے ہین کہ فلما انتہے الامر الی قلت یا امیر المومنین عبدک وخادمک محمد بن ادریس قال الرشید یا غلام اضرب عنقہ قلت یا امیر المومنین کانت اتہمنی بالانحراف عنک والمیل الی العلویۃ انتہے بقدر الحاجۃ اس عبارت سے صاف صاف انحراف امام شافعی کا امام زمانہ رشید خلیفہ مجمع علیہ الامۃ من اہل السنۃ سے ثابت ہوا اور امام احمد بن حنبل شیبانی کا حرف بحرف مکرر و نالائق زمانہ وخلیفہ یگانہ معتصم باللہ عباسی کے مذہب خلافت سے ۲۲۰ھ کے واقعہ سے ہی حمد ظاہر ہی جو حافظ سیوطی نے ترجمہ معتصم مین اشارۃً لکھا ہو وضرب (المعتصم) الامام بن حنبل وکان ضربہ فی سنۃ عشرین اور علامہ دمیری نے ترجمہ معتصم مین نقل کیا ہے واستمر الامام احمد بن حنبل محبوساً الی ان بویع المعتصم فاحضر الامام احمد الی بغداد وعقد لہ مجلسا للمناظرۃ وفیہ عبد الرحمن والقاضی احمد بن ابی داؤد وغیرہما فناظروہ ثلاثۃ ایام ولم یزل معہم فی حد الی الیوم الرابع فامر بضربہ فضرب بالسیاط فلم یزالوا معہ فی حد الی ان قالوا یا امیر المومنین اقتلہ ودمہ فی اعناقنا فرفع المعتصم یدہ ولطم بہا وجہ الامام احمد فخر مغشیا علیہ ولم یزل احمد بن یتوجع حتی مات انتہے ملتقطہ

ع۱ جبکہ میری باری پیشی کی آئی تو مینے کہا کہ یا امیر المومنین تیرا بندہ تیرا خادم محمد بن ادریس ہون رشید نے فرمایا اے غلام اسکی گردن مار دے مینے کہا یا امیر المومنین کیا تو نے مجھے اپنی خلافت سے متہم بالخراف فرمایا ہے اور جانب دار علویہ کا سمجھا ہے ع۲ معتصم نے امام احمد کو مارا اور امام احمد ایک مدت

پس یہ ایمہ اربعہ اگر مخالف مذہب وعقیدت مین خلفاء زمانہ اور منحرف اونکی خلافت سے نہوتے بلکہ اونکو خلفاء مفترضین طاعت مین باور کرتے اور پیشوائے دین اونکو مانتے اور اونکے بوجہ اطلاق تابع ومنقاد اور اونکی خلافت پر صحیح الاعتقاد رہتے تو اونپر خروج کرنے کے فتوئے جاری نکرتے اور بیعت کرنے والونکو اونسے انحراف کرنے پر رغبت نہ دلاتے کما مضے فی الباب الاول اور خود حبس اور ضرب سے ممتاز نکیجاتے اور مثل سادات علویہ کے گرفتار ہوکر مجرم قرار نہ دیجاتے اور اونکو اپنی جان بچانے مین تقیۃً اتھمنی بالانحراف عنک والمیل الی العلویۃ کی عرض کرنیکی ضرورت موافق مذہب شیعہ پیش نہ آتی اور اونکی تعمیر مسجد کو ناجائز نگردانتے جو یہ ناجوازی خلفاء کے کفر پر دلالت کرنے والی ہے ورنہ مرد مسلم کا تعمیر مسجد کرنا کسیطرح ناجائز نہین ہوسکتا ان تمام واقعات ذلت وخواری اور تعمیر مسجد کی ناجوازی سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حضرات اربعہ اونہین خلفاء زمان کو جنکی خلافت عامہ مثل خلافت یوم سقیفہ بموم مردمان سے قایم اور مستقل ہوگئی تھی خلیفہ برحق نہین جانتے تھے جو اس عقیدت سے خلافت ثلاثہ خود بخود مستاصل ہوتی ہے بایں کہ یہ ایمہ اربعہ قواعد وشرائط امامت متخذہ اہلسنت سے ہے نابلد تھے جو اپنی امام اور خلیفہ انام کے لئے علماء متاخرین اہل سنت نے

---

۱ صفحہ ۱۶۹ قید مین رہے حتی کہ معتصم بیعت کیا گیا اور مجلس مناظرہ منعقد ہوئی تین دن امام احمد سے مناظرہ رہا آخر اونکو کوڑے مارے گئے یہانتک کہ علماء نے کہا کہ امام احمد کو قتل کرو خون ہماری گردنون پر ہے اگر یہ صادق ہے پس معتصم نے امام احمد کے منہ پر تھپڑ مارا کہ وہ غش کھاکر گر گئے اور ہمیشہ دردناک رہتے کہ مر گئے

وہ شرائط مثل استیلا بر متغلبین وقہر متصلصلین واستیصال متبدعین واقامت حج
وا عیاد وتجہیز جیوش برائے جہاد اور تنفیذ احکام اور حفظ حدود دار السلام اور
ترویج صغار اور فسخ غنائم بر انفار قرائجہ نقادہ سے تجویز فرمائی ہین اور یہ سب
امور خلفار بنی امیہ وبنی عباس ہین سے استخلاف متخلفین واجماع مسلمین خاطر خواہ ہا ہے
کے جمع تھے خصوصًا استیصال متبدعین عندہم ہین یہ خلفار بحکم محکم سرور عالم امرار
جور کے لقب سے سرفراز ہو چکے تھے کہ قتل واستیصال سادات فاطمیہ وعلویہ ہین
کامل حاصل کر چکے تھے تاہم یہ ائمہ اربعہ حق خلافت مطلقہ اپنی خلفار زمانہ کے معرفت
حرکے اور انسے منحرف ہی رہکر رہگرائی عالم بقا ہو گئے یہ جمل علانیہ امام زادو سکے
خروج علے الجبابرہ مجمع علیہم سے جو بنظر دفاع ہوا ہے کہین زائد بلکہ باہم نسبت متقابل
کے رکھتا ہے کیونکہ دفاع شر عًا واجب ہے اور عدم معرفت امام زمانہ بالاتفاق مستوجب
موت جاہلیت ہے فافہم وزیادہ ازین ہا احکام شریعت ظاہرہ کے اکثر مواقع پر حضرت
صحابہ بھی مغالطات ہین غوطہ زن رہے ہین جنکی تفصیل طویل ہے مختصرًا ایک دو روایتین
لکھی جاتی ہین صاحب جامع اصول نے فضائل قبائل مخصوصہ مین عمران بن حصین
سے نقل کیا ہے سات النبی وھو یکرہ ثلثۃ احیاء ثقیفًا وبنی حنیفۃ وبنی امیۃ
اور ابو ہریرہ سے روایت کی ہے قال رسول اللہ للملث فی قومش پر اہل اکحل کے
حضرات صحابہ وتابعین مین سے اسی قوم بنی امیہ کے ملک وسلطنت پر بیعت بنا
زندگی خلافت حقہ دینیہ کو فرمائی اور کرامت نبوی کو فراموش کیا کہ آنحضرت تا رحلت

اس قوم سے رنجیدہ و ناراض رہے اور انکی امارت کو ملک فرمایا ہے نہ خلافت دینیہ
اور نہ سمجھی کہ انکی خلافت پر خلاف سنت حضرت رسالت سزاوار نہین تھا کہ اجماع امت
ہوے اور یہ کہ اہل الحل یہ بھی اپنے تواجد مین نہ سمجھ کہ تقیہ کو امت خلف اہلسنت کے حرام گردانے گی تو
ہمارا یہ فعل تقیہ پر بھی محمول نہوگا بجز اسکے کہ ہماری سیرت مخالف سنت ہو کر امیر معاویہ کی
سنت کی تقویت مین شمار ہوگا اور یہی وجہ بھی ہے کہ اہل الحل نے ملاحظہ استحقاق تصرف
بیت المال کے ہر جگہ بیعت کو اختیار فرمایا ہے جو نقادی فعل ہر بیعت سے یہ راز منکشف
ہو سکتا ہے کہ اہل الحل نے بیعت مین کبھی بیعت علی الخلافہ ذریت خاتم المرسلین پر جمع نہوئی کیونکہ
حضرات ایمہ طاہرین اسرف نوال کیے رہے اور ما انہین کہتی تھی اسی اوپر طرح طرح سے معترض ہیں
حتی کہ اخذ روایات مین بھی اوسے منحرف ہین اہل الحل والعقد نے براہ نقادی امرار بنی امیہ و
وخلفاء بنی عباس کے بیت المال کو شام و عراق مین دیکھکر اپنی سکونت دار الخلافتون مین
اختیار فرمائے تاکہ حسب ضرورت فوراً ہر فاسق و ظالم مدعی خلافت کی بیخ کنی ہو جاوے حجاز و یمن و
خراسان کے اہل الحل کی خلد بین انتظار کیا جاوے اور جہل صحابہ مین روایت ضرب نہیب صحابہ کے جو جامع
الاصول کی کتاب الجہاد مین مروی ہوئی کافی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے لا احدکم متکیا علی
اریکتہ قد یظن ان اللہ لم یحرم شیئا الا ما فی القرآن الحدیث اور یہ لوث مار صحابہ کی
اور یہ عمل تاراجی ناک کا مروج سادات علی شخص واحد مرتبہ مین کہین زائد ہے جو صحابہ کا جہل
قبیح اور حرص فضیح اس تاراجی سے ظاہر ہے اور زید شہید کو فرقہ زیدیہ بر بنا رائے مرویات کی خواہ کچھ ہے اعتقاد

لے ایا تم مین کوئی تکیہ لگائی ہوئی نہین ہے جو گمان کرتا ہے کہ خدا نے کوئی شے حرام نہین کی مگر جو قرآن مین مذکور ہے۔

کرین مگر فرقہ اثنا عشریہ اونکو بہر وجہ عالم وفقیہ جانتے ہین اور خروج
اونکا متغلبین بنی امیہ پر اگرچہ بہ نیت انتزاع سلطنت کے بھی ہوا ہو لیکن
اس مین امر بالمعروف ومنہی عن المنکر ضرور ملحوظ ہے اور یہ خروج ہرگز خالی اس
سے نہین ہوسکتا اور محمد اور ابراہیم کے لئے تو ائمہ وشیوخ اہلسنت نے بھی
اجازت خروج کی دی تھی اونپر کیا شماتت ہوسکتی ہے کما مضے فی ذکرہما سابقاً
اور یہ خروج نہ بنیت رسالت تھا جس نیت وارادہ سے کہ ظہور مین آیا اُس سے
یہ امر ضرور ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرات خلافت باجماع امت کی معتقد نہین تھے
ورنہ خلفاء مجمع علیہم پر کسطرح خروج فرماتے اور اس خروج کی خصوصیت اُنسے بھی نہین
یہ خروج وانحراف خلفاء مجمع علیہم پر ہر زمانہ مین ہر ایک قوم مسلمان کرتے رہے
ہین اور وہ باعتقاد تابعین خلفاء کے باغی ومرتد کہلائے گئے ہین جو اس انحراف
وخروج سے ظاہر ہوتا ہے کہ کبھی اتفاق کل جماعت واجماع امت برضا ورغبت
کسی خلیفہ کے خلافت پر نہین ہوا اس مقام پر اسمائے منحرفین کو جدول مین
دکھلایا جاتا ہے جسکا پتہ ونشان کتب سیر وتواریخ سے بخوبی ملتا ہے

خلیفہ عصر	منحرفین ومخالفین	سند کتب
ابوبکر صدیق	سعد بن عبادہ صحابی مالک بن نویرہ وغیرہ قبیلہ بنی یربوع	سواقف ومنہاج السنۃ ونہایۃ العقول انہم قالوا نصلی ولا نزکی کما فی الصحاح صفحہ ۱۳۰ رسالہ ہذا بافادہ ابن حزم

خلیفہ عصر	منحرفین و مخالفین	سند کتب
ابوبکر صدیق	علی و العباس	قال عمر فرا تیمانی کاذبا غادرا آثمنا کما فی المسلم
	بنو ہاشم کلہم	صحیح بخاری فی روایۃ الزہری
	امام حسن مجتبی	قال انزل عن منبر ابی کما فی تاریخ الخلفاء
	زبیر بن العوام	شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۲۸۰
	مہاجرین و انصار	ایضاً
	قبائل عرب	تحفہ اثنا عشریہ
عمر فاروق	سعد بن عبادہ	منہاج السنہ و نہایۃ العقول
	خالد بن ولید	روضۃ الاحباب در ذکر خلافت ثانی
	طلحہ و زبیر	تاریخ الخمیس و کنز العمال در ذکر استخلاف ابی بکر
	جناب امیر و حضرت عباس	قال عمر رایتمانی کاذبا غادرا آثما کما فی المسلم
	[illegible]	قال انزل عن منبر ابی کما فی تاریخ الخلفاء
	قبیلہ عرب	تحفہ اثنا عشریہ
	عرب بادیہ نشین و قبائل	مدنی و مصری و کوفی و بنی ہذیل و قبیلہ عمار و بنو غفار
	عرب بادیہ نشین و مصر	کما فی المعارف و الصواعق المحرقہ

امیر المومنین علی بن ابی طالب و امام حسن مجتبیٰ کے مخالفین و معاندین و مبغضین و منحرفین و ناکثین کی عداوتہا ہی نہیں کتب سیر انکے ذکر سے مملو ہیں۔

خلیفہ عصر	منحرفین و مخالفین	سند کتب
امیر معاویہ	قبیلہ اوس و خزرج	تاریخ الخلفا من اخبارہ
	اہل کوفہ	تاریخ ابو الحسن المدائنی و ابو سائب الکلبی
یزید معاویہ	اہل کوفہ قاطبۃً	* اور ۳۰۰۰ ہزار کا بیعت حضرت مسلم کی کر لینا
	امام حسین مع جماعت شہداء	کتب مقتل و تاریخ و سیر
	عبداللہ بن زبیر مع اہل مکہ	تاریخ الخلفاء
	عبداللہ بن حنظلہ مع اہل مدینہ	ایضاً
عبداللہ بن زبیر	مروان بن الحکم مع اہل شام و	حیوۃ الحیوان
	اہل مصر اتباع مروان	
عبدالملک	نافع بن ازرق در بصرہ	معارف ابن قتیبہ
بن مروان	مختار بن ابو عبیدہ ثقفی	
	عمرو بن سعید اموی	معارف و میزان الاعتدال
	صالح بن مسبح تمیمی	معارف
	عبدالرحمن بن محمد اشعث	ایضاً
	عبداللہ بن زبیر و مصعب	ایضاً
ولید بن عبدالملک	سعید بن المسیب	حبیب السیر
	عمر بن عبدالعزیز	تاریخ الخلفاء

jabir.abbas@yahoo.com

خلفاء	مخبرین و مخالفین	سند کتب
ولید مذکور	سعید بن جبیر	جلیب السیر
	عطا بن مجاہد	ایضاً
	طاق بن حبیب	ایضاً
	عمرو بن دینار	ایضاً
سلیمان بن عبد الملک	قتیبہ بن مسلم حاکم خراسان	حبیب السیر و فی المعارف کان عاملاً للحجاج حتی قتلہ وکیع التمیمی (من قبل الحجاج)
	ابو ہاشم بن محمد حنفیہ	ایضاً
یزید بن عبد الملک	ہی عباس	بہ دعوت خلافت و طلب نصرت نامہ یزید سے کر رہے تھے کما فی حبیب السیر
	ابو عکرمہ	ایضاً
	شیوخ بنی	ایضاً
	یزید بن مہلب	ایضاً
ہشام بن عبد الملک	اہل کوفہ بعد ہی زید شہید	مشہور بین المہور
ہشام بن عبد الملک	ابراہیم امام	حبیب السیر

jabir.abbas@yahoo.com

خلیفہ عصر	منحرفین ومخالفین	سند کتب
یزید	ابو مسلم	حبیب السیر
ولید بن یزید	زید بن ولید	حبیب السیر و تاریخ الخلفاء
	رعایا و برایا	ایضاً

اور یہ اسماء ان اشخاص و قبائل کے ہین کہ جنہون نے علانیہ خلفا سے وقت سے مخالفت زبانی یا کراہت قلبی کے یا خروج بالسیف کیا ہے اور یہ وہ خلفا ہین جنکو اہل حدیث نے مثل قاضی عیاض و شیخ الاسلام ابن حجر کے مصداق حدیث لایزال امر امتی قائما حتی یمضی فیہ اثنا عشر خلیفہ کلہم من قریش مین تجویز و تشخیص فرمایا ہی و کما فی فتح الباری و کلہم یجتمع علیہ الناس کو منطبق کیا ہی اگر کہا جاوے کہ خلافت خلفاء کے بعد قلع قمع و قتل و اہلاک منحرفین کے مجمع علیہ الامۃ و متحقق ہوگئی تھی تو متقدمین خلافت اجماعی انصافاً فرمائین کہ آیا بیعت اہل الحل والعقد اور انکا اور بعض دون بعض کا اجماع علی الخلافۃ اگر خلفاء کی خلافت اس امت متحقق اور برحق ہونیکو کافی تہا تو یہ خونریزی جماعت مسلمین کی بعض و نکے انحراف کی وجہ پر جو انہون نے اتفاق بعض الامتین شرکت نہین کی اور خلیفہ کو مستحق خلافت نہین دیکہا کب بجا جائز تہا جو مجبوراً انکو ہم رائے اپنا بنایا جائے اور اگر وہ مجبوراً قہر و غلبہ خلیفہ سے شریک اتفاق بہی ہوئے تو یہ قہری اتفاق کب اجماع شرعی ہوسکتا ہی اور دوسری شق یہ ہے کہ اگر بیعت و اجماع اہل الحل او بعض دون البعض کافی نہین اور خونریزی منحرفین

سے ہی خلافت ثابت ہوتی ہی تو کیا یہ بعث فعل بیعت اہل الحل والعقد کارآمد ہوا حالانکہ
خلیفہ قاہر کیلیے اپنی خلافت قایم کرنے مین صرف تیغ زنی کفایت کرتی ہے اور حقیقۃً یہ ہی
ہوتا ہی رہا ہی کہ یوم سقیفہ سے تا زمان آواخر خلفائے بنی مخزومین کے قتل وقمع سے استقرار و
استحکام خلافت کا حاصل کیا گیا ہے مصرع ہر کہ شمشیر زند خطبہ بنامش خوانند ۔ پھر
یہ بدعت خلیفہ سازی اور اہل الحل کی دستار بندی کو کیا دخل خلافت کی صحت مین ہو سکتا
ہے جناب امیر کی خلافت پر عامہ امت نے بیعت کی تھی کما فی تاریخ الخلفا صحابہ بدریین اور اصحاب
جمل وصفین نے کب انقیاد وطاعت اختیار کی جواب امت کو خلافت اجماعی کے برحق ہونے
پر ایمان لانے کے خلاف سیرت صحابہ بدر وجمل وصفین کی تکلیف دیجاتی ہی اور جن لوگون
نے کہ اولاد ائمہ طاہرہ سے امام العصر کی سعایت جبابرہ سے کی وہ سب بمصداق آیہ
لیس من اہلک کے بدمذہب اور بے دین ہو گئے تھے ۔ پسر نوح با بدان بنشست
خاندان نبوتش گم شد ۔ مثل زید بن الحسن کے کہ ولید بن عبدالملک مروانی سے
سعایت کر کے امام محمد باقر علیہ السلام کو شہید کرا دیا اور مانند علی یا محمد بن اسمعیل برادر زادہ
امام موسی کاظم کے ہارون رشید خلیفہ عباسی سے سعایت کر کے آپکو محبوس کرا دیا حتے
کہ اوسی محبوسی مین آپ شہید کئے گئے اور جعفر بن امام علی النقی کا حال ابتدا مین ضرور
قابل ملامت کے تھا کہ انواع انواع کے فسق وفجور مین مبتلا رہا اور وکلاء ناحیہ مقدسہ کی سعایت
خلیفہ عباسی سے کی اور خود دعوے خلافت بھی کیا اسیوجہ سے کذاب مشہور ہوئے بالآخر
توبہ وانابت کی اور رجوع بحق فرمایا اونکے بارہ مین حدیث صاحب العصر والزمان

حلیف القرآن خلیفۃ الرحمٰن کی کتاب اعلام الوری مین مروی ہے جو انکو مثل برادران
حضرت یوسف کی ممثل فرمایا ہے باقی اولاد ائمہ طاہرین کا مذہب ہرگز مخالف طریقہ
مرضیہ جعفریہ کے ثابت نہین مثل یحیی بن زید شہید اور ابراہیم بن امام موسی کاظم و عبداللہ
بن الحسن بن امام حسن و ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن المذکور اور عبداللہ بن حسین بن
زید بن امام زین العابدین و محمد بن عبداللہ بن الحسن ملقب بنفس زکیہ و زکریا بن امام
محمد باقر و محمد بن عبداللہ بن الحسن موصوف و یحیی بن عمر کے کہ جو احفاد زید شہید سے ہین
اس مقام پر صاحب ترجمہ اعلی اللہ مقامہ نے فرمایا ہے کہ مجرد خروج بسیف دلالت
بر انکار امامت امام وقت ندارد و افہم اور سعایت کرنی امام العصر کی جبائرہ وقت
سے نہ برنہاد مخالفت مذہبی کے ہے ہوسکتی ہے بلکہ حسد و کینہ و حرص علے الامارۃ
اکثر بحکم نفس امارہ دینیات پر غالب ہوتا رہتا ہے چونکہ ہر امامزادے معصوم نہین
ہوئے تو ہر فعل و قول اونکا حجت نہین ہوسکتا فمن ابصر فلنفسہ و من عمی فعلیہ اور
مفہوم حدیث مَنْ سَلَکَ عَلٰی سُنَّتِیْ فَہُوَ مِنِّیْ آلی نفی سیادت پر حجت عجیب و غریب ہے
اولاً اس حدیث کی سند ہی کیا ہے جو حجت گردانی جاوے اور جس کتاب مین کہ یہ منقول
ہے وہ دیوان حضرت ابوہریرہ سے ماثور ہوگی نہ کتب صحاح اخبار نبویہ ثانیاً اسکے
معارضت مین حدیث دیگر اَکْرِمُوْا اَوْلَادِیَ الصَّالِحِیْنَ لِلّٰہِ وَالطَّالِحِیْنَ لِاَنْفُسِہِمْ موجہ ہے
اسلئے کہ اسکے مؤید بہت سے اخبار ہین جنسے حکم تعظیم اہلبیت کی واجب ہونے کا متفق علیہ
ہے چنانچہ حضرات عامہ حدیث ثقلین کو تعظیم اہلبیت پر ہی محمول کرتے ہین پس جبکہ

اولاد طالح آپکی بھی لائق اکرام وتعظیم کے بحکم حدیث ثابت ہوئی تو اوس اولاد کی نفی
آپکی آل سے کسطرح صادق آسکتی ہی لہذا یہ حدیث الطّالحین لی لامحالہ مُسقِط اوس
حدیث مستدل بہ کے ہی ثانیاً سلمناہ مگر یہ کہان منعے حدیث سے پایا گیا کہ اولاد بدمذہب
آل رسول سے نہین ہین یہ معنے اوسوقت صحیح ہوتے جبکہ الفاظ حدیث بدین نہج وارد
ہوتے مَن سَلَکَ مِن آلِی عَلیٰ سُنَّتِی فَھُوَ مِنِّی وَمَن لَم یَسلُک عَلَیھَا فَھُوَ لَیسَ مِن آلِی پس مفرض
ورود معنے اس حدیث کے بس اسیقدر ہوسکتے ہین کہ جس شخص نے آپکے طریقہ پر سلوک
کیا وہ شامل آپکی اولاد کے مرتبہ کے ہوگیا اور اولاد نبی مین صالح وطالح ہر قسم کے
ہین بلکہ مفہوم حدیث مستدل سادات صدیم البصیرۃ پر اسوجہ سے صحیح ہے کہ وہ معتقد اس
خلافت مجمع علیہا کے ہین جو سنت نبوی مین داخل ہین اور وہ خاص سنت صحابہ مین
حادث ہوئی ہی تو عدم سلوک اونکا مخالف سلوک سنت نبوی کے ہوا پس وہ بنا بر
احتجاج معترض کے ضرور آل نبی سے خارج ہین فتدبر رابعاً بین الآل وبین الامۃ کے
تفریق اور عمدہ شناخت بین الصحابہ واہلبیت النبی کی تمیز سے جو چند حدیثون سے
ہوگئی ہی واضح ہے جو جائے شُبہ واشتباہ باقی نہین حدیث متفق علیہ شان ہین آل محمد کی وارد
ہوئی ہے جو صاحب مشکوۃ نے صفحہ ۳۵۹ پر نقل کی ہے قال صلعم اللّٰھم اجعل رزق
آل محمد قوتا وفی روایۃ کفافاً محشی فرماتے ہین ای بقدر ما یمسک الرمق من المطعم
وقیل ای کفایۃ من غیر اسراف وای قوتاً یکفّ من الجوع اور اوسی صفحہ مشکوۃ پر حدیث
متفق علیہ شان ہین صحابہ عظام کی منقول ہی قال رسول اللہ صلعم فواللہ لا الفقر اخشیٰ

علیکم ولٰکن اخشیٰ علیکم ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علیٰ من کان قبلکم فتنافسوھا کما تنافسوھا وتھلککم کما اھلکتھم ملخص ترجمہ حدیث اول کا یہ ہے کہ رسول خدا نے صلعم دعا فرمائی کہ بارخدایا آل محمد کے لئے رزق بقدر قوت مقرر فرما اور ترجمہ حدیث ثانی کا یہ ہے کہ آپنے صحابہ سے فرمایا کہ مین تمپر فقر کا خوف نہین کرتا لاکن انبساط دنیا کا خوف کرتا ہون جیسا کہ پہلے لوگون پر دنیا منبسط ہوئی تھی اور تم دولت دنیا سے رغبت کروگے جیسا کہ پہلے لوگون نے رغبت دنیا سے کی اور تم ہلاک ہوجاؤگے جیسے وہ لوگ ہلاک ہوئے اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین تصدیق فرمائی ہے کہ ایسا ہی ہوا اور فتوحات حاصل ہوئین اور باہمدگر اونمین تحاسد وتقاتل واقع ہوا اور وہ مشرک تو نہوئی مگر رغبت دنیا مین آلودہ ضرور ہوگئے جیسا کہ رسولخدا نے خبر دی تھی اب رہی یہ کہ اونکے انبساط دنیا کو ہوا خواہان بیت المال وزلہ خواران مطبخ خلفا وامرا نے دینی فتوحات واسلامی اشاعات سے تعبیر فرمایا اور کچھ پاس قول خواجہ کائنات کا نکیا اب دیکھہ لیا جاوے کہ آل محمدؐ کون ہین اور سلف سے کیا اونکی حالت رہی ہے اور صحابہ کون تھے اور کیا شان وشوکت اونکی ہوئی ہے پس بمصداق مَن سَلَکَ عَلٰی سُنَّتی فَھُوَ مِن اٰلی کے کون رسول رسولخدا صلعم کی آل ہونے کے مستحق ہین خامساً اگر اس حدیث کو صحیح مانا جاوے تاہم سلوک عَلَی السُّنَّۃ ہنوز مابین متنازع فیہ ہے پس جس طرح اہلسنت فرقہ شیعہ سے نفی آل نبی ہونے کی کرتے ہین اوسی رحجت سے فرقہ شیعہ فرقہ اہلسنت سے نفی آل نبی ہونے کی کرسکتے ہین یہ حدیث بنفسہ و بلفظہ و بمعناہ ثبت

یا منافی آل ہونیکو کسی فریق کے نہین ہے ہان احادیث صدر سے پایا گیا کہ حضرات صحابہ لامحالہ آپکی آل واولاد مین نہین ہین اور حقیقۃً وہ آپکی نسل مین بھی نہین بلکہ بسبب دنیا سے پایا گیا کہ یہ حضرات سالک مسلک نبی نہین تھے اگر سلوک علی سنۃ النبی فرماتے تو دنیا اونپر منسبط نہوتی ومایعقلھا الا العالمون فآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

صحت نامہ کتاب کشف الخلافۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۱۶	شیعہ	شیعہ ہی	۹۴	۱۳	حدیث	اور حدیث
۲۴	۱۲	تمام سطر		۹۵	۱۱	ہوجاتا ہی	ہوا جاتا ہی
۴۰	۲	فقد	فتد	۹۹	۲	یجعل لہ	یجعل اللہ لہ
ایضاً	۳	البنی	النہیٰ	۱۰۰	۳	ماروا ہم	ماردوہا
ایضاً	۳	ازپیغمبر	بعدازپیغمبر	۱۰۵	۷	اخرج	اخرج ابن
۴۵	۱	نہین تھی	نہین سمجھی گئی	۱۰۶	۸	ملکت	مملکت
۵۱	۱	مالحق	بالحق مین	۱۱۶	۹	نامہ	عہدنامہ
۵۲	۸	مانزلت	مازلت	۱۱۷	۵	کاکینا	کاکرلینا
۵۳	۱۵	لفظ	بلفظ	۱۱۸	۱۰	تاریخ	التاریخ
۵۳	۳	یغضب	یغضب غضب	۱۲۰	۳	اورچھپہ	اورجوچھپہ
۵۶	۴	مین دیگئی ہی	اب دیکھو	۱۲۷	۱	نیریدا	یزیدیہ
۵۶	۵	اعتراض	الفرض	۱۵۹	۱۱	فرمانی	فرمانا
۵۷	۳	کسطرح	پھرکسطرح	۱۶۷	۲	بغیرہ عیوب	بغیرعیوب
۶۶	۱۰	معاہد	معاہدہ				
۷۰	۱۶	تجہنر	تجہیز				
۷۸	۱۶	جناب	جناب امیر				
۸۲	۶	الحموینی	الحموینی توتاریخ الخلفا				

jabir.abbas@yahoo.com

الحمد والمنة

التماس

سلیس اردو کے شایقین کو اس رسالہ کی زبان اسوجہ سے کہ اسمین عربی لغات اور مرکبات زیادہ ہین بمقابلہ بول چال اخبارات اور ناولوں کے ضرور ناپسند بلکہ بالطبع شدید مکروہ ہوگی حتی کہ ورق گردانے کے بعد اسکو ردیات مین فروخت کر دینا تجویز کرینگے کیونکہ اسوقتمین زمانہ نے اوسی تحریر کو مقبول نظر کیا ہی جسمین مطلق زبان بندی ہو اور استعارات بھی ایسے نئے نئے استعمال کیگئے ہون جنمین وجہ شبہ کی بھی مشبہ بہ مین حاجت نہو ے مصنف علام کو بخاطر داشت اخوان زمان کے اس بول چال مین لکھنا دشوار نہین تہا مگر التزام اسکا چند وجہ سے ضرور مشکل تہا اول یہ کہ واقعات و فرضی حکایات کا ہر زبان مین قلمبند کرنا اوسکی ماہرین اور انشا پردازون پر کچھ مشکل امر نہین ہی مگر جب کسی خاص علم کو کسی زبان مین لکھا جاویگا تو اوسمین اوس علم کی مصطلحات کا ترجمہ لغوی لکھنا یا اوسکی بیان مسائل مین معانی لغات مصطلحہ کو ساتھہ لکھنا ایسی حالت مین کہ ہر زبان ہر قسم کے مصطلحات علمیہ مین مکمل نہین ہی بالضرور ناممکن ہی اور مثال اوسکی یہ ہی کہ علم ہیئت مین الفاظ خط استوا اور منطقہ البروج اور شعرا شامی و شعرا یمانی اور معدل النہار ضروری الاستعمال ہی اردو نویس اگر اپنی زبان مین علم ہیئت کا رسالہ لکھنا چاہین اور وہ ان الفاظ کو بوجہ اسکے متروک کرین کہ یہ سب مرکبات عربی کے لفظین ہین تو اونکو اردو مین کوئی لغت یا لفظ ایسا نہ ملیگا جو انکا ترجمہ لفظی ہو سکے اگر وہ ان الفاظ کے معنے اپنی زبان مین بیان کرنا اختیار کرینگے تو وہ علم ہیئت کا رسالہ نرہے گا بلکہ اوسکو حل لغات و حل مصطلحات کہنا چاہیے

اس دشواری و ناچاری سے یہ ضرور ثابت ہوا کہ علمی رسالہ تابع ہر زبان کا نہین ہی بلکہ جب تا وقتیکہ اپنی وسعت لغات سے خود مکمل نہو جاے تابع اوسکی ہوتی ہی تو یہ کسقدر مشکل تر امر ہی کہ تابعدار کو تابع بنا دیا جاوی اوسپر یہ تزاد ہی کہ حضرات سلاست پسند اوسی رسالہ و کتاب کو مقبول رکھتی ہین جو اونکی فہم و مذاق سے باہر نہون لاکن اسکا کیا علاج ہی کہ حضرات شائقین علمی مطالب کو جو بلا درس و تدریس کے حاصل نہین ہوسکتی اخبارات اور حکایات کی درجہ مین لانا چاہتے ہین یہ مشکلات کسطرح حل ہوسکین تا منگا یہ کہ وہ حضرات اپنا تھوڑا سا وقت تحصیل علمی مین صرف نکرین اور مصطلحات دینیہ و علم مناظرہ سے واقف نہو جاوین اور کم از کم ایسے رسائل کو مکرر سہ کرر مطالعہ نفرماوین کیونکہ متعدد مرتبہ کی دیکھنے اور غور و فکر کے ساتھ سمجھنے سے ضرور سہولت ہوجاتی ہے اور مطلب خود بخود سمجھ مین آنے لگتا ہی اور دوسری وجہ جو ملحوظ خاطر مصنف علام کے پائی گئی ہی یہ ہے کہ عربی لغات کا ترک کر دینا جو دین اسلام کی زبان ہی اور انگریزی وغیرہ الفاظ کا استعمال جائز رکھنا عاقبت بین کی نظر مین سبب ضعف ایمان کا ضرور ہی کہ رفتہ رفتہ اس نفرت و اجنبیت پر احکام شرعی کے لغات و مصطلحات دلسے محو ہوجاینگے اور بوجہ مانوسی و مشغولی زبان انگریزی کے نماز جماعت مین قواعد پریٹ کے بولیان بیساختہ زبان سے جاری ہوا کرینگی پس حضرات ناظرین سے بصد التجا گذارش ہی کہ اس رسالہ کو ایک نظر بفہم مطالب ملاحظہ فرمالین یہ باعتبار مطالب اقصی دریا ہے ہو کوزہ مین سمایا ہی اس رسالہ کا ناظر اصول مباحث امامت و خلافت سے ضرور ماہر ہوسکتا ہی بشرطیکہ توجہ خاطر سے اسکے مضامین پر نظر ڈالی فقط انا احقر الکونین السید اختر حسین بنیجر مطبع

قیمت فی جلد ۰۶

دو قطعہ تاریخی از جناب سید فقیر حسین صاحب ولد المرحوم علیجناب سید محمد حسین قبلہ الرضوی علی اللہ رحمتہ و نورتہ البلوی درگاہ سنگ بستی

SALAR JUNG ESTATE